مضمون باکمال لالہ بشیشر دیال سے بماہ نومبر ۱۸۸۲ء کے
مطبع طبائع خاص و عام ہوا
پسندیدۂ انام ہوا

تاریخ طبع نتیجہ طبع باوقار منشی مدن موہن لال صاحب شاد

مؤلف خستہ

ریختہ نامہ مسعود آج ہیں یہ شان سخنہائے اندرون

صحت الفاظ سے تصحیح مطالب سے چھپا

بے سخن شاد عیسوی سن یکم ... سے چھپا

مستی کا نسخہ اوصاف شاد سے چھپا

رحم

خاتمۃ الطبع

اول ستایش پرستی اور نیایش سرستی سے بعدہ خدمت عالی درجت شایقین باتمکین مین یہ التماس سرپرستی ہے کہ اندنون نسخہ یادگار ہستی تاریخ راج پرستی کارنامہ رانایان راجپوتانہ تصنیف رنچہو بہٹ مورخ یگانہ جسے کنور جے سنگہ نے سمبت ۱۷۳۸ مین راج سمندر تالاب کے علاقہ مین کندہ کرایا اور رجاوڑ راے برہمن عالم فن کی کوشش سے حسب خواہش میجر این برٹن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ سابق باڑوتی اور کپتان جی جے بلیر صاحب اسسٹنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کے سنسکرت زبان سے انگریزی زبان مین در آیا اور جامع ہر گونہ استعداد منشی دیبی پرشاد صاحب نے انگریزی سے اردوے سلیس خاطر انیس کا پیرایہ دیا ہر طرح سے صحت مضامین مین اہتمام کیا مطبع نامی و گرامی جناب فیضمآب منشی نولکشور صاحب واقع کانپور مین اہتمام

حاشیہ کے مطالب کی فہرست

فہرست مطالب راج پرشستی

خاتمہ

لاکھ لاکھ شکر ہے اوس خداوند حقیقی کا کہ جسکی فضل و کرم سے راج پرستی کا ترجمہ مع تتمون اور حواشی کے اختتام کو پہونچا اسکی تکمیل اور ترتیب جس طرح اس ہیچمدان کے پیش نہاد خاطر تھی اوسی طرح ظہور مین آئی —

اب صاحبان علم ہنر و خاندان فضل و کرم سے امید ہے کہ اسمین جہان کہین غلطی دیکھین قلم اصلاح سے درست فرماوین اور حق تو یون ہے کہ اس ہیچمدان نے کتاب ہذا کی صحت اور اوسکے مطالب کی تحقیقات اور تاریخی کتابون سے مطابقت کرنے مین کمال محنت کی ہے اور ہندی فارسی انگریزی سنون کے ملانے اور اونکے اختلافات کو دور کرنے مین نہایت عرق جگر کھایا ہے جو لوگ کہ تصنیف تالیف اور تحقیقات علمی کے مشکلات اور نشیب و فراز کو جانتے ہین وہی اس ہیچمدان کے محنت اور مشقت کو سمجھینگے یا صاحبان انگریزیہ بہادر دام اقبالہم جو اہل علم کے قدردان اور نکتہ نواز ہین اس کار دوستانہ کی داد دینگے فقط مرقوم ۱۶ — ماہ اگست سنہ ۱۸۷۱ع

العبد
بندہ دیبی پرشاد

نمبر	نام ٹھکانا	نام رئیس	ولدیت یعنے کس راناکا بیٹا تھا	اوس راناکی مسند نشینی کے سمبت	کیفیت
۱۷	باگور	مہاراج ناتھ سنگھ	رانا امر سنگھ	سمبت ۱۷۵۰	مہاراج ناتھ کی پوتی سردار سنگھ سرپنگھ بسبب لاولدی مہارانا جوان سنگھ کے اودیپور مین مسند نشین ہوے ہے —
۱۸	سیوریتی	ارجن سنگھ	ایضاً	ایضاً	موجود ہے —
۱۹	کرجالی	باگھجی	ایضاً	ایضاً	ایضاً

مہارانا سمر سنگھ سے لے کر مہارانا امر سنگھ تک چپنہ سو باون یا پانسو باون مین اس خاندان عالیشان سے اونسٹھ ٹھکانے برآمد ہوئے اور ان اونسیوں ٹھکانوں سے جنہین کئی کئی بڑی باتین مین اس قدر ٹھکانے ہو گئے ہین کہ اونکا کچھ شمار نہین — منہ الجملہ اس خاندان سے بڑھ کر ہندوستان مین راجپوتوں کا کوئی خاندان اسس قدر بڑا ہوا نہین کہ جو دکن اور ترکیم مین پھیلا ہوا ہو جسمین بے شمار سردار ہون —

+ اس اختلاف کا سبب وہی ہے جو راول سمر سنگھ کی مسند نشینی کے سنون مین واقع ہو رہا ہے —

۱۲	کالوتہیا	ارسی	راناجگت سنگہ	۱۶۸۴	ابتک بدستور برقرار ہے ـ
۱۳	انبیٹرہ	راجہ بہیم سنگہ	رانا راج سنگہ	۱۷۱۰	یہہ ٹہکانہ اب خالصہ مین ہے ـ
۱۴	بجونیاس	ناہر سنگہ	ایضاً	۱۷۱۰	ابتک موجود ہے ـ
۱۵	کاروہی	امید سنگہ	راناجی سنگہ	۱۷۳۸	ایضاً
۱۶	باولیا داس	پرتاب سنگہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

نمبر	نام ریاست یا ٹھکانہ	نام رئیس یا سردار	ولدیت یعنی کس راناکا بیٹا تھا	دو راناکس سمت مین مسند نشین ہوا	کیفیت
۶	کانوڑ	اجاجی	سمارانالاکھاجی	سمت ۱۴۴۹	اجاجی کی اولاد کانوڑ مین ہے ـ
۷	دیولیا	کھیم کرن	رانا موکلجی	سمت ۱۴۰۴	دیولیہ والون نے اپنے جاگیر کو وسعت دیکر جداگانہ ریاست قرار دی اور صدر مقام اسکا پرتاب گڈہ ہے ـ
۸	دبراود	سہس مل	رانا پرتاب سنگہ	سمت ۱۶۲۸	ابتک سہس مل کی اولاد کے قبضہ مین ہے ـ
۹	کھنڈولکاڈہ	پوراجی	ایضاً	ایضاً	اس ٹھکانہ سے مگردپ وغیرہ ٹھکانہ دار ہوگیے ـ
۱۰	شاہپورہ	سورجمل	رانا امرسنگہ	سمت ۱۶۵۳	شاہپورہ اب جداگانہ ریاست اجنٹی ہاڑوتی کے تعلق ہے ـ
۱۱	کالوکرتیہ	غریب داس	رانا کرن سنگہ	سمت ۱۶۷۰	ابتک بدستور ہے ـ

۲	ڈونگرپور	باپ جی	مہاراول کرن سنگھ	سمبت ۱۱۶۵ +	یہ ڈونگرپور ضلع بباگر مین یا بین گجرات اور میواڑ کے واقع ہے باپ کے جانشینون نے تلوار کے زور سے بھیلون کو مطیع کر کے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی یہانتک چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست اونکی پاس ہو گئی اور وہ مہارانا کی اطاعت سے نکل گئے ۔
۳	رام پورہ	چندر وجی	مہارانا بھون سنگھ	سمبت ۱۳۱۹	رام پورہ کو چندر وجی کی اولاد سے سمبت کو اوایل مین مہاراجہ ملہار راو ہلکر نے چھین لیا چنانچہ ابتک ہلکر کے قبض مین ہے ۔
۴	ستارہ	سدن سنگھ	مہارانا اجی سنگھ	سمبت ۱۳۵۷	سدن سنگھ کی اولاد ابتک ستارہ مین راج کرتی ہے سیواجی اور سنبھاجی مرہٹہ جو بڑے اولوالعزم اور نامی ہو گئے ہین اونہین سے تھے ۔
۵	سلومر	چونڈا جی	مہارانا لاکھا جی	سمبت ۱۴۴۹	سلومر والون کی بہت نسل بڑہی چنانچہ دو پشت کے بعد دیوگڈہ کا ٹھکانا اور تین پشت کے بعد آمیٹ کا ٹھکانا چار پشت کے بعد بیگون کا ٹھکانا ہوا انکے بعد کوڑا ببو در بوکنیڈ بہان وغیرہ کا ٹھکانا ہوا یہ سب چونڈاوت کہلاتے ہین انکا سر پشت سلومر کا راوجی ہے جو ریاست مین قدیم سے سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا ہے ۔

+ سمبت ۱۱۶۵ اس حساب سے ساکے سنون مین سو برس کی غلطی رہتی ہے اور یہی اختلاف جی پور کے راجون کی فہرست مین بھی ہے ۔

++ باپ جی کی بارہوین پشت مین راول اودے سنگھ تھا اوسکے دو بیٹے ہوئے بڑا تو ڈونگرپور کا رئیس ہوا اور چھوٹا جسکا نام جگمال تھا بانسواڑہ کا مالک ہوا ۔ جسنے اور اسکے جانشینون نے اپنی محنت اور زور سے بانسواڑہ کو بجنست دیگر ایک جدا ریاست قرار کر لی ۔

اسمین ضلع میواڑ کے سرداروں کی جو مہارانا کے خاندان سے ہین بقید سال سمبت ایک فہرست ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فلانا سردار فلان انا کی نسل سے ہے

نمبر	نام ریاست یا ٹھکانا	نام رئیس یا سردار	ولدیت یعنے کس راول یا رانا کا بیٹا تھا	کس سنہ مین مسند نشین ہوا	کیفیت
۱	نیپال	کوم کرن	مہاراول سمر سنگہ	سمبت ۱۱ ؟	مہاراول سمر سنگہ کے دو بیٹے تہے بڑا کرن سنگہ چہوٹا کوم کرن کرن سنگہ چتور مین مسند نشین ہوا اسی طرح چتور کے ہر مسند نشین کے لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بڑا بھائی تو باپ کی جگہ بیٹھا اور چہوٹے کو دوسرے علاقہ مین نشست ملی۔ کوم کرن نے نیپال مین راج کیا چنانچہ اتبک اسکی اولاد نیپال مین خودمختار راج کرتی ہے

راول سمرسی کے راج پرستی مین لکھا ہے کہ راول سمرسی پرتھی راج کی رفاقت مین شہاب الدین غوری سے لڑکر مارا گیا یہہ واقعہ سمبت ۱۲۴۹ یا سمبت ۱۲۴۹ مین ہوا تھا اور اس فہرست مین راول سمرسی کے مسند نشینی کے سمت ۱۱۰۶ لکھے ہین پھر یہہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ایکسو چھتیس ۱۳۶ برس قبل از جنگ مسند نشین ہوا اس صورت مین اگر اوسکی مسند نشینی کے سمت ۱۲۰۶ ہوں تو عجب نہین —

٥٧

۲	ڈونگر پور	باپ جی	مہاراول کرن سنگھ	سمبت ۱۱۶۵ +	یہ ڈونگر پور ضلع بہاگر مین بابین گجرات اور میواڑ کے واقع ہی باپ کے جانشینون نے تلوار کے زور سے بھیلون کو مطیع کر کے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی یہانتک چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست اونکی پاس ہو گئی اور وہ مہارانا کی اطاعت سے نکل گئے ـ
۳	رام پورہ	چندروجی	مہارانا بہون سنگھ	سمبت ۱۲۱۹	رام پورہ کو چندروجی کی اولاد نے سمبت کو اوایل مین مہاراجہ ہلکار راو ہلکر نے چہین لیا چنانچہ ابتک ہلکہ کے قبض مین ہے ـ
۴	ستارہ	سدن سنگ	مہارانا اجی سنگھ	سمبت ۱۲۲۵	سدن سنگ کی اولاد ابتک ستارہ مین راج کرتی ہے سیواجی اور سہنا جی مرہٹہ جو بڑے اولو العزم اور نامی ہو گئے ہین اونہین سے تہے ـ
۵	سلومر	چونڈاجی	مہارانا لاکہاجی	سمبت ۱۴۴۹	سلومر والون کی بہت نسل بڑہی چنانچہ دو پشت کے بعد دیوگڈہ کا ٹھکانا اور تین پشت کے بعد آمیٹہ کا ٹھکانا چار پشت کے بعد بیگون کا ٹھکانا ہوا انکے بعد کوٹاریہ و رسولکنٹہ یہان غیرہ کا ٹھکانا ہوا یہ سب چونڈاوت کہلاتے ہین انکا سر رشتہ سلومر کا راو ہوتا ہے جو ریاست مین قدیم سے سپہ سالار کا عہدہ رکھتا ہے ـ

+ سمبت ۱۱۶۵ اس حساب سے سالہ سنون مین سو برس کی غلطی رہتی ہے اور یہی اختلاف جی پور کے راجون کی فہرست مین بہی ہے ـ
+ + باپ جی کی بارہوین پشت مین راول اودے سنگھ تہا اوسکے دو بیٹے ہوئے بڑا تو ڈونگر پور کا رئیس ہوا اور چھوٹا جسکا نام جگمال تہا بانسواڑہ کا مالک ہوا ۱۔ جسنے اور اسکے جانشینون نے اپنی محنت اور زور سے بانسواڑہ کو وسعت دیکر ایک عمدہ ریاست قرار دی ـ

اسمین ضلع میواڑ کے سرداروں کی جو مہارانا کے خاندان سے ہین بقید سال سمبت سنگ فہرست ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فلانا سردار فلان آنا کی نسل سے ہے

نمبر	نام ریاست یا جاگیر	نام رئیس یا سردار	ولدیت یعنے کس رانا کا بیٹا تھا	ورثا کس سنہ مین مسند نشین ہوا	کیفیت
۱	نیپال	کوم کرن	مہاراول سمر سنگھ	سمبت ۱۲۰۶	مہاراول سمر سنگھ کے دو بیٹے تھے بڑا کرن سنگھ چھوٹا کوم کرن کرن سنگھ چتوڑ مین مسند نشین ہوا اسی طرح چتوڑ کے ہر مسند نشین کے لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بڑا بھائی تو باپ کی جگہ بیٹھا اور چھوٹے کو دوسرے علاقہ مین نشست ملی کوم کرن نے نیپال مین راج کیا چنانچہ اتبک اسکی اولاد نیپال مین خود مختار راج کرتی ہے

راول سمر سی کے مورخ پرتھی راج رسمی میں لکھا ہے کہ راول سمر سی پرتھی راج کی رفاقت مین شہاب الدین غوری سے لڑکر مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۱۹۳ یا سمبت ۱۲۴۹ مین ہوا تھا اور اس فہرست مین راول سمر سی کے مسند نشینی کے سمبت ۱۲۰۶ لکھے ہین پھر یہہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ اکیسو پینتیس برس قبل از جنگ مسند نشین ہوا اس صورت مین اگر اوسکی مسند نشینی کے سمبت ۱۲۰۶ ہون تو عجب نہین —

۲	ڈونگر پور	باپ جی	مہاراول کرن سنگھ	سمبت ۱۱۶۹ +	یہ ڈونگر پور ضلع باگر مین باین گجرات اور میواڑ کے واقع ہی باپ کے جانشینون نے تلوار کے زور سے بھیلون کو مطیع کرکے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی یہانتک چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست اونکی پاس ہوگئی اور وہ مہارانا کی اطاعت سے نکل گئے —
۳	رام پورہ	چندر وجی	مہارانا بھون سنگھ	سمبت ۱۲۱۹	رام پورہ کو چندر وجی کی اولاد سے سمبت ۱۸ کو اوایل مین مہاراجہ ملہار راو ہلکر نے چھین لیا چنانچہ ابتک ہلکر کے قبض مین ہے —
۴	ستارہ	سدن سنگھ	مہارانا اجی سنگھ	سمبت ۱۳۰۵	سدن سنگھ کی اولاد ابتک ستارہ مین راج کرتی ہے سیواجی اور سنبھاجی مرہٹہ جو بڑے اولوالعزم اور نامی ہوگئے ہین اونہین سے تھے —
۵	سلومر	چونڈا جی	مہارانا لاکھا جی	سمبت ۱۴۴۹	سلومر والون کی بہت نسل بڑھی چنانچہ دو پشت کے بعد دیوگڑہ کا ٹھکانا اور تین پشت کے بعد آمیٹ کا ٹھکانا چار پشت کی بعد بیگون کا ٹھکانا ہوا انکے بعد کوڑا بہو و رہو کنید بہان غیرہ کا ٹھکانا ہوا یہ سب چونڈاوت کہلاتے ہین انکا سر پشت سلومر کا ہوتا ہے جو ریاست مین قدیم سے سپاہ گری کا مختار کہلاتا ہے —

+ سمبت ۱۱۶۹ اس حساب سے سانپے سنون مین سو برس کی غلطی رہتی ہے اور یہی اختلاف جی پور کے راجون کی فہرست مین بھی ہے —

+ + باپ جی کی بارھوین پشت مین راول اودے سنگھ تھا اوسکے دو بیٹے ہوئے بڑا تو ڈونگر پور کا رئیس ہوا اور چھوٹا جسکا نام جگمال تھا بانسواڑہ کا مالک ہوا ۱۔ مسلمانون اور اسکے جانشینون نے اپنی محنت اور زور سے بانسواڑہ کو وسعت دیکر ایک جدا ریاست مقرر کر لی —

اسمین ضلع میواڑ کے سرداروں کی جو مہارانا کے خاندان سے ہین بقید سال سمبت انکی فہرست ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فلانا سردار فلان رانا کی نسل سے ہے

نمبر	نام ریاست معہ ضلع	نام رئیس یا سردار	ولدیت یعنی کس رانا کا بیٹا تھا	وہ کس سنہ مین مسند نشین ہوا	کیفیت
۱	نیپال	کوم کرن	مہاراول سمر سنگھ	سمبت ۱۱۰۶	مہاراول سمر سنگھ کے دو بیٹے تھے بڑا کرن سنگھ چھوٹا کوم کرن کرن سنگھ چتور مین مسند نشین ہوا اسی طرح چتور کے ہر مسند نشین کے لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بڑا بھائی تو باپ کی جگہ بیٹھا اور چھوٹے کو دوسرے علاقہ مین نشست ملی۔ کوم کرن نے نیپال مین راج کیا چنانچہ اب تک اسکی اولاد نیپال مین خود مختار راج کرتی ہے

* راج پرستی مین لکھا ہے کہ راول سمرسی پرتھی راج کی رفاقت مین شہاب الدین غوری سے لڑکر مارا گیا یہ واقعہ سمبت ۱۱ یا سمبت ۱۲۴۹ مین ہوا تھا اور اس فہرست مین راول سمرسی کے مسند نشینی کے سمت ۱۱۰۶ لکھے ہین پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ایکسو بتیس ۱۳۲ برس قبل از جنگ مسند نشین ہوا اس صورت مین اگر اوسکی مسند نشینی کے سمت ۱۲۰۶ ہون تو عجب نہین —

نہ جانے دیا چنانچہ ابتک سیکڑون آدمی اوسکے احسان سے ممنون اور مشکور ہین۔ اونہون نے غدر ۱۸۵۷ع مین اپنی ریاست کا ایسا انتظام کیا کہ کسی قسم کا فتنہ اور فساد نہونے پایا صاحبان انگریز بہادر اوس سے بہت خوش ہوئے مگر اوس ہنگامہ مین اوس سے کپتان شاور صاحب اجنٹ کے مشورت سے علاقہ نیماہیڑہ متعلقہ ریاست ٹونک کو دبا لیا تھا سو دو تین برس بعد ۱۸۵۹ع کے دربار مین لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے نواب ٹونک کو واپس دلا دیا بعد انتقال رانا سروپ سنگھ کے سمت ۱۹۱۸ مین

مہارانا سمبھو سنگھ

جو رانا سروپ سنگھ کے بھتیجے اور فرزند متبنی ہین میواڑ کی ریاست ملی جو کہ بوقت مسند نشینی کے رانا سمبھو سنگھ بہادر خورد سال تھے اسلیے تا بالغ ہونے اونکے میواڑ مین اجنٹی کا بندوبست رہا اور صاحب اجنٹ بہادر نے جو کرنیل ایڈن صاحب تھے رانا صاحب کی تربیت کی چنانچہ رانا صاحب ہندی فارسی انگریزی سنسکرت مین خوب ماہر ہوگئے ۱۸۶۵ع مطابق سمت ۱۹۲۲ مین کہ جب وہ فضل الٰہی سے حد بلوغ کو پہونچے تو اونکو ریاست کے سب اختیار دیے گئے اب رانا صاحب کمال ربط ضبط اور عدل انصاف کے ساتھ حکمرانی کرتے ہین خدا اونکو سلامت رکھے

سال گذشتہ یعنے ۱۸۷۰ع مین بماہ نومبر جب اجمیر مین دربار ہوا تھا تو مہارانا صاحب واسطے ملاقات لارڈ میو بہادر کے تشریف لائے تھے اور داد و دہش سے اجمیر مین خوب نام کر گئے کرنیل جان نکسن صاحب بہادر بالفعل اس ریاست کے اجنٹ ہین

فقط

...کر اپنی فوج کے خرچ کے بدلہ مین نماہیڑہ کا پرگنہ لے لیا اور کرشن کنور بائی کو بہر
...س سے جب جیپور اور جودہ پور کے راجون مین صلح ہوگئی بعد اس معرکہ کے صاحبان
...بہادر اور رانا بھیم سنگہ سے ۱۸۱۸ء مطابق سمت ۱۸۷۵ مین عہدنامہ ہوا جسکی رو سے
...ن کا تسلط میواڑ سے اوٹھایا گیا اور رانا بھیم سنگہ کو طرح طرح کی آفات سے چھوڑا کر
...لی ریاست مین امن و امان قایم کیا—

رانا جوان سنگہ

سنہ ۱۸۲۸ء مطابق سمت ۱۸۸۵ مین اس سلم رانا کا انتقال ہوا اور رانا جوان سنگہ گدی پر
بیٹھا اسنے اپنی شادی ریوان علاقہ بگھیل کھنڈ مین جا کر بڑی دھوم دھام سے کی
اور اپنی لڑکی کو راجہ محکم سنگہ والی کشنگدہ کے ساتھہ بیاہ دی—
سنہ ۱۲۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۲ء موافق سمت ۱۸۸۹ مین بروقت دربار گورنری کے
رانا نے سرکار کے اصرار سے اجمیر بعہد حکمرانی لارڈ ولیم بنٹنک بہادر گورنر جنرل ہند کی
ملاقات کی اس دربار مین رانا موصوف کی بہت عزت اور توقیر ہوئی چونکہ رانا جوان سنگہ
کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اوسنے سردار سنگہ باگھور کے راوجی کے بیٹے کو جو
مہاراج ناتھہ جی رانا سنگرام سنگہ کے چھوٹے بھائی کا پوتا تھا متبنے کیا چنانچہ
سردار سنگہ—

رانا سردار سنگہ اور سروپ سنگہ

بعد انتقال رانا جوان سنگہ کے رانا ہوا مگر یہہ بھی لاولد تھا اس لیئے اس...
سروپ سنگہ لیئے پاور کو متبنی کیا جو بعد وفات اوسکے سمت ۱۸۹۴ مین گدی پر بیٹھا...
سروپ سنگہ مرد فیاض اور کمال سخی تھا اوسنے لاکھون روپیہ خیرات سے ک...
ریاست کا خوب انتظام کیا اور غیر ملک کے آدمیون سے جو اوسکی قدردانی...
سے اوسکے پور مین آتے تھے اچھا سلوک برتا اور کسیکو...

ارادہ نکیا اور اوسکو موقع واردات پر جلا کر اودے پور کو چلے آئے ایک کسبی راناکے ساتھہ ستی ہوئی اوس نے جلتے وقت یہہ کہا کہ اے عالم الغیب اگر راو اجیت سنگہ نے راناکو میو جہ مارا ہے تو وہ بھی اسی برس مین مرجاوے اوسکی دعا مستجاب ہوئی اور اجیت سنگہ چھہ ۶ مہینے بعد چیچک سے مرگیا۔

رانا ہمیر

ارسی کے بعد رانا ہمیر مسند ایالت پر بیٹھا اور ستائیس برس راج کرکے سمت ۱۸۵۶ مطابق سمت ۱۷۹۹ع مین سرگباشی ہوا اور۔

رانا بھیم سنگہ

نے ریاست پائی ان راناون کے وقت مین میواڑکی ریاست بہت ضعیف ہوگئی تھی اور ڈونگرپور بانسواڑہ دیویہ پرتاب گڈہ کے راجہ جو پہلے انکے محکوم تھے خودسر ہوگئے خاص میواڑکی سردار بھی بہت کم اطاعت کرتے تھے اور دکھنیون کا زور شور مزید برآن تھا راناکی یہہ حالت تھی کہ جو پانچہزار روپیہ ماہانہ بعوض ہین چند پرگنہ راج رانا ظالم سنگہ جھالا کوٹہ کا کامدار اوسکو دیتا تھا کہ اوسمین اوسکی گذراوقات ہوتی تھی م اس عرصہ مین جے پور اور جودہ پور کے راجاون مین کرشن کنور بائی دختر رانا موصوف کی نسبت پر جو اول راجہ بھیم سنگہ والی جودہ پور سے ہوئی تھی اور بعد انتقال راجہ بھیم سنگہ کے راجہ جگت سنگہ والی جے پور سے قرار پائی اور مان سنگہ برادر بھیم سنگہ متوفی نے یہہ دعوی کیا کہ کرشن کنور بائی سے مین شادی کرونگا دشمنی واقع ہوئی اور راجہ جگت سنگہ نے ماڑواڑ پر چڑہائی کرکے مان سنگہ کو شکست فاحش دی اور بعدہ بسبب چپقلش نواب امیر خان کے جو اول راجہ جگت سنگہ کے ساتھہ تھا اور بعدہ مان سنگہ سے ملگیا راجہ جگت سنگہ اودے پور نہ جاسکا اور اپنی ریاست کو لوٹ آیا اور نواب امیر خان نے رانا بھیم سنگہ مو کتاب عہدنامجات راجپوتانہ۔

ستی

ا جس سے میواڑ کو طرح طرح کے نقصان پہونچے —

رانا پرتاب سنگه اور رانا راج سنگه

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۲ء مین رانا جگت سنگه کا انتقال ہوا اور پرتاب سنگه اور
بن
س جسے تین برس بعد ۱۷۵۵ء مطابق سمت ۱۸۱۲ مین راج سنگه ثانی گدی پر بیٹھا ان دنو
رانائون کے وقت مین ملہار راؤ ہلکر نے جاوندیچه مندسور رام پوره بھان پوره وغیره
پرگنات متعلقه میواڑ پر تصرف کر لیا —

رانا ارسی

۱۷۶۲ء مطابق سمت ۱۸۱۹ مین رانا راج سنگه کے وفات کے بعد رانا ارسی مسند
نشین ہوا جو که یہه اگلے رانائون کے بہ نسبت کچھه اولوالعزم اور صاحب حوصله تھا
اسواسطے اسنے بدعوائے استرداد پرگنات مذکور کے اہلیا بائی پر جو ملہار راؤ کی
جانشین تھی چڑھائی کی مگر اہلیا بائی کے لشکر سے شکست کھائی —
۱۷۷۲ء مطابق سمت ۱۸۲۹ مین رانا ارسی اجیت سنگه ہاڑه والی بوندی کی ہاتھه سے
مارا گیا مختصر بیان اسکا یہه ہے که راؤ اجیت سنگه نے واسطے من وبست
قوم مینه کے موضع تھلیا کے قریب جو میواڑ کے علاقه مین تھا ایک قلعه بنایا تھا
رانا ارسی اس مداخلت سے ناراض ہو کر کچھه عرصه بعد اوس طرف شکار کھیلنے کو
اور راؤ اجیت سنگه کو بھی واسطے شمول شغل شکار کے بلوایا چند روز یہه دونو
بکمال اتحاد سیر و شکار مین مشغول رہے مگر جب رانا کے سردار واسطے مسما
قلعه مذکور کے راؤ اجیت سنگه سے گفتگو کرتے تھے تو وه بہت برا مانتا تھا
اس معامله مین ایسی تکرار ہوئی اجیت سنگه بہت برہم ہوا اور جب رانا ارسی
پان دیکر رخصت کیا تو وه کچھه دور جا کر لوٹا اور رانا ارسی کو برچھا مار کر ہلاک
اور بکمال سرعت اپنے گھر جا پہونچا ارسی کے سرداروں سے کسی نے معا

مین دکھنیون کا غلبہ مالوہ مین ہوا اور اونکی فوج نے گجرات مین بھی لوٹ مار مچادی
تب رانا کو باجی راو پیشوا سے موافقت کرنے کی ضرورت پڑی اور اوسکے ذریعہ
سے ساہو راجہ کے ساتھہ عہد و پیمان ہوئے اور ۱۷۳۴ع موافق سمت ۱۷۹۱ مین رانا سنگرام سنگہ
نے وفات پائی اور

رانا جگت سنگہ

اوسکی جگہ مسند نشین ہوا سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ع مین راجہ سوائی جیسنگہ کا انتقال
ہوا اور سوائی ایسری سنگہ مسند پر بیٹھا جو کہ ازروی عہد و پیمان ۱۷۰۹ع مطابق سمت ۱۷۶۶
کے جے پور کے مسند نشینی کا حق سوائی مادہو سنگہ کو پہونچتا تھا اسواسطہ رانا
جگت سنگہ کو اوسکے باب مین کوشش کرنی پڑی چنانچہ مادہو سنگہ کو ایک جرار فوج
کے ساتھہ جے پور کو بھیجا جب سوائی ایسری سنگہ سے مقابلہ ہوا تو سلومر کا راو
جو میواڑ کے سپاہ کا سردار تھا اور ایسری سنگہ کا خسر اپنی صف سے جدا ہوکر
ایسری سنگہ سے جا ملا اور اوسکے ساتھہ ہوکر مادہو سنگہ سے لڑنے لگا یہہ حال
دیکھہ کر میواڑ کی فوج بھاگ نکلی اور مادہو سنگہ شکست کھا کر رانا
کے پاس آیا رانا کو بہت رنج ہوا اور اوسیوقت ملہار راو ہلکر کو خط لکھا کہ جو تم ہمارے
بھانجہ مادہو سنگہ کو جے پور مین مسند نشین کرادو تو تمکو کئی لاکھہ روپیہ نقد اور کچھہ
علاقہ راج جے پور سے دلایا جاوے گا جب ملہار راو یہہ پیغام سنکر اودے پور مین
آیا اور رانا سے دستار بدل کر مادہو سنگہ کے ساتھہ جے پور پر حملہ آور ہوا اور
بعد واقعات چند در چند کے مادہو سنگہ کو جے پور مین مسند نشین کیا مگر مادہو سنگہ
نے وہ شرطین ادا نکین تب ملہار راو وہان سے کوچ کرکے اودے پور مین آیا او
اون معاہدون کا مطالبہ رانا سے کیا رانا نے اوسوقت تو اوسکو چرب و شیرین
باتون اور وعدہ وعید سے خوش کرکے رخصت کیا لیکن ملہار راو اپنا دعوا بدستور
رکہتا تھا تاریخ مالکم و امیر نامہ

ی

سوائی جی سنگہ کو ہمراہ لیکر دکھن کو روانہ ہوا جب بادشاہی لشکر نربدہ سے اترا
و نو راجہ بادشاہ سے ناراض ہوکر بے حکم وہان سے چلدیے تھے میواڑ مین آئے جو
راجگان جے پور اور راناؤن کے مدت سے دشمنی چلی آتی تھی اس لئے رانا
سنگہ نے اونسے لڑائی کا ارادہ کیا مگر اپنی مان کی فہمائش سے اس ارادہ کو چھوڑا
ونکو مہمان سمجھکر اپنے گھر لے گیا اور دشمنی کو دوستی کے ساتھ بدل ڈالی بروقت
ول طعام کے جب رانا اونسے ہم پیالہ اور ہم نوالہ نہوا تو انھون نے اس معاملہ
ار کیا تب رانا نے کہا کہ جو تم آیندہ کو بادشاہون سے رشتہ داری نکرو اور اسبا
قسم کہاؤ تو مضائقہ نہین ہم تمہارے ویسے ہی بھائی بند ہین جیسے پہلے تھے انھون
نے اسبات کو منظور کی اور عہد و پیمان پختہ کرلیا مگر اوسکے ساتھ یہہ بات بھی بیان کی
کہ اب ہمین باہم بیاہ شادی کی رسم بھی جاری ہوجاوے تاکہ بالکل مغایرت جاتی رہے
رانا نے کہا کہ اگر اسبات کا عہد نامہ لکہدو کہ یہان کی بیٹی سے جو اولاد ہووے
وہ دوسری رانیون کی اولاد سے ترجیح پاکر مسند نشین ہوا کرے تو ہمین منظور ہے
راجون نے اس بات کا بھی عہد نامہ لکھدیا اور راناسے رخصت ہوکر اپنے اپنے
ملک کو روانہ ہوئے —
بعد چندے مہاراجہ جیسنگہ سوائی کی شادی اس رانا کی دختر سے ہوئی جس سے
سوائی مادہو سنگہ پیدا ہوا مگر مہاراجہ مذکور نے برخلاف قرار داد کے اوسکی کچھ
عزت اور توقیر نکی بلکہ سوائی ایسری سنگہ کی بنسبت جو دوسری رانی سے تھا
مادہو سنگہ کو بہتر نہ سمجھا رانا کو یہ خبر سنکر بہت رنج ہوا اور حکمت عملی سے ما
کو اوسکی مان سمیت اپنے پاس بلوالیا اور یہ ارادہ کیا کہ بعد وفات سوائی جیسنگہ
شمشیر کے زور سے اوسکو جے پور مین مسند نشین کرینگے —

رانا سنگرام سنگہ

سمت ۱۷۷۳ مطابق سنہ ۱۷۱۶ع مین رانا سنگرام سنگہ مسند آرائی ہوئے

مالوہ وغیرہ صوبون کو بہت سا لوٹا کھسوٹا ہو ـــ

یہ لڑائی [illegible]ع مطابق سمت [illegible] تک تخمیناً ۳۰ برس کچھ کچھ قایم رہی اودے پور اور جودہپور کے راجپوتون نے بادشاہی افواج کا خوب خوب مقابلہ کیا خوب غالب ہوگئے تو گجرات اور مالوہ تک جا مارا اور جب مغلوب ہوئے تو پہاڑون کی گھاٹیون مین گھس کر اپنے پیر پرزہ درست کئے ادہر دکن مین مرہٹون نے مغلون کے لشکر پر آفت ڈھا رکھی تھی ـــ

رانا امر سنگھ

سنہ [illegible] مطابق سمت [illegible] مین رانا جی سنگھ نے وفات پائی اور امر سنگھ اوسکا بیٹا مسند نشین ہو کر اپنے بزرگون کے طور پر لڑائی بھڑائی مین مشغول ہوا اسکے مسند نشینی سے سات برس بعد اورنگ زیب راجپوتون اور مرہٹون کی سرکوبی کی فکر کرتا کرتا [illegible]ع مطابق سمت [illegible] مین مرگیا اور اوسکے جانشینون مین تصفیہ تقضایہ ہونے لگا راجپوتون نے دو برس تک مغلون کے مقابلہ سے کچھ فرصت پائی اور اپنے استقلال کی تدبیرن پر بہت صرف کی جب [illegible]ع مطابق سمت [illegible] سنہ ہی مین بہادر شاہ دکن کو جانے لگا تو راستہ مین راجپوتون کو بہ نسبت سابق کے زیادہ مفسد اور آسودہ حال پاکر بنظر مصلحت وقت اوسنے تصفیہ کرنا چاہا اول رانا امر سنگھ سے عہد نامہ کیا جسکے ذریعہ سے وہ ملک جو عالمگیر نے اکبر کی اعانت کے جرمانہ مین رکھا تھا واپس دیا گیا اور وہان کے ساری مذہبی رسمون کو ویسا ہی جاری کیا کہ جیسے اکبر کے عہد مین جاری تھین اور جو فوج رانا سے بطور کمک کے بادشاہی لڑائیون مین لیجاتی تھی اوسکا لینا آیندہ کو موقوف ہوا غرض کہ رانا کو ساری باتون سے خودمختاری حاصل ہوگئی صرف نام کی اطاعت باقی رہی ؛؛ سو آیندہ کو رفتہ رفتہ وہ بھی جاتی رہی اسی طرح جودہپور کے راجہ اجیت سنگھ سے جسکے لیے بڑا سبب کشت و خون ہو رہا تھا صلح قرار پائی اور بادشاہ راجہ اجیت سنگھ

٭ الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۲ ۱۰۷ اور کرنیل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۲ صفحہ ۹ ۷ ـــ

؁ تاریخ الفنسٹن صفحہ ۲۰ ۱۱ اور ٹاڈ راجستان جلد ایک صفحہ ۵ ۹ ۳ ـــ

دوسرا تتمہ رانا راج سنگہ کے جانشینون کے بیان مین

رانا جی سنگہ

بعد اس مصالحے کے جسکا بیان اول تتمہ مین ہوا بادشاہی فوج رانا کے علاقون سے
[...]ے گئی اور رانا راج سنگہ اودے پور مین پہونچکر بہت جلد مرگیا جی سنگہ جو اوسکا فرزند
[ر]شید تھا ریاست آبائی پر بیٹھا اور بھیم سنگہ اوسکا بھائی کسی وجہ سے میواڑ چھوڑکر
[ا]جمیر مین بادشاہ کے پاس چلا گیا بادشاہ نے اوسکو راجہ کا خطاب دیا اور محم[د]
[ن]عیم نامی ایک امیر کو واسطے تعزیت رانا راج سنگہ کے رانا جی سنگہ کے پاس بھیجا
اوس نے وہان پہونچکر رانا کو ماتمی کا خلعت پہنایا رانا نے بعد چند روز کے
اوسکو رخصت کیا اور چار ہزار روپیہ نقد اور اونیس تھان پارچہ کے اور چار شتر
عنایت فرمائے * بز.

بعدہ اورنگ زیب اجمیر سے دکن کیطرف چلا گیا جہان مرہٹون کے تسلط
اور فسادون کے باعث اوسکی بڑی ضرورت تھی اور تھوڑی مدت گذرنے پر
اودے پور کے دربار سے پھر لڑائی شروع ہوئی یہان تک کہ ساری راجستان کی
ریاستین باستثناے جے پور اور مشرقی جانب کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کے
علانیہ اورنگ زیب کے اخیر سلطنت تک بدخواہ رہین اگرچہ ان ملکون مین مغلون کی
فوجین دوڑتی رہین مگر باوصف اس کے راجپوتون نے اونکو نہایت تنگ کیا اور بجز [...]

یہ احوال جو اوپر لکھا گیا اکثر الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان کے اردو ترجمے سے لیا گیا [...]
مآثر عالمگیری مین بھی یہ سب حالات بتفصیل مندرج ہین مگر موجودہ کتاب تعصب اور رعایت سے خالی نہیں [...]
تاریخ الفنسٹن جو بہت سے معتبر کتابون کا خلاصہ ہے اور ایک بڑے مورخ کی تصنیف ہے اوسکی نسبت [...]
قابل اعتماد ہے خیا مین رانا راج سنگہ اور اورنگ زیب کے جو فیصلہ ہوا اوسمین شاہزادہ محمد اعظم کی رسالت تھی [...]
ملاقات شاہزادہ اور رانا کے جو راج سمندر تالاب پر ہوئے عہدنامہ لکھا گیا ــ مآثر عالمگیری ــ

* بز. مآثر عالمگیری ــ

بیٹے کے بگڑ جانے سے بڑی مشکلوں میں گرفتار ہوا مگر اپنے حیلہ وری اور چالاکی سے وہ چال چلا کہ اکبر کی فوج میں تفرقہ پڑ گیا اور جو بادشاہی سردار اوسکے شامل ہوئے تھے وہ بادشاہ کی ترغیب و تالیف سے اوسکو چھوڑ کے اسی طرح راٹھوڑوں نے بھی جب مسلمان رفیقوں کو شریک نہ دیکھا اوسکی رفاقت سے پہلو تہی کیا یہان تک کہ اکبر بیدل ہو کر دکن کیطرف فرار ہوا

اکبر کے ہنگامہ سے پہلے اور اوسکے فرو ہو جانے سے بعد بھی تو لڑائی کا عقدہ تھا میواڑ اور جودھپور سے قایم رہا چنانچہ ان ملکون میں بادشاہی فوج واسطے تاخت و تاراج برابر کرتے رہے اور راجپوت اوس تاخت و تاراج کا انتقام مالوہ گجرات سے لیتے رہے آخرکار اپنے ظالم دشمنون کی خوی خصلت کو کام ناکام اختیار کر کے مسجدون کو توڑا او قرآنون کو جلایا اور ملا لوگون کو طرح طرح ستایا مگر تاہم اس قسم کی لڑائی سے بڑا نقصان اودے پور کو پہونچا جسکی زرخیز قلمرو مغلون کے قلمرو کے متصل واقع تھی اور مغلون کی فوج اوسمین متصرف تھی مگر جودھپور کا ملک ان بھاری نقصانون سے محفوظ رہا جو وہ دراز اوجسمیں بجز پہاڑ اتفاق نہوا اورنگزیب کو ایسی لڑائی کے اختتام کی خواہش ہوئی جسکے باعث سے اور بڑے کامون مین وسعت انداز نہو سکا چنانچہ تدبیر و حکمت سے اودی پور کے رانا راج سنگھ کو آشتی کی درخواست پر آمادہ کیا اور جب کہ درخواست اوسکی طرف سے گذری توفی الفور اوسپر توجہ فرمائی چنانچہ جزیہ سے اغماض برتا گیا اور ملک کے جس ٹکڑے کو جزیہ کے سے بمعاوضہ مین رکھا تھا اکبر کی اعانت کے جرمانہ مین رکھا گیا باقی کل شرطین رانا کے حق مین مفید تھین جس سے عزت کا لحاظ اس وعدہ سے کیا گیا اور عہدنامہ لکھا گیا کہ جب اجیت سنگھ جوان ہو جائیگا تو اوسکا ملک اوس کو دیا جائے گا۔ ✱ ✱✱

✱ یہ ٹکڑا پرگنہ مانڈل گڈھ اور پرگنہ بدہنور سے مرکب تھا ——— ماثر عالمگیری ——

✱✱ اورم صاحب کے پرچہ صفحہ ۱۰۶ ——— اور ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۹۵ ——

پرستی
ے گئے اور کسی ہمقوم راجہ نے اون معصوم یتیمون کی دستگیری نکی مگر رانا راج سنگھ
جان سے اونکا شریک ہوا اور جزیہ کے دینے سے انکار کیا تب ماہ جنوری سنہ ۱۶۷۹ء مطا
ت مین اورنگ زیب اجمیر مین آیا اور فوج کے متعین کرنے سے میواڑ کی لوٹ کھسوٹ
بھیجے اور رانا راج سنگھ کو اطاعت کی درخواست کرنے پر مجبور کیا چنانچہ جب اوس
ی مصلحت سمجھکر صلح کی درخواست گذرانی تو عمدہ عمدہ شرطین اوسکو عنایت ہوئین اور
کے عوض مین تھوڑا ٹکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اور کوئی کام اوس کام کے سوا اوس
ذمہ ڈالا کہ جودہ پور والون کی امداد اور اعانت نکرے —
بعد اس معاملہ کے بادشاہ دلی کو چلا گیا اور رانا راج سنگھ نے پھر جودہ پور والے کو
خفیہ مدد پہونچائی اون روزون مین جودہ پور والے کا حال ایسا ابتر تھا کہ اگر اوسکو رانا
کی دستگیری کی توقع نہوتی تو مایوس ہوکر اپنا وطن چھوڑ دیتا یہ بات بادشاہ کے اوپر
کھل گئی تب اوسنے ماہ جولائی سنہ ۱۶۷۹ء مطابق ماہ رجب سنہ ۱۰۹۰ ہجری موافق سمت ۱۷۳۶ مین پھر اجمیر کا
قصد کیا اور اس دفعہ ساری قوت و طاقت اپنے راجپوتون کے پس پا کرنے مین مصروف
کی شاہزادہ معظم کو دکن سے اور شاہزادہ اعظم کو بنگالہ سے واسطے زور ہی راجپوتون کے
طلب کیا اور ایک بڑی فوج شاہزادہ اکبر کی زیر حکومت سپاہی اودیپور کو روانہ کی اودہر سے
شاہزادہ معظم نے جو دکن سے آتا تھا رانا کے ملک خراب کرنے کو ایک طرف سے بھیجی
گجرات کے نایب السلطنت نے گجرات کی طرف سے رانا پر حملہ کیا اسی طرح راٹھوڑون
ا. بھی چڑھائیان ہوئین رانا راج سنگھ چارون طرف سے دشمنون کا غلبہ دیکھکر اراولی پہا
مین چلا گیا اور اودے پور وغیرہ شہرون کو بادشاہی فوج نے تباہ کر ڈالے اس عرصہ
مارواڑ کے راٹھوڑون نے اپنے ملک مین جمع ہوکر بادشاہی افواج کا مقابلہ کیا تب شا
اکبر کو مارواڑ مین جانے کا حکم ہوا اوس موقع پر رانا راج سنگھ نے اونکی کمک اور امداد
مارواڑ مین بادشاہی آدمیون کو بڑی بڑی سختیان پیش آئین اور انجام اوسکا یہ ہوا
کی ترغیب سے شاہزادہ محمد اکبر اونکے شامل ہوگیا اور بادشاہی کے لالچ سے ا
باپ کے اوپر خروج کیا جو اوسی سے سیکھا تھا اورنگ زیب ایسے نازک وقت

خاتمہ مشتمل اوپر چند تتمون کے
پہلا تتمہ رانا راج سنگہ کا بقیہ بیان

چونکہ ناتمام راج پرستی کا ترجمہ تمام ہوچکا اور رانا راج سنگہ کی پچھلی سرگذشت باقی رہ گئی اس سلئے راقم الحروف کتب تواریخ معتبرہ سے وہ حالات قلمبند کرکے اپنے ترجمہ کو پورا کرتا ہے —

واضح ہو کہ جہانگیر بادشاہ کے عہد مین بادشاہ موصوف اور رانا امر سنگہ سے بعد محاربات عظیمہ کے سنہ ۱۶۱۴ع مطابق سمت ۱۶۷۱ مین صلح ہوکر جو کچھہ عہد و پیمان قایم ہوئے تھے اوسپر طرفین کا عمل رہا اور یہہ ہی باعث تھا کہ ساٹھہ ستر برس تک میواڑ مین امن چین اور بادشاہی فوجون کو اس ملک کی طرف سے فراغت و جمعیت حاصل رہی مگر عالمگیر نے اپنے عہد مین دو تین باتین ایسی کین کہ جس سے میواڑ کے ساتھہ جو عہد و پیمان تھے وہ منسوخ ہوگئے اور تنہا راج سنگہ ہی نے اوسکے مقابلہ پر اپنی فوجکو تیار نہ کی بلکہ راجستان کی سب ریاستین باستثنای راجہ جے پور کے اوس سے باغی ہوگئین اس بغاوت عام کی بنیاد اوس جدید محصول سے قایم ہوی جو اورنگ زیب نے جزیہ کے نام سے ہندون پر لگایا تھا اور راجون کو بھی اوسکے ادا کرنے کی ہدایت تھی چونکہ رانا راج سنگہ دربار دہلی کا ایسا مطیع نہ تھا جیسے کہ اور راجے تھے اسلئے اوسنے اداے جزیہ سے انکار کیا اور اورنگ زیب کے مقابلہ پر مستعد ہو بیٹھا علاوہ اس کے مہاراجہ جسونت سنگہ والی جودہپور کے انتقال پر جو جزیہ کے جاری ہونے سے چھہ مہینے کے بعد واقع ہوا اورنگ زیب نے اوسکے دو خوردسال بچے اور رانیون کو جو کابل سے دہلی مین آگئے تھے محاصرہ کرکے چاہا کہ اونکو جبراً مسلمان کرلے اگرچہ جیون راٹھور کی فطرت اور چالاکی سے مہاراجہ کے زن اور بچے اورنگ زیب کے پنجے سے نکلکر اپنے وطن مین چلے آئے مگر اونکے اوپر بڑی آفت آئی کہ ملک مارواڑ مین جابجا تھانہ

ستی
جہان سوال کرنے والے ملتے ہین اونکو خیرات تقسیم ہوتی جاتی ہے اس سے مین
ہون کہ اس راجہ کو اسمید جگ کا بھی ثمر حاصل ہوگا کس واسطے کہ اس طرح پہ خیرات
اسید جگ مین تقسیم ہوتی ہے اور وہ ڈورہ جو راجہ کے ہاتھ مین ہے لوٹار کا ہے گا لوگ
ل بڑی خوشی سے ڈھول بجاتے ہوئے راجہ کے دیکھنے کو آتے ہین اور اونکے
انے سے جو ہجوم ہوتا ہے اور چوبدار لوگ اوسکو روکتی ہین تو راجہ چوبدارون کو منع
کرتا ہے کہ کسی کو مت ہٹاؤ اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے سری من نراین کو یاد کرتا ہوا
تالاب کے گرد ڈورہ پھیرتا چلا جاتا ہے —

کنور ارسنگہ جو نازک اندام جوان تھا بسبب پیادہ روی کے تھک گیا رانا نے
اوسکے چہرہ سے ماندگی کے آثار دیکھہ کر اوسکو پالکی مین بیٹھنے کا حکم دیا اسی طرح پاٹ
رانی پرمرا انبس والی کو بھی پالکی مین سوار ہونے کی اجازت بخشی باقی آپ دررانیون کے
ساتھ آہستہ آہستہ تالاب کے گرد روان تھا اور اوسکے گرد ڈورہ لپٹتا ہوا جاتا تھا راجہ
کے مانند سب بھائی بیٹے اور رشتہ دارون کے گٹھہ جوڑے اونکی عورتون سے بندھے
ہوئے تھے اور جو کیفیت اوس وقت نظر آتی تھی بیان مین نہین آتی —
واسطے شب باشی کے پانچ ڈیرے ہمراہ تھے کہ جہان رات ہوجاتی تھی توا
رہکر بسر کرتے تھے غریب غربا محتاجون کو کھانا پانی اور پوشاک وغیرہ ہرجگہ پردی جا
تھی اور آپ رانا پھل آہار کرتا تھا یعنے اناج نہین کھاتا تھا پھل اور میوہ کی قسم سے کس
تناول کرلیتا تھا چھہ دن کے عرصہ مین یہ پرکرما پوری ہوئی اون روزون مین بسبب
کے چودہ کوس تک وہ تالاب بھر گیا تھا رانا نے پانی کی افراط دیکھہ کر کنول بیچ
لکھنو لہ مکان اور بنانے کا حکم دیا چھٹے دن چودس کے روز رانا نے اپنے مقا
تلاوان اور سکت سا گردان کیا اور جو پوجن باقی رہی تھی اونکو تمام کر
سے پھر شروع کئے —

تمام ہوا

رانانے فرمایا کہ آپ ہی تجویز کرین پروہت نے کہا کہ اسکے دو نام ہو سکتے ہین ایک راج ساگر دوسرا راج سمندر جو ہوم کے شروعات سے پانچوین دن مین نے نکالے ہین اوسوقت کچھہ کچھہ پانی برستا تھا لوگون نے جانا کہ راجہ اندر بھی یہہ تماشا دیکھنے آیا ہے بعد اس کام کے راج سمندر کے پر کہشنا کی تیاری کی رانا نے حکم دیا کہ راستہ صاف کرین سو راستہ سے کنکر پتھر دور کیے گئے اور ہر جگہہ صفائی ہو گئی اور جب یہ ڈال کر تالاب کا دور ناپا گیا

سولھوان سرگ
راج سمندر کی پرکہشنا کا ذکر

جب رانا نے تالاب کے گرد دورہ پہیرنے کے واسطے چلنے کا ارادہ کیا تو ملاول جسبوسنگھ نے کہا کہ سمت ۱۶۲۲ مین رانا اودے سنگہ نے پالکی مین سوار ہو کر اودے ساگر تالاب کی پرکہشنا کی تھی سو آپ خواہ پالکی مین سوار ہووین خواہ گھوڑے کے اوپر سواری کرین اور بعد فراغت کے اوسکو خیرات کر دین پیادہ پا چلنے کے برابر ثواب ہو جاویگا راجہ نے یہہ دو باتین سنین تو چپ ہو رہا اور آخر کو پیادہ پا چلنا ہی منظور کیا۔

بعدہ مولف راج پرستی اوسوقت کی کیفیت یون لکھتا ہے کہ سام بید کے پڑھنے والے اور رت بج برہمن اور چوبدار آگے کھڑے تھے اور طرح طرح کے باجے بج رہے تھے اور کوتل گھوڑے اور پالکیان جلو مین موجود تھین اور عورتین سر کے اوپر کلس لیے ہوئے کھڑی ہین اور اون کلسون پر پھول اور سبزہ چڑھا ہوا ہے اور راجہ کا گٹھ جوڑہ رانیون کے ساتھہ ہو گیا ہے اور اوسکے ہاتھہ مین سوت کا ڈورہ ہے لوگون نے راہ مین راجا کے لیے پانداز کے طور پر نرم نرم روئی اور ریشم کی گدیان ڈال رکھی ہین مگر راجہ اوس پر پانو نہین رکھتا ہے بلکہ جو اوسکے پانو مین کپڑے کے موزہ تھے وہ بھی اوتار دیے ہین اور بموجب علم بید کے ننگے پاؤن چلا جاتا ہے اور راستے مین جو لوگ ×

× یہ بھی ایک رسم منجملہ رسوم مقررہ پرتشٹھا کی ہے کہ عمارت نو تعمیر کو ڈورے سے ناپتے ہین ۔

پندرهوان سرگ

راج سمندر کے پرتشٹھا کا بقیہ ذکر

رانا راج سنگہ نے مصارف تہوم کے لیے پانی لانے کو سواری کی بنا اوس سواری کی جلو کا بیان یہہ ہے کہ سب سے آگے باجے بجانے والے اور اوسکے بعد پیادہ اور سوارون کے پرے اور اونکے بعد برہمن لوگ ہاتھیون پر سوار تھے اون کے بعد سب فوج کے بیچ مین رانا راج سنگہ مع مہمان راجاون اور اپنے تمام بھائی بیٹون جاگیر دارون اور عہدہ دارون کے تھا رانا کی سواری کی پیچھے تمام رانیون کی سواریان تھین رنچھوڑ بھٹ لکھتا ہے کہ جیسے راجہ جدہشٹر کے راجسو جگ مین رونق اور شوکت تھی ویسے ہی یہان تھی سنے الجملہ اس تزک واحتشام کے ساتھ پانی کی جگہ پر پہونچکر اول برن دیوتہ کے نذر و نیاز جو مقرر ہے وہ دی اور پانی کو گھڑون مین بھرا اور وہ گھڑے عورتون کے سر پر رکھکے بیدی کی جگہ پر لائے اون گھڑون کے سر پر طرح طرح کے کپڑے بندہے ہوئے اوزاوسکے اوپر پھول پھل رکھے ہوئے تھے پھر دیوتون کی پوجن اوسی دستور سے شروع کی گئی جو جگون مین مروج ہے اوس رات کو رانا راج سنگہ نے جاگیرن یعنے بیداری مین بسر کی اور صبح کو اشنان اور سندہا کر کے مع رانیون اور بھائی بیٹون اور اونکی عورتون اور بیٹا بیٹیون کے اور پروہت اور اوسکی آل اولاد اور عورات کے پوجن مین بیٹھا اور گئو دان کر کے تالاب مین جواہرات مٹھی بھر بھر کر ڈالے اوسوقت گاپون کے ہنگامہ شب بنیے آواز رانا نے سنی اوزاوسکا پھل لینے پروہت سے پوچھا پروہت نے کہا کہ اس موقع پر گانے کا ہنگار سب تین بید کے آہنگ کے برابر پھل رکھتا ہے راجہ نے خوش ہوکر اور گنوان کیا بعد اوسکے رانا نے پروہت سے کہا اس تالاب کا کوم نام نکالو پروہت نے کہا کہ ارسنگ کہیگی

* یہ بھی ایک رسم مقررہ ہو مگر اوسی تالاب یا چشمہ سے پوجن کے لیے پانی لاتے ہین کہ جسکی پرتشٹھا ہوگئی اور جسکی پرتشٹھا نہوئی ہو اوسکا پانی لینا یعنی سچ بد بزرگ ہم و پوجن کے لیے آوے [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ارسنگ بڑا قابل اور مطاع تھا +

تلاسے کے لیے بیٹھے سے گئے (بج)
ماہ سودی ستمین سمت ۱۷۳۲ کو راج سنگھ کی رانی روپ سنگھ راٹھور کی بیٹی نے جسکا لقب جو وہ پوری تھا تیئیس (۲۳) ہزار روپیہ صرف کرکے راج نگر مین باولی بنوائی تھی اوسکی پرتشٹھا کی —

ماہ سودی نومین کے دن منڈپون کے اوپر طرح طرح کے رنگین نشان اور کلس چڑھائے گئے جنسے وہ عجیب وغریب معلوم ہوتے تھے اور ہر قسم کے رنگ سے وہ زمین کے اوپر سات منڈل بنائے گئے ان منڈپون مین بارن منڈل کا ہونا ضرور تھا سو وہ بھی ہوا کیونکہ جل آسہ پرتشٹھا مین بارن منڈل ضرور ہوتا ہے پھر رانا راج سنگھ مع اپنے پروہت کے پوجن مین بیٹھا اوس وقت اوس کے بھائی بیٹے جاگیر دار عہدہ دار قلعہ دار سب موجود تھے اور اِس دن رانا نے برت اور دیہی سدہی پراچھت کیا ❊

دوسرے دن یعنے پھاگن بدی دسمین کو سرتی اور سمرتیون کے احکام کے بموجب ہوم کا کام شروع کیا اول گنیش پوجن کل دیبی کا پوجن کرکے پھر اور پوجنون کی توجہ کی جیسے سری رام چندر جی نے اپنے پروہت بسشٹ جی سمیت اسمیدھ جگ مین بیٹھ کر پوجن کئے تھے ویسے ہی اس راجہ نے غریب داس پروہت کے ساتھ بیٹھ کر پوجن کئے اور سب برہمنون کو جو اس تقریب سے حاضر ہوئے تھے طرح طرح کے دان دے سب سے بڑا دان وہ تھا جو غریب داس پروہت اور اوسکے رشتہ دارون کو دیا اور جسمین جڑاؤ زیور اور قیمتی پوشاک اور سونے چاندی کے باسن اور ہر قسم کے جواہرات تھے علاوہ اونکے اور برہمنون کو بھی سونے کے جنیو اور پہونچی اور گوشوارے اور کھانے پینے کے لیے طلائی ظروف بخشے —

؎ جن اشلوکو مین کہ بیدلہ اور سلومر کے رشیونکی تلادان کا حال لکھا ہے وہ ایسے مشکوک ہین کہ مطلب اونکا اچھی طرح سمجھ مین نہین آیا —

؎؎ برت تو روزہ کو کہتے ہین اور دیہی سدہی پراچھت یہ ہوتا ہے کہ بغرض صاف وپاک کرنے اپنے جسم کے گناہون سے وہ کفارہ دیا جاوے جو ازسوی فرایض مذہبی کے واجب ہو —

...تی
...ب یعنے سائیان واسطے حفاظت ہوم کے سولہ ستون اور چار دروازون پہ قایم
...ب واسطے تلادان اور سیت ساگردان کے اور بنائے اور اوتسرگ
...ور دو منڈپ واسطے تلادان اور سیت ساگردان ۳۲ اکوسینیچر کے دن قرار پایا تھا
...ے پوجن مین بیٹھنے کا مہورت پھاگن بدی بسمین سمت ۲۱ کو سنیچر کے دن قرار پایا تھا
...ر ہوم کرنے والون کی تقرری اور تعیناتی بموجب حکم مندرجہ متس پران کے اسطرحپر
...ہوئی تھی — ہوم کرنے والے برہمنون کے افسر دو برہمن — گیا یک یعنے اوسکے حکمکو
...یا دلانے والے دو — دوارپال جو چارون دروازون پر بیٹھے ہوئے حفاظت کے
...منتر پڑہتے تھے چار — اور چارون بید کے حافظ چار — یعنے ایک ایک بید —
پڑہے ہوئے — ہوم کرنے والے چوبیس برہمن اور بجائے برہما کے سب کا
دیکھنے والا اور اچھے برے کا بندوبست کرنے والا ایک برہمن اور ایک اچارج جسکا حکم
سب پر جاری ہوتا ہے اور وہ حکم خلاف شاستر نہین ہوتا —

چودھوان سرگ
پرتشٹھا کا بقیہ ذکر

رانا راج سنگھ کی پٹ رانی رام رس دیبی اور دوسری رانی اکیا کنوری نے جو...
اندر بھان پنوار کی بیٹی تھی اس جگ کی تقریب سے چاندی کا تلادان کیا اور پھر...
عزیب داس پروہت نے دو منڈپ بنوا کر مع اپنے بیٹے کے دو تلا کی ایک چاند...
کی دوسری سوسن کی رانا امر سنگھ کے بیٹے بھیم سنگھ کی رانی اور لوده کے راجہ را...
کی مان نے بھی چاندی کے تلادان کرنے لگا ارادہ کیا رانا راج سنگھ نے ا...
واسطے پردہ دار منڈپ بنوادیے جن مین وہ رانی واسطے تلادان کے شد...
ہوئی اور اوس شب مین رانا نے تلادان کا سب سامان مرتب کروا دیا...
جب سیداپ کے رئیس بلوائے اور اوسکے بیٹے رام چندر نے تلادان کی...
کی توراوت کیسری سنگھ نے اپنے بھائی سبل سنگھ سے کہا کہ تمکو رانا جی...
کا دوسرا ارادہ کیا ہے سو تو بھی تا کر لیں وہ دونو بھائی بھی مندھ...

وہان دیکھی تھی اور کہین کبھی نہین دیکھی تھی اس رانا کے گھر مین دولت ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ گویا کبیر کا خزانہ کھلا ہوا ہے گھی تیل شہد دودہی کی باولیان اجتک دس پل کے اوپر موجود ہین جنمین یہ چیزین بھری ہوئی تھین —

عمدہ اور نفیس شیرنی اور ہر رنگ اور ہر ذایقہ کے کھانے رانا راج سنگہ کے ہان بس کثرت سے تیار ہوتے تھے کہ دیکھنے والے حیرت اور تعجب کرتے تھے اور اون طعامون اور سامانون سے ہر شخص کو اوسکے مانگنے کے بموجب دیتے تھے راجون اور سردارون کو واسطے تناول طعام اور خاصہ کے پیشوائی بھیجکر بڑی تواضع اور احترام سے بلاتے تھے غرض ہر روز یہہ ہی سامان موجود اور یہہ ہی طریقہ مرعی تھا خیرات اور راجون کی رخصت کے لیئے ہاتھی گھوڑے پارچہ اسلحہ جواہرات ومروارید وغیرہ خلعت کے سامان بڑی افراط سے مہیا کیے گیئے تھے —

ایک راجہ نے جسکا نام بلارک لکھا ہے ۲۰ بیس مست ہاتھی رانا کے نذر کیے رانا نے اونمین سے سترہ ہاتھی پسند کر کے رکھہ لیے اور باقی تین زنجیر واپس کر دئے دوسرے راجہ نے دو ہاتھی دئے —

جن جن راجاؤن کو رانا نے بلوایا تھا وہ معہ گھر بار اور لاؤ لشکر کے آئے تھے علاوہ اون کے بیشمار آدمی مثل برہمن پنڈت سوداگر تماشہ بین کبیشر چارن اہل ہنر اور فقیر محتاج لوگ اطراف ہندوستان سے آکر وہان جمع ہوئے تھے رانا راج سنگہ ہر فرد بشر کی خاطرداری بخوبی کرتا تھا قصبہ راج نگر مین آدمیون کے اژدحام اور رتھہ گھوڑے ہاتھیون کی کثرت سے کوئی جگہ خالی نہین ملتی تھی —

سمت ۱۷۳۲ مین ماگھہ سود ی دوج کو رانا راج سنگہ کی رانی سرہی رام رس دیبی نے جو کہ پرمار کی خاندان سے تھی ایک باوڑی کی پرتشٹھا کی جو اوس نے دہباڑی کے گھاٹہ مین بنوائی تھی اوس کی تعمیر مین چوبیس ہزار روپیہ رانا کے صرف ہوئے تھے پھر رانا نے اوس تالاب کے جل آشہ پرتشٹھا کی طرف توجہ فرمائی کاریگرون نے اوسکے حکم سے نو کنڈ اور ایک بیدی چار ہاتھہ لمبی اور چار ہاتھہ چوڑی تیار کی اور ایک

تی

سمت ۱۷ مین رانا راج سنگہ نے تال نامی ندی کا نبا بند ہوا اگر اوسکو بھی راج سمندر مین ڈال

اسی سال مین آدھی رات کے وقت گومتی ندی بھی اگراس تالاب مین داخل ہوئی

ایک رات مین آٹھ ہاتھ پانی اوپر آیا تھا—

اسی سال مین ماہ سودی پورنماشی کو پانسو ٹکہ بھر سونے کی زمین بناکر مہادان کیا جسمین

ھائیس ہزار روپیہ صرف ہوئے—

سمت ۱۷۳۱ مین ساون سدی پنچمین کو رانا نے راج سمندر مین جہاز ڈالا اوس جہاز

رانا کے مجلس اور جلوس کے لیے اچھے اچھے مکان بنائے تھے لاہور سورت اور گجر

کے اوستادون نے ملکر یہ جہاز تیار کیا تھا اسی سال مین سالگرہ کے دن رانا نے

ٹکہ بھر سونے کا بسو چکر بناکر مہادان کیا—

تیرہوان سرگ

راج سمندر کی پرتشٹھا کے بیان مین

جو کہ اب راج سمندر پرتشٹھا کے لائق ہوگیا تھا اس لیے رانا راج سنگہ کو بہت خوشی ہوئی اور ایک بڑے جشن کا سامان مہیا کر کے اپنے دوست راجون کو بلوایا جب وے آنے لگے تو ہر ایک کی پیشوائی بقدر حیثیت عمل مین آئی یا اونکی پیشوائی کے لیے تجویز مناسب کر کے اپنے سردارون اور عزیزون کو بھیجا اور جسکا جیسا مرتبہ تھا او رتھ پالکی ہاتھی گھوڑے وغیرہ سواری کے لیے بھیجکر بلوایا اور جب وے آگے تو اون طرح طرح کے ریشمی اور مخملی وغیرہ خیمون مین فروکش کیا یہ راجے بڑے بڑے قلعون کے مالک رانا کے خاندان والے سردار تھے—

بازار کی دکانین ایسی عمدہ سجائی گئین تھین کہ اونکے شامیانہ ہر قسم کی آرایش پیرایش سے آراستہ و پیراستہ تھے اور اونمین سب طرح کے اجناس اور سامان مو عمدہ عمدہ خوشبو مثل زعفران مشک اگر عود صندل اور کافور وغیرہ کے ہر جگہ مہ تھی اور پھولون کے تروتازہ گلدستے جابجا رکھے گئے تھے لوگون نے چیزون کی

نام تالاب کے گھاٹ کی مرمت کی اور چوپولیا تیار کرایا اور وہان کے ہر گوشہ کی مرمت
اور درستی ہوئی اسمین اٹھارہ ہزار روپیہ اوٹھے تھے راج پرستی کا مصنف
لکھتا ہے کہ مین نے اسکی تاریخ بھی رانا کے حکم سے لکھی تھی رانا نے اوسکو سنکر وہان پتھر
پر کھدوانے کا حکم دیا۔

گیارہوان سرگ

اسی مین راج سمندر تالاب اور کانکرولی کے پل اور سب عمارتون کی لنبائی چوڑائی
اور بلندی کی مفصل مقدارون اصطلاحون اور قاعدون کے ساتھ لکھی ہے جو سلپ شاستر
سے علاقہ رکھتے ہین سو وہ بغیر دیکھنے موقع اور نمونے مترجم واقف سلپ شاستر کے سمجھ مین آتی
اس لیے بمجبوری قلم انداز کی گئی۔

بارہوان سرگ

اسمین بھی وہی گفتگو ہے مگر اخیر کی عبارت سے اس قدر سمجھا گیا کہ وہ پل چھہ ہزار
چار سو تیرہ ذرعہ لنبا سنگ مرمر کا ہے اور اوس کے بارہ حصہ ہین اور اکیس عمارہ
مکان اوسپر بنے ہین اور چھوٹے مکان اور شوالے وغیرہ کی تعداد اڑتالیس ہے اسمین
سنگین اور چوپلی اور بارچہ کے بنے ہوئے سب آ گئے اسمقام پر رانا اودی سنگھ نے بھی بند
باندہنے کا ارادہ کیا تھا مگر اوسنے اس بڑے کام کو اپنے حیطہ امکان سے باہر دیکھ کر اودے
ساگر نام تالاب اودے پور مین بنایا اب سو برس کے بعد رانا راج سنگھ نے یہان پل اور عمارت
بنا کر اپنے اور اپنے دادا کا نام روشن اور ارادہ پورا کیا۔

بنسبت ان سمتون مین اسوجہ سے کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے کہ اول تو ماہ سدی پورنماشی سمت ۱۷۲۹ لکھا اور
بعدہ پھاگن بدی ۱۱ سمت ۱۷۲۹ اور بعدہ جیٹھ سودی ستمین — اور سال ہندی چیت سے پلٹ
جاتا ہے اسصورت مین پچھلے سمت ۱۷۳۰ ہو سکتے ہین یا مصنف نے آگے پیچھے کر دی یا شاید میواڑ مین کاتک سے
نیا سال جاری ہوتا ہو۔

ستی

تاکہ چوتہہ تو کل آگئی اور پانی تالاب مین ناوسکے لایق آجتک نہین ہوا اگر یہہ مہورت
جاے گا تو آیندہ عمدہ مہورت نہین کیونکہ بعد چوتہہ کے سنگہ کا برہسپت آجائیگا
ان یہہ بڑی تشویش اونکو تھی خصوص رانا دت رام سنگہ کو جو اس تعمیر کا سردار تھا بڑی
ہوئی اوسنے رانا راج سنگ سے جاکر عرض کی کہ مہاراج پانی تالاب مین ناوسکے لایق
ین اور ناو ڈالنے کا مہورت کل کا ہے اگر کل یون ہی چلی جائیگی توپھر بسبب حائل
ہونے برہسپت سنگہ کے تیرہ مہینے تک اور مہورت اس کام کا نہ نکلے گا آپ برہمن
لوگون سے اس امر کی چارہ جوئی کیجئے ورنہ ہم سب کی محنت اور خوشی یون ہی ضایع
باسی گی راجہ نے غریب داس پنڈت سے اس معاملہ مین صلاح پوچھی اوسنے کہا کہ
مہاراج براہ شکتیون کا جپ کرواوین سی مہاراج فضل کرے گا رانا نے فوراً برہمنون
جپ کرنے کا حکم دیا برہمنون نے جپ شروع کی جو کہ رانا کے سارے کام مطابق مرضی
الہی کے تھے اس لیے اوسی دن دوپہر کے بعد ابر گھر آیا اور خوب بارش ہوئی یہانتک
کہ وہ تالاب بھر گیا چوتہہ کے دن رانا نے ناو مین بیٹھہ کر تالاب کی سیر کی لوگون نے
راجہ کو فایز المرام دیکھہ کر بہت خوشی منائی—

ماہ جیٹھہ سمت ۲۵ مین راجہ کے حکم سے تالاب کی موریان بند کردی گئین اور پانی کا نالہ
بھی بند کر دیا—

سمت ۲۵ مین ماہ سودی پورنماشی کو چندر مان کا گہن ہوا اوسوقت رانا راج سنگہ
نے اڈہائی سو نگہ بھر سونے کا کلپ لتا دان اور ایک سواٹھی تولہ سونے کے پانچ ہل
اور بہاولی نام گانو برہمنون کو دیا ایک ہزار اٹھائیس تولہ سونا ان دانون مین
صرف ہوا تھا—

سمت ۲۶ مین پھاگن بدی گیارس کو بہوانی گر نام پہاڑ کے پاس رانا کے
حکم سے ایک اور بند باندہنے کا کارخانہ قایم ہوا سو ایک بڑا مضبوط اور خوبصورت
بند باندہا گیا—

سمت ۲۶ مین جیٹھہ سدی ستمین کو رانا راج سنگہ نے الکنگ مہا پوجی کے

دسوان سرگ
رانا راج سنگہ کے اور تعمیرات کا ذکر

دہان سے قریب سبرن سیل ایک پہاڑ ہے اوسپر بھی رانا راج سنگہ کی ایک عمارت بطور قلعہ کے راج مندر نامی بنائی تھی سو سمت ۱۷۲۳ مین ماہ منگسر کی مانڈ و دسمی کو راج مندر مین داخل ہونے کا مہورت تھا اوسدن راج سنگہ رانا محل مذکور مین رونق افروز ہوا اور سمت ۱۷۲۴ مین کارتک بدی دوج کو اوسی محل مین سونے کا سو تکہ بھر سونے کے پانچ کلپ برکش اور سو تکہ بھر سونے کا ایک مہا بھوت گہٹ تھا اور ایک ہزار روپیہ بھر سونے کا ہر بنا سو ٭ برہمنون کو دان مین دیا ان سب مین گیارہ ہزار چھہ سو ستر روپیہ صرف ہوئے تھے سمت ۱۷۲۶ مین بیساکھہ سودی ۱۳ کو راج سمندر تالاب کے اندر کی سیڑہیان اور باہر کے پشتے کی تعمیر شروع ہوئی اور جیٹھہ کے اخیر اور اساڑہ کے شروع مین سات کا پانی اوس تالاب مین آیا اور پانچ چھہ مہینے دن مین پل کا مونہہ پتھرون سے بھر لیا اور پل کے اوپر بڑے بڑے اوستادون نے سنگ مرمر کی چوکیان تیار کرکے ایک عمدہ ترکیب سے جڑ دین وہ مکان نوچوکیا کہلاتا ہے کیونکہ اوسپر نو نو چوکیان سنگ مرمر کی جڑی گئی ہین اور وہ مٹی جو پل کی بنیاد سے نکلی تھی اور جا بجا ڈھیر پڑی تھی وہ سب اسی مین لگ گئی۔

سمت ۱۷۲۷ مین رانا راج سنگہ نے اپنی سالگرہ کے دن ایکہزار بتیس تولہ زر خالص کا ہتی رتھہ دان کیا ٭٭٭

سمت ۱۷۲۷ مین اساڑہ بدی چوتھہ کو رانا کے ناو مین بیٹھنے کا مہورت مقرر کیا تھا اور ناو بھی تیار ہو گئی تھی لیکن تیج کے دن تالاب مین پانی کم تھا اس لئے لوگون نے متردد

٭ یعنی ایک گرہا۔

٭٭ یعنی پیپل کا درخت طلائی۔

٭٭٭ یعنی سونے کا رتھہ معہ ہاتھیون کے۔

ستی

نے سے پہلے نیو اوسکی ایسی گہری کہودی گئی تھی کہ اوسمین پانی نکل آیا تھا اور پانی
لنے کے لیے جابجا کلمین گہڑی کی گئین تہین اور اوسکے ذریعہ سے پانی نکالا جاتا تھا اور
پہ میگہہ پال یعنے گہڑون کے رہٹ نصب تھے جنکو باوین سے حرکت دیکر پانی کہینچا جاتا
زمین کہ سارے ہندوستان کے علم و ہنر اس پل کے بنیاد سے پانی نکالنے مین مستغ
سے تھے اور اس کام کے آدمیونکی بہت کچھہ قدر بھی جو دور دور سے آکر ترکیبین بتاتے
ے اور جابجا پختہ نہرین بنادین کہ وہ پانی جو نیو سے نکالا جاتا تھا اونمین جاری تھا اور
مین دار لوگ مفت اوس پانی سے اپنے کھیتون کو سیراب کرتے تھے—
غرضکہ بعد تیار ہوجانے نیو کے سمت[2] مین بیساکھہ سودی تیرس[3] کو سوموار کے دن
پل باندہنے کا مہورت تہا جب وہ ساعت کہ بہت مبارک اختیار کی گئی تھی آئی تو عزیز
داس پروہت کے بڑے بیٹے رنچھوڑ راے نے اپنے ہاتھہ سے پانچ بڑی سل زمان زیر
اور اون پر کئی قسم کے جواہرات رکھے گئے اور معمارون نے بنیاد کی تعمیر شروع کی پہر
پل مین ہاتھیون کے ذریعہ سے پتھر بھرے گئے جب سات دن کے عرصہ مین یہہ نیو
پتھرون سے بھر کر اوپر تک آگئی تو پھر پل کے اور دیوارون کو اوٹھانے لگے اور قبل از تعمیر
پل سے ندی کا موہنہ بند کردیا تہا—
رام چندرجی نے تو اپنے قوت بازو سے سمندر مین پل باندہا تہا اور رانا نے بہت سے
آدمیونکی حکمت سے زمین مین پل بنایا—
جب کہ وہ نیو اس قدر گہری کہودی گئی تھی کہ زمین سے پانی نکلنے لگا
تھا تو ایک طرف کی نیو مین جو مغرب رویہ تھے پانی کے ساتھہ تین قسم
مچھلیان سرخ سفید اور زرد نکل آئین تہین سلپ شاستر کے جاننے والون نے
یہہ حکم دیا تھا کہ اس شگون سے ایسا جانا جاتا ہے کہ اس تالاب مین پانی ہمیشہ بہ
رہے گا اور اوسکے بنانے سے مہاراج کی تعریف اور نیکنامی جابجا مشہور ہوگی اور ابتک
اوس مقام پر بسبب جاری ہونے اوس کارخانہ کے شہر سے زیادہ آبادی اور رونق

(۱) سلپ شاستر مین عمارت بنانی کی ترکیبین اور اونکی سعادت و نحوست کے احکام ہین—

نوان سرگ

راج سمندر تالاب کے شروعات کے بیان مین

سمت ۱۶۹۸ مین مہارانا جگت سنگہ کے حین حیات کنور راج سنگہ جیلمیر کو واسطے شادی کے جاتا تھا اوسوقت اوسکی عمر بارہ برس کی تھی راستہ مین ایک مقام پر جھیل دیکھہ کر ارادہ کیا کہ جو لیے گانو کی سرحد مین ایک بڑا تالاب بنوایا جاوے تو خالی از مفید عام نہو گا گوگھوندا اسنوار شوالی بھگادد اموردچھنا چپ سوند کھیری چھاپر کھیری تاسول بھید اوربھانا گارن نوہان ، یاسوئی کھیٹلے کانکرولی مذہ بعدہٗ جب یہہ رانا مسند نشین ہوا تو ماگھہ سمت ۱۷۱۸ مین روپ چیتر بھوج جی کے درشن کو گیا اتفاق سے اوسی سرزمین مین گذر ہوا اور وہ ہی بات یاد آئی جاول تجویز کی تھی تو اپنے پروہت سے اوسکا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ایسی ایک بہت بڑی مہم ہے کہ اسمین لاکھون روپیہ خرچ کو چاہئے اور بہت ملبند کی رات دن اسی کام مین برابر مصروفی رہی تو یہ انجام کو پہونچے ہمکو دہلی کے بادشاہ سے ہمیشہ مقابلہ رہتا ہے اوسکی فوجون کی مدافعت اور ممانعت سے اسقدر فرصت کہان جو اس طرف متوجہ ہووین پروہت نے راناکو ایسی ترغیب دی اور اوسکی ہمت بڑہائی کہ وہ اس کار خیر کے پورے کرنے کو بڑی سرگرمی سے مستعد ہوگیا اور پہلے پہل گومتی ندی کے پل باندہنے کا ارادہ کیا جو دو بڑے پہاڑون کے درمیان مین ہوکر آتی تھی —

پس بتی ماگھہ سودی ستمین روز چہار شنبہ کو کہ یہ مہورت عمارت کے لیے بہت مفید تھا اس کام کی بنا ڈالی اوستادون اور معمارون نے وہان بنیا دکھودنے اور پل باندہنے پر عہد باندہا مزدورونکی کچھہ تعداد نہ تھی جیسے راجہ سگر کے ساٹھہ ہزار بیٹون نے زمین کھودنے پر کمر باندہ لی تھی ویسی ہی یہان ایک مخلوق زمین کھودنے پر اولٹ پڑی تھی اور رانا راج سنگہ اس کام کو بہت بڑا سمجہ کر آپ اوسکا اہتمام کرتا تھا اور اپنے ہوشیار و معتمد آدمیون پر اونکی لیاقت کے لایق اس کام کو تقسیم کر دیا تھا جب نیو کھد کر تیار ہوگئی تو رانا نے اسنیر سو بر جیل بند ہوانا شروع کیا —

۱ بتاکر مع دو ہزار اور بہت سامان اور اپنے وزن کے موافق گج موتیون کی قیمت خیرات کی
اور ہاتھی دان مین دیا—
سمت ۲۵ مین ماگھہ سودی دسمی کو بھی گانو کے تالاب کی پرتشٹھا مین چاندی کی تلا کی
اور اوس تالاب کا نام جنا ساگر رکھا اور غریب داس پروہت کو گن ہنڈا اور دیو پورہ
دو گانو دئی اوس کی تیاری مین چھہ لاکھہ اٹھاسی ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے راجہ نے
اپنی والدہ کے نام پر جو انتقال کرگئی تھی یہہ تالاب بنایا اور اس چشمہ فیض اور اوس خیرات کا
ثواب اپنی مان کی روح کو بخشا—
اوسی دن اودے پور مین رانا کے حکم سے کنور جی سنگہ نے رنگ سمودر تالاب کی
پرتشٹھا کی اور ایسے ایسے دان کئے کہ جیسے سخی اور فیاض کرتے ہین اور اوسکی طبیعت کو
سخاوت اور فیاضی سے کمال فرحت حاصل ہوتی ہے—
پھاگن سودی پورنماشی سمت ۲۲ کو یہہ کتاب جسمین راج سمند تالاب کے پرتشٹھا کا حال لکھا
ہے اور نام اوسکا راج پرستی ہے تمام ہوئی اس سرگ کے اخیر مین رانا اودی سنگہ
سے لیکر رانا راج سنگہ تک کرسی نامہ اور میواڑ کی زبان مین اتنا اور لکھا ہے سمت ۱۸ مین
ماگھہ بدی ستمین کو بدھ کے دن رانا راج سنگہ نے راج سمند کی تعمیر شروع کی اور سمت ۳۲
مین ماگھہ سودی پورنماشی کو جمعرات کے دن راج سمند کی پرتشٹھا کی اور چھہ دن مین
اوسکا ڈورہ پھیر کر سونے کا تلا دان دیا اور سب برہمنون اور بھاٹ چارنون کو
انعام دئے—
اور یہہ نام بھی لکھے ہین رنچھوڑ بھٹ اور اوسکا بیٹا لچھمی ناتھہ گجدہر کلیان گجدہر مدہن سنگہ
کیشو جی سنار جی لالہ جی سوم پورہ باس اودے پور—

۱ ہندو مذہب مین یہہ ایک رسم اسواسطے مقرر ہے کہ عمارت کے بنانے مین جو بہت سے جانور تلف ہوتے ہین اوسکے
عذاب دور ہو جانے کی غرض سے فرائض مقررہ بجا لاتے ہین اور بعد شانتی عالم اور ملک و مالی عمر پر نظر کرکے اوس عمارت کو
خدا کے نذر کردیتے ہین اور جو عمارت کہ مثل سرای اور باغ اور تالاب وغیرہ کے مفید عام ہوتی ہے تو اوسکو خلق اللہ کے
نفع رسانی کے لئے وقف کر دیتے ہین—

ماہ پھاگن سمت ۱۷۱۶ مین رانا راج سنگہ نے دیوارسی کا گھاٹ منعبدہ تیرتھ اون اور لوہے کی کرسی جو
بد ہوا یا اور وہان دروازہ بنا کر گوا شہپرنا دی۔
سمت ۱۷۱۷ مین رانا راج سنگہ فوج لے کر کشن گڑہ پہونچ گیا اور روپ سنگہ راتہوڑ نے جو
اپنی بیٹی بادشاہ کو دینے کے لئے رکھی تھی اوس سے اپنی شادی کر لی۔
سمت ۱۷۱۹ مین رانا نے میول ویسی مین زِ لشکر کشی کر کے وہان کے مینان کو تنبیہ
کیا اس لڑائی مین بہت مینی مارے گئے اور رانا وہ ملک و مال غنیمت اپنے
بہادر سپاہیون کو دے آیا۔
سمت ۱۷۲۰ مین رانا وت رام سنگہ رانا راج سنگہ کا سردار سروہی کو گیا اور راج کا
بیٹا اودے بہان اوسکے ساتھ تھا اوسنے لکھے راج کو سروہی کی مسند سے اوتارا اور
آپ اوسکی جگہ مسند نشین ہوا اس سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ رانا اپنے مخالفون کا مددگار اون
اور دشمنون کو نیست نابود کرنے والا ہے نہ بہر۔
سمت ۱۷۲۱ مین رانا راج نے انوپ سنگہ راجہ بیکانیر کے بھائی کنور بہادر سنگہ کو سے
جے کنوری بائی اپنے بیٹے دئے او انہا نونے لڑکیان اپنے خاندان کی اور اوسکو
دین اوس شادی مین جب رانا راج سنگہ اپنے بھائی بیٹیون سمیت واسطے تناول
طعام کے بیکانیرون کے ساتھ بیٹھے تو بہت سے بیکانیر اون مین ایسے تھے کہ کسی کے
ساتھ کھانا نہین کھاتے تھے مگر اس مقام پر انہون نے متفق ہوکر رانا سے کہا
کہ آپ کے یہان کا کھانا ایسا ہے کہ جیسا جگناتھ جی کا پرشاد ہوتا ہے ہم اوسے
تناول کر کے پاک ہو گئے راجہ نے اس تقریر سے خوش ہوکر اونکو ہاتھی گھوڑے
اور زیور بخشے۔
سمت ۱۷۲۱ مین ماگھ بدی ۱ اوس کو سورج گہن ہوا رانا نے سونے کی گا سے

٭ میول ویسی شاید مگرے اور میرواڑے کے پہاڑ کے علاقہ سے مراد ہے جہان میرون اور مینون کی
قوم آباد اور اودے پور کی ریاست سے ملحق ہے۔
٭٭ اس تغیر و تبدل کی وجہ مولف راج پرشستی نے کچھ بھی نہ لکھی۔

وہ سب چیزین یادسی کو دیدین —

سمت ۱۷۱۶ مین رانا راج سنگہ نے راول گردھر والی ڈونگرپور کو بلوا کر مع اور ٹھاکرون کے اپنا مطیع کرلیا راول نے بھی براہ اطاعت اور فرمانبرداری کے رانا کی خوب خدمت کی اور جو چیز عمدہ اوسکے پاس تھی وہ راکو نذر مین دی —

ماہ ساون سمت ۱۷۱۶ مین رانا راج سنگہ اپنی فوج لے کر بیباڑہ کی سیر کو گیا سلطان سنگہ چوہان سبل سنگہ راوت نگھاتہ سنگہ راوت محکم سنگہ چونڈاوت اوہم سنگہ سکتاوت یہہ سب اوسکے ساتھ تھے ہری سنگہ راوت دیولیہ والا آکر راجہ کے پانون مین پڑا اور پچاس ہزار روپیہ اور ایک زنجیر فیل مع فیل مادہ کے نذر کئے —

سمت ۱۷۱۸ مین بتاریخ بیساکھ سودی نومین منگل کے دن مہارانا کے حکم سے بانسواڑہ کے بتیہ کو فتح چند منتری مع پانچ ہزار سوار اور کئی سردارون کے گیا اور راول کی فوج کو شکست دی آخر راول سمرسی نے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور ایک فیل مع مادہ فیل کے دیکر صلح کرلی اور دس گانو اوسکے خالصہ ہوگئے رانا نے وہ دس گانو اور اوسکا ملک اور بیس ہزار روپیہ واپس کردئے —

پھر یہی فتح چند رانا کے حکم سے فوج لیکر دیولیا کو گیا وہانکے ٹھاکرون سے لڑکر فتح پائی اور ہری سنگہ فرار ہوگیا مگر ہری سنگہ کی مان اپنے پوتہ پرتاب سنگہ کو لے کر رانا کے پاس آئی رانا نے پرتاب سنگہ کو پھر اپنے مصاحبون مین داخل کیا اور فتح چند نے مہربان ہوکر اوسے بیس ہزار روپیہ مع ایک مادہ فیل کے جرمانہ مین لیا ۳ ان عمدہ خدمتون کے بجالانے سے رانا کے دل مین فتح چند کی بہت کچھ جگہہ ہوئی —

بعد ازان اکہے براج سروہی کا راجہ رانا راج سنگہ کی مہربانیون اور حسن اخلاق سے خود بخود اوسکا مطیع و محکوم ہوگیا —

* بیباڑہ شاید کہ بانسواڑے سے مراد ہے جو یہان سمت آگے پیچھے ہوگئے ہین —

** اغلب ہے کہ پرتاب گڈہ اسی پرتاب گڈہ کا بسایا ہوا ہے جو اب دیولیہ کی ریاست کا صدر مقام ہے —

۳ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جرمانہ فتح سنگہ نے راوت ہری سنگہ سے لیا —

آٹھواں معرکہ

رانا راج سنگہ کی ملک غیر سے واپسی اور ڈونگرپور وغیرہ ملکون مین مہمات آنکی

ماہ جیٹھ سمت ۱۷۱۶ مین رانا راج سنگہ کے دیپ سے چہانا [illegible] پہونچکر [illegible]
اورنگ زیب دہلی مین تخت نشین ہوا رانا راج سنگہ نے [illegible] سنگہ کو [illegible]
دلی کو بھیجا اوسنے وہان پہونچکر بادشاہ کو رانا کی پیشکش دی بادشاہ نے [illegible]
اختیارنامہ اور ہاتھی گھوڑے رانا کے واسطے اوسکے حوالے کیئے پہر [illegible] سنگہ دلی سے رخصت
ہوکر اپنے وطن مین آیا اور جو لایا تھا وہ رانا کے نذر کیا ——

اسی سال مین اورنگ زیب اور اوسکے حقیقی بھائی شجاع کے درمیان لڑائی قایم
ہوئی رانا راج سنگہ نے اورنگ زیب کی خوشنودی کے لیے اپنے بیٹے سردار سنگہ کو
اورنگ زیب کے پاس بھیجا اوسنے اورنگ زیب کے روبرو لڑکر شجاع کو مغلوب کیا
اورنگ زیب نے خوش ہوکر اس جانفشانی کے صلہ مین سردار سنگہ کو خلعت مع ہاتھی وغیرہ کے
دیا جب سردار سنگہ رانا کے پاس آیا تو کچھہ بادشاہ سے لایا تھا رانا کی خدمت مین پیش کیا رانا نے

بنچہا یعنے ندی کا حال معلوم ہوا شاید کہ چنبل سے مراد ہے ——

جب اورنگ زیب نے اکبرآباد پہونچکر اپنے بڑے بھائی داراشکوہ پر فتح پائی اور خلافت اوسکی طرف رجوع
ہونے لگی تو کنور لال سنگہ راج سنگہ رانا کا بیٹا اپنے باپ کیطرف سے مبارکباد کے لیے اورنگ زیب کے پاس حاضر ہوا اوسنے
خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید کنور لعل سنگہ کو دیا اور رانا کے لیے سرپیچ مرصع بھیجا اور کچھہ روز بعد سرپیچ اور
طرہ کنور لعل سنگہ کو بھی عطا کیا بعد اورنگ زیب داراشکوہ کے تعاقب مین پنجاب کیطرف گیا کنور لعل سنگہ بھی ساتھہ تھا
[illegible] مین ستلج ندی کے کنارہ پر رانا راج سنگہ کا منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا ہوگیا جسمین ایک ہزار سوار دو اسپہ
اور سہ اسپہ تھے اور دو کروڑ دام کا ملک عطا ہوا پہر شجاع کی لڑائی درپیش ہوئی کنور سنگہ اوسمین بھی موجود تھا
اورنگ زیب نے شجاع پر فتح پاکر کنور لعل سنگہ کو موتیون کی مع لوگدگی کے دیکر رخصت کیا مراۃ العالم ——
دوکروڑ دام کے پانچ لاکھہ روپیہ ہوتے ہین معلوم نہین کہ یہ ملک ڈونگرپور اور بانسواڑہ کا تھا یا علاوہ اسکے ——

اور جو باقی رہی اوسکو رانا کے سپاہیون نے خوب لوٹی اون کی چپقلش سے بہت کچھ زمین پر بھی گر گئی تھی وہ گھوڑون کی ٹاپون سے چارون طرف اوڑی اوڑی پھرتی تھی۔

اس لوٹ مین بہت سے مسلمانون نے راجپوتون کے ساتھ ہوکر خوب مال لوٹا تھا مگر راجپوتون نے مطلع ہوکر انسے چھین لیا مسلمانون نے رانا راج سنگھ سے فریاد کی چنانچہ رانا نے اونکی لوٹ راجپوتون سے اونکو واپس دلوادی۔

٭پھر ٹونک نگر سانبھر لال سوٹ چاٹسو کیکڑی رنتھنبور فتح پور بیانہ اجمیر کو بھی رانا کی فوج نے تاخت و تاراج کیا اور ان شہرون کے رہنے والون سے خاطر خواہ تاوان لیا فی الجملہ جن جن مقامون پر رانا امر سنگھ نے دو دو پہر ٹھہر کر لوٹ مار کی تھی اون علاقون پر رانا راج سنگھ چار پہر ٹھہرا اور خوب دل کھولکر اونکو لوٹا اخیر چانی ندی تک جاکر واپس چلا آیا۔ ٭٭٭

٭اب ٹونک علیحدہ ریاست ہے سانبھر مین جے پور جودھپور کا حق ہے لال سوٹ چاٹسو ٹھیوڑہ مین جی کا راج اور اجمیر کیکڑی فتح پور مین سرکار دولتمدار کی عملداری ہے بیانہ بھرت پور کی ریاست مین شامل ہے گر مین ادنیا و کارا و راجہ جو جے پور والہ کا بھائی ہے دخیل ہے ان دنون یہہ سب بادشاہی مکان تھے ان کو لوٹ کر رانا نے اپنے دلکا وہ غصہ نکالا ہوگا جو بسبب غارت ہونے میواڑ کے شاہان دہلی کی فوجون سے پشت بپشت اوسکے دلمین چلا آتا تھا۔

٭٭اب اس امر مین بحث کیجاتی ہے کہ رانا راج سنگھ دراندستی بادشاہی علاقونمین کس وقت مین واقع ہوئے اور اوس وقت دہلی کے سلطنت کا کیا حال تھا سو حساب کی رو سے سمت ۱۷۱۴ کہ جسمین رانا راج سنگھ نے یہ کاروبار کی تھی ۱۰۶۸ ہجری کے مطابق تھے اس سال مین شاہجہان ایسا سخت بیمار ہوگیا تھا کہ تمام ہندوستان مین اوسکے مرنے کی خبر منتشر ہوگئی تھی دارا شکوہ سلطنت کے امور کو انجام دیتا تھا اور مرزا شجاع اور مراد بخش اور اورنگ زیب دارا شکوہ کے تینون بھائی دارا شکوہ سے سلطنت چھیننے کے لئے اپنے اپنے مقامون سے روانہ ہوچکے تھے اور اونکے فتنہ و آشوب سے ہندوستان کا عام انتظام برہم اور سررشتہ امن و امان گم ہوگیا تھا ایسے وقت مین رانا راج سنگھ نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کام کرلیا۔

روانہ ہوا مانڈل گڈہ والون کو زیر کرکے اونسے نذرانہ کے بائیس ہزار اور بہیرہ والون سے بیس ہزار اور شاہ پورہ والے سے بائیس ہزار روپیہ لیے اور ٹوڈہ کے اوپر بارہ ہزار فوج بہیجی راے سنگہ وہان کے راجا نے ساٹھہ ہزار روپیہ جرمانہ کے دے اور ایک سردار نے جاکر میرو پور بیرم دیہ کو آگ مین جلا دیا پھر رانا کے لشکر نے مالپورہ کو نو دن تک لوٹا یہان کی لوٹ مین علاوہ شہر کے مال اسباب کے ہیرہ موتی وغیرہ جواہرات اہل فوج کے بکثرت ہاتھ آئے اس شہر مین لشکر اس افراط سے بہری تہی کہ جہان تک بیوپاریون سے ہوسکا فوج کے ڈر سے کنوون اور تالابون مین ڈالدی

بہر ان تین علاقون مین تو رانا کے بہی جاگیردار تہے مگر مانڈل گڈہ والون کی نسبت شبہ ہے

ٹوڈہ مین اگرچہ قدیم سے سولنکی راجپوتون کی چہوٹی سے ریاست تہی مگر ان دنون مین کچہہ مدت پہلے سے راے سیسودیہ متصرف تہا معلوم نہین کہ یہان کس وجہ سے اونکی عملداری ہوگئی تہی چونکہ راے سنگہ سیسودیہ راجہ بہیم ولد راجہ امر سنگہ کا بیٹا تہا اور راجہ بہیم نے شاہ جہان کو ایام طفولیت مین ایسا ساتھہ دیا کہ جان سے بہی دریغ نکیا اسواسطے گویا چاہتا ہے کہ شاہجہان نے بادشاہ ہوکر اوسکے بیٹے راے سنگہ کے ساتھہ یہہ سلوک کیا ہوگا اور ٹوڈہ اوسوقت ہندوستان کے مشہور شہرونمین نہایت آباد اور پررونق تہا اسواسطے بادشاہ فرنگ کے ایلچی نے جو جہانگیر کے عہد مین یہان آئے تہے ٹوڈہ کا حال بڑی تعریف کے ساتھہ لکہا ہے

جب کہ رانا نے اوسپر لشکر کشی کی تو راے سنگہ پہلے نربدہ کے کنارے راجہ جسونت سنگہ راٹہوڑ کے ساتہہ داراشکوہ کی طرف سے مالوہ کا صوبہ دار تہا اورنگزیب سے شکست کہا کر اپنے وطن مین آگیا تہا یہہ بات فارسی تاریخ سے معلوم ہوتی ہے اب ٹوڈہ مین مہاراجہ جے پور کی عملداری ہے اور پہلے کے مانند آباد نہین

مالپورہ اول چہوٹی سی بستی تہی ایک مالپا نامی پنوار سردار نے اپنے نام پر بسائی تہی چند پشت تک اوسکی اولاد یہان حکومت کرتی رہی پہر مسلمانون نے اونسے چہین لی ہو کہ یہہ بستی بہت اچہی موقع پر تہی اسلیئے فتح ہونے کے بعد اکثر سوداگر یہان آبسے اور رعیت اور ساہوکار یہان آبسے اور اکبر کے بعد رفتہ رفتہ آبادی کی کثرت سے مالپورہ بڑا شہر ہوگیا کہ ہر قسم کی اشیا اور لوگون سے آباد اور ریشم کا سامان باسمی تہا اور دہلی کے بادشاہون کیطرف سے یہان عامل رہتا تہا مگر جب سے رانا راجسنگہ نے لوٹا اوسکی رونق اور لطافت سب جاتی رہی اور بگڑتے بگڑتے ایسا خراب ہوگیا کہ اوسکے ہزارون کہنڈر جو بڑے بڑے ہین یہہ حال جو مینے لکہا ہے وہانکے آدمیون سے سنا ہے اور اب یہان بہی مہاراجہ جے پور کی عملداری ہے

سمت ۱۷۱۳ مین کاتک سودی کو اکلنگ مہادیوجی کے مندر مین رانا راج سنگھ نے
نیس نکا پہر سو نے ہاتی دان کیا اور برہمانڈ کا بھی دان دیا —
سمت ۱۷۱۹ مین پوس سودی گیارس کو رانا نے اسمید جگ کرنے کی تیاری کی تھی مگر
پنڈتون نے کہا کہ کلجگ مین اسمید جگ کرنا منع ہے اس لیے رانا نے وہ سفید سیاہ
گوشش گھوڑا جو جگ کے لیئے آیا تھا مع زین پوشش زرین اور زیور جڑاؤ کے مدہ
سودن بھٹ تیلنگ برہمن کو دان کردیا اور چنور چھتری چھتر وغیرہ جو کچھ سامان
اوس گھوڑے کے تیار ہوئے تھے وہ سب دے ڈالے برہمن نے اوس
گھوڑے پر سوار ہو کر رانا کو اچھی اچھی دعائین دین اور جب وہ اپنے گھر کو جانے
لگا تو رانا گھوڑے کی لگام پکڑ کر ستر قدم اوسکو پہونچانے گیا بعدہ مدہ سودن کاشی
جی مین جا بنا اور رانا کے حق مین دعائین دیتا رہا وہ اس دان مین سب ملا کر ایک
لاکھ ۲۹ ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے —

ساتوان سرگ

رانا راج سنگھ کی سواری اور فتوحات کے بیان مین

اس سرگ کے شروع مین رنچھوڑ بھٹ نے رانا کی سواری اور اوسکے لشکر کی
آراستگی اور سوار پیادون کی شان شوکت اور نقارہ نوبت کی زور شور اور توپ
بندوق بان وغیرہ آلات حرب کی تعریفین بڑی فصاحت بلاغت اور شاعرانہ تکلفات
سے کی ہین —

*خلاصہ یہہ ہے کہ رانا راج سنگھ لشکر جمع کرکے سمت ۱۷۱۴ مین بیساکھ سودی
دسمین کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ اپنے ملک کے دورے کو اودے پور سے

*مصنف نے اکثر واقعات کو آگے پیچھے لکھا ہے چنانچہ چھٹے سرگ مین جو اسمید جگ کا ذکر بیان
کیا تو وہان سمت ۱۷۱۹ لکھا ساتوان سرگ سمت ۱۷۱۴ سے شروع کیا

ہین پھر کیسے ہوگا مدہ سو دن مہبت نے کہا ای خان سنو دہلی کے بادشاہ کے الکھہ
سوار اور رانا کے بائیس ہزار پیادا کرنے والے نے برابر پیدا کیے ہین خان یہہ سنکر
دلمین خفا ہوا پھر جے سنگہ اور خان نے کہا کہ رانا کو ہمارے ساتھہ چلکر بادشاہ کی ملازمت
کرنا لازم ہے جب رانا راج سنگہ کو اس گفتگو سے اطلاع ہوئی تو اوسنے بادشاہ کو
خوش کرنا مصلحت سمجھہ کر اپنے بیٹون کو بادشاہ کی ملازمت کے لئے بھیجا اور سلطان
سنگہ رانا کا بڑا بیٹا شاہزادہ دارا شکوہ کی معرفت شاہ جہان سے ملا ##

پھر رانا راج سنگہ نے اپنی مان جنادی رانی کو چاندی کی تلا مین بیٹھلا کے اور
ہاتھی کی قیمت خیرات کروائی اوسوقت روپ سنگہ راٹھور مانڈل گڈہ مین تھا رانا
نے اوسکے سر پر رگھوداس مہاجن کو مع فوج کے بھیجا جب وہ قریب پہونچا تو روپ سنگہ
وہان سے بھاگ گیا **

سیر المتاخرین مرات العالم مین لکھا ہے کہ ۱۰۶۴ھ ہجری مطابق ۱۶۵۴ع موافق سمت ۱۷۱۱
مین شاہ جہان واسطے سیر اجمیر کے گیا وہان سنا کہ چتور کی قلعہ کی مرمت ہو رہی ہے
جو کہ یہہ بات خلاف قرار داد تھی اور عہد جہانگیر بادشاہ مین جب کہ کرن سنگہ ولد رانا امر سنگہ
نے ملازمت کی تھی تو یہہ بات ٹھہر گئی تھی کہ رانا امر سنگہ اور بعد اوس کے جو کوئی اوسکا
جانشین ہو چتور کی مرمت اور درستی نکرے اس لئے جملۃ الملک سعد اللہ خان وزیر کو
تیس ۳۰ ہزار سوار کے ساتھہ واسطے مسمار کرنے قلعہ مذکور کے اوس طرف روانہ کیا
اوس نے چودہ ۱۴ پندرہ ۱۵ دن کے عرصہ مین قلعہ مذکور کو گرادیا اور رانا نے خبردار ہوکر دارا شکوہ
سے رجوعات کی بادشاہ نے دارا شکوہ کے واسطہ سے اوسکی تقصیر عفو فرمائی سیانتھے مولف
راج پرستی نے قلعہ کا کچھہ ذکر نہ لکھا اور سب بات کچھہ مطابق ہے —

** اوس زمانہ مین روپ سنگہ راٹھور کشن گڈہ کا راجہ تھا مگر مانڈل گڈہ کے قلعہ
مین اوس کا موجود ہونا بجز اس کے اور کسی طرح پر سمجھہ مین نہین آتا کہ وہ بادشاہ
کی طرف سے وہان کا حاکم ہوگا اور مانڈل گڈہ مین بادشاہی عملداری سے
ہوگی —

نرائن داس خواص وال ہو۔

اس رانا نے تخت نشینی سے پہلے ایام راجکمارگی مین واسطے سیر موسم
سرب رت بلاس نامی ایک باغ لگایا تھا اور اوسکی باوڑی کا نام کھیشر ہانڈی رکھا تھ
اوس جگہ وہ راجہ ہمیشہ عیش کیا کرتا تھا۔

سمت پوس کے مہینے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہ جہان بادشاہ اجمیر مین آیا اور اوسکا
وزیر سعد اللہ خان چتوڑ کی طرف روانہ ہوا ہے رانا راج سنگہ نے مدسودن بھٹ کو وا
الجواب کے اوس کے پاس بھیجا سعد اللہ خان نے اوسکو دیکھہ کر کہا کہ رانا نے اس
غریب داس کو کیون بھیجا ہے اوسنے راے سنگہ کیطرف موںہہ کر کے جواب دیا کہ ایک تو را
پرتاب سنگہ کا بھائی سکت سنگہ غریب تھا اور ایک میگہ سنگہ نامی راوت میواڑ مین غریب
تھا اور یہ بھی اون ہی غریبون کا کام تھا کہ دہلی سے دو بادشاہ آے اونکو پناہ دیکے اپنے
پاس رکھے اور پھر اپنے مالک بناے خان نے کہا سچ ہے اور پوچھا کہ رانا کے
سوار کس قدر ہین جواب دیا کہ بائیس ہزار ہین خان نے کہا کہ بادشاہ کے لاکھہ سوار

راجپوتون کا قاعدہ ہے کہ جو بیٹا خواص یعنے حرم سے ہوتا ہے اسکا نام اوپر نہین ہمیشہ
داس کا لفظ اوسکے نام کے ساتھہ لگا رہتا ہے تاکہ اوسکی اصلیت کی تمیز رہے۔

یعنے دودہ کا دریا۔

تذکرہ مطابق سمت مین رانا راج سنگہ کو شاہجہان نے منصب ہزاری پنجہزار سوار اور خطاب رانا کا مرحمت کیا

افسوس ہے کہ اس مقام پر کاتب نے بڑا ظلم کیا ہے کئی اشلوک ایسے ناموزون اور غلط لکھے
ہین کہ اونکا مطلب کسی طرح پر اچھی طرح حل نہین ہوا یعنے مدسودن بھٹ کا پہلا جواب ایسا مشکل
اور مہمل ہو گیا ہے کہ سمجھہ مین نہین آتا مگر ظاہرا اوسنے جہانگیر بادشاہ اور شاہجہان بادشاہ کے اوس
زمانہ کی جو ایام بغاوت مین کچھہ مدت رانا کے گھر مہمان رہے ہین شاہجہان کا مہمان رہنا
تو خود اسی کتاب سے ثابت ہے اور جہانگیر کی نسبت اگرچہ کچھہ نہین لکھا مگر عجب نہین کہ اوسنے
اپنے باپ سے باغی ہو کر رانا سے سازش کر لی ہوگی اور وہ اوس وقت رانا کی مہم کے
اوپر متعہد بھی تھا۔

رانا موصوف نے بھی بہت دان دیے تھے —

اسی برس مین بیساکھ سدی پونون کو رانا جگت سنگھ نے ایک مندر بنا کر اوسمین جگناتھ جی کی مورت استھاپن کی اور بارہ ہزار مادہ گائو اور پانچ گانو جگناتھ جی کی نذر کیے اور مہادان ورکلپ لتا دان برن اشو ہا برہمنون کو دیے اور بدھ سودن بھٹ کو گو دان دیا اور کرشن بھٹ کو بہیرا گانو رتن دہنو ہاہا کے مرحمت کیا — فقط اس سرگ کے اخیر مین یہہ لکھا ہے —

اودے سنگھ پرتاب سنگھ امر سنگھ کرن سنگھ جگت سنگھ راج سنگھ سجے سنگھ جنھون نے راج سمندر تالاب کے نوچوکیا محل واقع بر سرپل کے بطاقون مین یہہ راج پرستی جو اوس تالاب کی پرشستھا مین رنچھوڑ راے بھٹ نے تصنیف کی ہے سمت ۱۷۳۲ مین پھاگن سودی پورنماشی کو پتھرون پر کھدوا دی —

ذکر رانا راج سنگھ
چھٹا سرگ

سمت ۱۷ مین راج سنگھ نے چاندی کا تلادان کیا اور پھاگن بدی دوج کو اپنی بہن کی شادی کرن سنگھ بھورٹھیہ کے بیٹے انوپ سنگھ کے ساتھ کر دی اسکے ساتھ بہت انعام دیا اور اپنے خاندان کی دین —

سمت ۱۷ مین پوس بدی گیارس کو اندربھان بہواڑ کی بیٹی سدا کنور سے جو رانا راج سنگھ کی رانی تھی کنور جے سنگھ پیدا ہوا علاوہ اس کے راج سنگھ کے یہہ اور بیٹے تھے بھیم سنگھ گج سنگھ سورج سنگھ اندر سنگھ بہادر سنگھ

ہاہا ہرن اسو یعنے سونے کا گھوڑا —

ہاہا رتن دہنو یعنے جڑاؤ گائے —

یہہ رانا شاہ جہان کا ہمعصر تھا اور اسنے جہانگیر بادشاہ کو بھی خوب دیکھا تھا چنانچہ رانا کرن سنگھ کے عہد مین کئے بار دہلی کو گیا تھا اور اکثر اوقات بادشاہی مہمات مین بہت مصروف رہا اس نے سمت ۱۷ مین وفات پائی —

سمٹ ۹۰ مین رانی جامبوتی دوارکاجی کے درشنون کو گئی چنانچہ دیوالی کے اُتسپ مین اوس نے رنچھورجی کی پرستش کی اور چاندی کی تلا کر کے برہمنون کو بہی اور بہت قسم کے دان دئے اور اسی رانی نے یدوناتھ گسائین کی دختر مسماۃ بینی کو موضع آہڑ سے وہان کی زمین دیکر اوس کے خاوند مدہ سودن بھٹ کے نام پٹہ کردیا۔

مہارانا جگت سنگہ روز مسند نشینی سے ہر سال چاندی کی تلا کرتا تھا مگر سمٹ مین اساڑہ بدی اماوس کو سورج گرہن ہوا اوس دن اوسنے امرکنٹک مین جاکر راج ماندہاتا کے استہاپن کے ہوئے جوترلنگ مہادیوجی کی پوجا کی اور وہان سونے کی تلامین بیٹہہ کر تلادان کیا تب سے ہر برس سونے کی تلا کرتا تھا اور ہر سال اپنی سال گرہ کے دن مہادان کرتا تھا جسمین یہہ چیزین ہوتی تہین سونے کا کلپ برکش سونے کی زمین سونے کی ساتون سمندر سونے کا بسو چکر۔

بعدہ رانی جامبوتی متہرا کو گئی کاتک کے مہینے مین متہرا کی جاترا کی دیوالی گوکل اور گوردہن ناتہہ کی دیکہی اور ان کوٹ بہی وہین کیا پہر کاتک سودی پورنماشی کو سورون گہاٹ پر گنگاجی کا اشنان کیا اور چاندی کی تلا کی بیکانیر کے راجہ کرن سنگہ کی بیٹی اور رامپورہ کے راجہ ہٹی سنگہ کی رانی انند کنور بائی نے بہی اپنی نانی جامبوتی کے ساتھہ تلا کی رنچھوڑ بھٹ کہتا ہے کہ اوس نے وہ تلادان اور آنا مہیشور کا دان اپنے نانی کے روبرو بڑی خوشی سے مجھکو دیا تہا بعدہ رانی نے پریاگ کاشی اور اجودہیا کی زیارت کر کے وہان بہی تلادان کئے اور وہان سے لوٹ کر اپنے گہر آگئی پہر رانا جگت سنگہ نے اپنی رانی کے ساتھہ بیٹہہ کر آیا مہیشور کا دان کیا اور ہولت کی مان بیٹی اور باپ مدہ سودن کو دیا اسی طرح رانا امر سنگہ کی رانیون اور خود

لہ اور خاندان والون کی بیٹیون کی شادی بیاہ کا اختیار بہی رانا ہی کو تہا اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ اوسنے اپنے دختر کا بیاہ ... پچاس پچاس خاندان کے لڑکیون کی ایک شخص کے ساتھہ کر دیا ہے اور کبہی اون لڑکیون کی تعداد پچاس سے بہی زیادہ ہوتی تہی۔

وفات اپنے پدر بزرگوار کے مسند ایالت پر بیٹھا اوسکا مصاحب اکھے راج فوج لے کر دونگر پور
کے اوپر گیا اور بیجا راول کو شکست دیکر بھگایا اور اوسکی سندلی جھروکے کو گرا کر تمام سامان
لے آیا اور دونگر پور کو بھی خوب لوٹا اسی طرح رام سنگہ راٹھور مہارانا کے حکم سے دیولیہ کی
طرف فوج لے کر گیا راوت جسونت سنگہ اور اوسکے بیٹے مان سنگہ کو مار کر بھگا دیا
اور دیولیہ کو لوٹ لیا۔

سمت ۱۶۸۵ مین کاتک بدی ۲ عج کو مہارانا جگت سنگہ کے ہان راج سنگہ پیدا ہوا اور
ایک برس بعد ارسی پیدا ہوا انکی مان مرتبہ کے راٹھور راجا کی بیٹی تھی جس کا نام جنا دیی
موہن داس ترم سے پیدا ہوا۔

پھر رانا نے اکھے راج سروہی کے راجہ کو مغلوب کر کے تونگا والی٭ کو لے لی
اور اوسکو منہدم کر کے اوسکے پتھرون اور مسالے سے اپنے یہان سیر و مندر نام محل بنایا اور
پیچھولا تالاب کے کنارے پر ایک عمارت بنائی جسکا نام موہن مندر رکھا۔

راجہ جگت سنگہ کا مصاحب بھاگ چند نامی فوج لے کر بانسواڑہ کو گیا وہان اوسوقت
راول سمرسی مالک تھا سو شہر چھوڑ کر مع نوکر چاکرون کے پہاڑون مین چلا گیا اور وہان سے
ہی صلح کا پیغام بھیجا آخر دو لاکھ روپیہ جرمانہ کے اوسکے اوپر قرار پائی راول نے وہ روپیہ
ادا کر کے آیندہ کے لیے دربار اودے پور کی زیر دستی قبول کی۔

بعد اسکے رانا نے اپنی دختر کی شادی راو ستر سال والی بوندی کے بیٹے بہادر سنگہ سے کر دی
اور اوسکے ساتھ ستائیس ۲۷ لڑکیاں اپنے خاندان کی بھی دین٭٭ اور ایک لنگ مہادیو جی کے مندر کے
اوپر سونے کا کلس اور سونے کی دھجا چڑہائی۔

یقین ہوتا ہے کہ رانا کرن سنگہ نے ارجن نامی اپنے بھائی کو اس موقع پر اوسکے ساتھ کر دیا ہوگا۔

٭ تونگا والی سروہی مین کوئی عمارت ہوگی۔

٭٭ واضح ہو کہ اول رانا لوگ اپنی دخترون کی شادی جے پور جودہ پور کے راجون کے ساتھ کیا کرتے تھے مگر
جب سے انھون نے بادشاہون کو بیٹیان دین تو رانا ؤن نے ان سے قطع تعلق کر دیا اور جب انکی بیٹیان پیدا
ہوتی تھین تو انکا بیاہ کسی اشراف اور خاندانی راجپوت کے ساتھ کر دیتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے

پر جا کر چاندی کی تلاکی تھی اور وہان کے برہمنون کو وندہیشر نام گانو جاگیر مین دیا تھا اور سرونج کو لوٹی تھی پھر اکھے راج والی سردہے کو اپنا مطیع کیا اور جہان گیر بادشاہ سے اوسکا بیٹا خورم ٭ باغی ہو کر رانا کے یہان پناہ گیر ہوا رانا نے اوسکو اپنا دوست کر کے رکھا اور جب جہانگیر بادشاہ جان بحق ہوا تو ارجن نامی اپنے بھائی کو ساتھ کر کے اوسے دہلی مین پہونچا دیا کہ وہ وہان جا کر بادشاہ ہوا اور شاہ جہان نام رکھا ٭٭۔

مہارانا جگت سنگ

مہارانا جگت سنگ متی بھادون سدی دوج سمت ۱۶۶۴ کو سونت سنگ راٹھور کی بیٹی سے جسکا نام جانبوتی رانی تھا پیدا ہوا اور متی بیساکھ سودی تیج سمت ۱۶۸۰ کو بعد

٭ شاہ جہان کا اپنے باپ سے بغاوت کرنا فی الواقع درست ہی مگر رانا کے یہان اوسکا پناہ گزین ہونا نہین معلوم کس سال و سمت مین ہوا اگر مولف راج پرستی سمت لکھدیتا تو وہ تحقیق ہو جاتا مگر یہہ ظاہر ہے کہ شاہ جہان سنہ ۱۰۳۱ ہجری مطابق سمت ۱۶۷۹ موافق سنہ ۱۶۲۲ء سے اپنے باپ کی وفات تک جو سنہ ۱۰۳۷ ہجری مطابق سمت ۱۶۸۴ موافق سنہ ۱۶۲۷ء مین واقع ہوی سات آٹھہ برس باغی رہا اور اسی عرصہ مین کئی بار اوسکا ہندوستان سے دکن اور دکن سے ہندوستان کو آنا جانا ہوا عجب نہین کہ جو ایسے سفر مین وہ رانا کے گھر جو راستہ مین پڑتا ہے مہمان رہا یا کرتا ہو علاوہ اسکے رانا کا بھائی راجہ بھیم سنگ اوسکے سرداران اوسکے مصیبت مین شریک تھے اور جبتک اونہون نے بادشاہی لشکر کے مقابلون مین شاہ جہان کا ساتھہ دیا کسی نے نہ دیا۔

٭٭ توزک جہانگیری کے آخر مین لکھا ہے کہ جب جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو شاہ جہان دکن سے واسطے تخت نشینی کے ہندوستان کو روانہ ہوا جب رانا کی عملداری مین مقام گوگھوندہ پہ اوسکے ڈیرے ہوئے تو رانا کرن سنگہ نے آکر ملازمت کی چونکہ شاہ جہان اول ہی سے اوس سے بہت خوش تھا اور اوسنے عہد شاہزادگی مین اوسکے باپ امر سنگ سے اوسی مقام پر ملکر صلح قایم کی تھی اور اوسکے بھائی بھتیجون نے بہی ایام نکبت اور فلاکت مین اوس کا خوب ساتھہ دیا اس لیے شاہ جہان اوس سے نہایت اخلاص اور اخلاق کے ساتھہ پیش آیا اور خلعت گران بہا دیکر رخصت کیا اور آپ بہی ہندوستان کو کوچ کر گیا۔

اور وہان کی رعیت سے تاوان بھی لیا اوسکا بیٹا کرن سنگھ تھا اوسنے سرونج و نندھیر وغیرہ مالوہ کے بہت سے ملکون کو تاخت و تاراج کرکے خراب کرڈالے تب جہانگیر کے حکم سے خورم نے رانا کے ساتھہ صلح کی موضع گوگھونڈہ مین رانا امر سنگھ اپنے قیام گاہ سے آیا اور خورم اودے پور سے غرض دونون سردارون نے بڑے تپاک سے ملاقات کی بعد ازان رانا امر سنگھ اودے پور مین جا بسا اور سکھہ چین سے راج کیا اچھی خوشی مین ہولی نام اپنے گرد و لکھشمی ناتھہ بھٹ کو جاگیر کے طور پر دیا اور بہت دان کئے ۔

مہارانا کرن سنگھ

بعدہ کرن سنگھ مسند نشین ہوا اس نے اوایل عمر مین گنگاجی کے سورون گھاٹ

نوٹ یہہ حال اکثر توزک جہانگیری سے ملتا ہے مولف راج پرستی کی تحریر بہت ہی مختصر ہے ہر بات کا ایسا خلاصہ کرکے لکھا ہے کہ سر اور پانو معلوم نہین ہوتے چنانچہ رانا امر سنگھ کا باوجود محصور ہونے کے مالپورہ وغیرہ کو لوٹنا اور کرن سنگھ کا مالوہ مین لوٹ مار کرنا اور پھر رانا کا خورم سے ملنا اودے پور مین جا بسنا یہ سب حال تفصیل طلب ہے اسمین بہت باتین ایسی ہین جنکی مطابقت تواریخ سے نہین ہوتی اونکی نسبت تو یہہ سمجھہ سکتے ہین کہ مورخون نے تاچیز اونکو نہ لکھے ہونگے باقی رانا اور خورم کے ملاقات کی مطابقت بخوبی ہوتی ہے نیاز مند نے اس تمام حال کو بڑی شرح و بسط کے ساتھہ اپنی کتاب تاریخ میواڑ مین لکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ بعد مصالحہ کے شاہزادہ خورم اودیپور وغیرہ رانا کے شہر اور قصبہ جو فتح کرلیے تھے اوسکو دیکر معہ کنور کرن سنگھ کے اجمیر کو روانہ ہوا اجمیر مین جہانگیر بادشاہ موجود تھا کرن سنگھ نے شاہزادہ کے ذریعہ سے اوسکی ملازمت کی بادشاہ نے کرن سنگھ کے حال پر عنایت کرکے اوسکو ایسی ایسی چیزین عنایت فرمائین کہ جس سے وہ بدل و جان بادشاہ کا خواہان ہوگیا اور بعد رخصت کے اپنے گھر آیا پھر کنور جگت سنگھ اوسکا بڑا بیٹا اجمیر مین بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے اوسکو بہت عزت اور سرفرازی بخشی غرض کہ جب تک رانا امر سنگھ زندہ رہا اوسکے بیٹے اور پوتے کی آمد رفت اسیطرح گاہ بگاہ بادشاہ کے پاس ہوتی رہی آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سمت ۱۶۷۷ موافق سنہ ۱۶۲۱ع مین رانا امر سنگھ نے پچیس برس راج کرکے وفات پائی اور کرن سنگھ اوسکا بڑا بیٹا اوسکی جگہ مسند ریاست پر بیٹھا جہانگیر بادشاہ نے اوسکو ہاتھی کا خلعت بھیجا ـ

مین سنے آپ کو سلام کرتے وقت اوسکی پگڑی سر سے اوتا لی تاکہ اوسکی حرمت باقی
کیونکہ یہہ پگڑی جس سر کی ہے وہ کسی ہندو مسلمان کے آگے جھکتا نہین ـــ یہہ رانا پرتاب
کی نیکنامیون کا وکریہ ہے جو چوتھے سرگ مین لکھا گیا

پانچوان سرگ

امرسنگہ بعد پرتاب سنگہ کے مسندنشین ہوا اسکی لڑائیون اوربیباکیون کا
چوتھے سرگ مین لکھا گیا ہے ابدہ اوسنے عبداللہ خان سے بہت بڑی لڑائی کی
بادشاہی فوج نے چوبیس جگہہ تھانہ بٹھاکر رانا امرسنگہ کو گھیر لیا اوس حالت مین را
نے بادشاہ کے ایک بڑے امیر قایم خان کو مارا اور اوٹ واڑہ مین جاکر مالپورہ لوٹ لیا

کتاب کو یہان تک سال سمت کی قید سے نہین لکھی اگر سال سمت کے اوپر ان واقعات کا مدار رکھا
توکبھی غلطی مین نہین پڑتا

اب رہی یہہ بات کہ جب جہانگیر بادشاہ کی چڑہائیان رانا پرتاب سنگہ کے وقت مین نہوئین تو
رانا پرتاب اور امرسنگہ کی اون لڑائیون کو جو انہون نے سلطان سرم چنتہ وغیرہ سے کین کیا سمجھا جاے
اس بارہ مین میری رلے ناقص تو یہہ قیاس لگاتی ہے کہ جو ان واقعات کو رانا پرتاب سنگہ سے نہ
کرین تو یہہ اوسوقت مین ہوئے کہ اکبر بادشاہ کی فوجین قبل از ۱۰۱۲ ہجری کے میواڑ مین آتی تہین
سلطان سرم چنتہ جسکو دہلی کے بادشاہ کا چچا کرکے لکھا ہے نہین معلوم کون تھا کیونکہ اس قسم کا
نام اکبرنامہ تزک جہانگیری وغیرہ مین نظر نہ آیا مگر اغلب ہے کہ کسی فوج کے چھوٹے افسرون مین سے کوئی ہوگا
نام مین اوسکے بسبب تحریر ہندی کے البتہ غلطی ہوگئی ہے اور اوسوقت جہانگیر کا بادشاہ ہونا جو مولف راج پرستی
قرار دیتا ہے سراسر خطا ہے و بالغرض والتسلیم اگر اوسوقت جہانگیر بادشاہ کا عہد تھا تو یہان رانا پرتاب سنگہ نہ تھا رانا
امرسنگہ تھا پس یہہ سب ماجرا اوسکے ہی وقت مین ہوا مولف موصوف نے بھول کر اوسکی جگہہ رانا پرتاب سنگہ کا نام
سلطان پرویز کے بدلے خورم کا نام لکھدیا کیونکہ خورم پرویز سے بہت عرصہ کے بعد آیا تھا عبداللہ خان جسکا نام راج پرستی
کے مصنف سنسکرت نے لکھا ہے خورم سے پہلے بادشاہی فوج کا افسر ہوکر میواڑ مین آیا تھا اس صورت مین سلطان سرم
چنتہ پرویز یا خورم کے ساتھ کوئی شخص ہے جسکو امرسنگہ نے مارا

کے رانا اودیپور مین جا بسا اور وہ چوراسی بہادر سپاہی کوسی وغیرہ شہرون سے چلے گئے اوس عرصہ مین کوئی بہاٹ کہین سے آیا تھا اوسکو رانا پرتاب سنگہ نے اپنے بدن کی پوشاک مع پگڑی کے انعام کے ساتھہ دی تھی وہ بہاٹ بادشاہ کے پاس بھی گیا جسوقت کہ بادشاہ سے سامنا ہوا اوسنے اول وہ پگڑی اوتار کر ہاتھہ مین لے لی اور پھر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے یہہ حال دیکھہ کر اوسکا سبب پوچھا اوسنے عرض کی کہ یہہ پگڑی رانا پرتاب کے سر کی ہے جسنے اپنا سر کسیکو نہین جھکایا اسوسطے

کا ہے علاوہ اسکے بہارت برشی کی ملحقہ فہرست مین اور راناؤن کے سنہ سال تو لکھے ہوئے ہین مگر رانا پرتاب سنگہ کا نام وہان بھی سنہ سے خالی ہے غرض ایسے ایسے وجوہات سے ہمکو سنہ ہجری کے مطابق سمت پیدا کرنے مین بڑی وقت ہوئی آخر مینے شمسی قمری سنون کی تفاوت کو دریافت کرکے اور اوسکا حساب لگا کے یہہ بات حاصل کی کہ سمت ۱۶۳۰ مطابق سنہ ہجری کے تھے مگر پھر بھی بمزید احتیاط کے ایسے ذریعہ کی تلاش تھی کہ جس سے اسکی تصدیق ہوجاوے اور کسی طرح کا شبہ باقی نرہے سو خدا کی قدرت سے ایک معتبر فہرست بڑی جستجو کے بعد ہم پہونچے کہ جسمین اکثر راناؤن کے نام بقید سال سمت کے لکھے تھے رانا پرتاب سنگہ کی مسند نشینی کا سمت دیکھا گیا تو ۱۶۲۸ تھے اور رانا امر سنگہ کی مسند نشینی کا ۱۶۵۳ پس یہہ ہی سمت رانا پرتاب سنگہ کے انتقال کا ہے جو خلاف توقع سنہ سے مطابق ہوگیا اور یہہ بھی تحقیق ہوا کہ مولف نے جس قاعدہ کو مقرر کرکے یہہ حساب کیا تھا وہ قاعدہ کلیہ نکلا اور وسی اسی طرح بہت سے سمت بنائے اور اونکی تصدیق بخوبی ہوگئی اب یہہ ارادہ ہے کہ اس قاعدہ کے روسے ایک جنتری ایسی بنائی جاوے کہ جس سے سنہ ہجری اور عیسوی اور ہندی سب ایک دوسرے کے معلوم ہوجایا کرین اور شائقین تواریخ کو ایک ملک کے واقعات سے دوسرے ملک کے واقعات کو مطابق کرنے مین از روے سنہ اور سمت کے کامل مدد پہونچے ۔

پس اس حساب سے اکبر بادشاہ کا مرنا اور جہانگیر کا بادشاہ ہونا اور شاہزادہ پرویز کا میوا مین آنا سمت ۱۶۶۲ مطابق سنہ ۱۶۰۵ع مین ہوا اور مہابت خان کی چڑہائی سمت ۱۶۶۷ مطابق سنہ ۱۶۰۸ع مین اور شاہزادہ خورم کی لشکر کشی سمت ۱۶۷۰ مطابق سنہ ۱۶۱۳ع مین اور رانا سے مصالحت سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۴ع مین واقع ہوئی اسصورت مین یہہ واقعات رانا پرتاب سنگہ کی حیات مین کس طرح ہوسکتے ہین مولف راج پرستی نے اپنے

تب رانا پرتاب سنگہ نے کنور امر سنگہ کو اوسکے پاس روانہ کیا اوسنے دیکھہ کر کہا یہہ وہ
ہی جوان ہے جس نے میرے بہالا مارا تھا اور مین بہادر کے ہاتھہ سے مرکر اوس مقام
کو جاؤنگا کہ جہان تلوار سے مارے ہوئے جاتے ہین بعد رفع ہونے اس لڑائی

سنہ ۱۰۲۲ مین پھر جہانگیر نے ایک باستعداد فوج روانہ کی یہ فوج میواڑ مین چھہ سات برس برابر پڑی رہی
اول افسر اوسکا مہابت خان تھا بعد اوسکے عبد اللہ خان ہوا پھر راجہ باسو جو تمام رسالے پنجاب سے
مقرر تھا افسر ہوکر آیا راجہ باسو نے اس مہم کے سر کرنے مین یہان تک تگدو کی کہ اپنی جان بھی کھو دی
تب ماہ محرم سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین خود جہانگیر بادشاہ اجمیر مین آیا اور شاہزادہ خورم کو بارہ ہزار سوار کے ساتھہ
میواڑ مین بہیجا شاہزادہ نے جا بجا تھانہ بٹھا کر رانا امر سنگہ کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ صلح کی درخواست
کرکے سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین اوسکے پاس چلا آیا اور متاع عنا و ونساو کا جنس کا اتحاد و آشتی کے ساتھہ بدل گیا
دیکھو ان تحریرات کی رو سے جہانگیر کا تخت پر بیٹھنا رانا پرتاب سنگہ کی وفات سے دس برس بعد
اور شاہزادہ خورم کا میواڑ مین تعینات ہونا اٹھارہ برس کے بعد واقع ہوا اور اس عرصہ مین جو جو سانحے
ملک میواڑ مین پیش آئے وہ سب رانا امر سنگہ کے عہد مین گذر گئے اور ان کتابون مین بھی ہر جگہہ
رانا امر سنگہ کا نام ہے خصوص تزک جہانگیری مین جہانگیر بادشاہ نے رانا پرتاب سنگہ کا نام ہے کہین
ایسے موقع پر نہ لکھا کہ جسسے رانا مذکور کا اوسکے وقت تک زندہ رہنا ثابت ہووے پس ان واقعات کی رو سے
جو مسلسل اور ترتیب وار بیان کیے گئے ہین راج پرستی کے مذکورہ بالا تحریر پر غلطی کا گمان ہوتا ہے
اور حقیقت مین وہ غلط ہے رگھوبر بھٹ نے اس مقام کے اوپر منصب وقایع نگاری سے سہواً
یا قصداً بڑی خطا کی ہم اوسکے بیان کو ایک دوسری تحقیقات سے بھی غلط ثابت کرسکتے ہین جو بڑی
دشواری اور غور و فکر سے عمل مین آئی ہے یعنے اسبات کا معلوم اور ثابت کرنا کہ جب ابو الفضل کی
تحریر کے بموجب رانا پرتاب سنگہ کا انتقال ہجری سنہ ۱۰۰۴ مین ہوگیا تو اوس وقت ہندی سمت کیا تھے
جو کہ میرے پاس کوئی کتاب یا کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا کہ جسسے رانا پرتاب سنگہ کی وفات کا سمت بآسانی
معلوم ہوجاتا اور مولف راج پرستی نے خود کسی سال سمت نہ لکھے اور جو بعض انگریزی کتب یا اردو
تاریخون مین سنہ عیسوی کہین کہین اس بحث کے مفید مطلب پائے جاتے تھے تو اون پر اسوجہ سے
یقین کامل نہوتا تھا کہ آیا یہ سنہ اوس سمت سے مطابق ہونگے یا نہین کہ جو رانا پرتاب سنگہ کی وفات

چغتہ کو جو بادشاہ دہلی کا چچا تھا ہاتھی پر سوار دیکھا (اسکا نام سیرم بھی لکھا ہے) وہ
رانا کے مقابل آیا رانا نے بھی مع دو سردار سولنکھی او پڑہار کے اوسپر حملہ کیا اور راو سنگہ
ہاتھی کے سر پر ایک بھالا مارا کہ ہاتھی اوس کے صدمہ سے گر گیا تب وہ سیرم چغتہ گھوڑے
کے اوپر سوار ہوا کنور امر سنگہ نے بڑہکر اوسکے سر پر ایسا بھالا مارا کہ سر کو مع خود کے
چھیدکر دوسری طرف نکل گیا امر سنگہ نے اوسکے نکالنے مین بہت زور کیا جب وہ نہ نکلا
تو رانا پرتاب سنگہ نے کہا کہ دشمن کو پانو سے داب کر بھالا کھینچ لے وہ یہہ سنکر بہت
خوش ہوا اور بھالے کے صدمے کو بھول کر امر سنگہ کی بہادری اور نیزہ افگنی پر آفرین
کرنے لگا جب امر سنگہ نے بھالا کھینچ کر نکال لیا تو وہ پھر اوٹھکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مین
اوس شخص کو پھر دیکھنا چاہتا ہون پرتاب سنگہ نے اوسوقت مشارالیہ کے پاس امر سنگہ
کو تو نہ بھیجا اور کسی اور بہادر سوار کو بھیج دیا سیرم چغتہ نے کہا کہ اسکو نہ بھیجا اوسی آدمی کو بھیجو

اور جو اکبر نامہ توزک جہانگیری وغیرہ مین بابت واقعات میواڑ کے کہین کہین جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر
برعکس اسکے ہے اوسسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رانا پرتاب سنگہ کا مرنا اور امر سنگہ کا مسند نشین ہونا سنہ ۱۰۰۴
ہجری مین واقع ہوا اور سنہ ۱۰۰۸ مین اکبر بادشاہ نے شاہزادہ سلیم عرف جہانگیر بادشاہ اور راجہ مان سنگہ کو میواڑ کیطرف
واسطے مدافعت رانا امر سنگہ کے بھیجا جب سلطان سلیم اودیپور کے اوپر حملہ آور ہوا تو رانا امر سنگہ نے دوسرے
طرف سے نکلکر مالپورہ وغیرہ بہت سے بادشاہی علاقون کو لوٹ لیا تب سلطان سلیم نے ناتھو سنگہ وغیرہ امیرون
کو رانا کے تعاقب مین بھیجا رانا یہہ خبر سنکر پہاڑون کیطرف لوٹا اور اس بازگشت مین بادشاہی فوج پر
شبخون بھی مارا مگر کچھ فائدہ نہ اوٹھایا ناکام پہاڑون مین چلا گیا اور سلطان سلیم اپنے باپ سے باغی ہوکر راجہ
مان سنگہ کی تجویز سے بنگالہ کی طرف روانہ ہوا۔

سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ء مطابق سمت ۱۶۶۲ مین جہانگیر بادشاہ بعد انتقال اکبر بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور اپنے
بیٹے سلطان پرویز کو بیس ہزار سوار دیکر اودیپور کی مہم پر روانہ کیا اور رانا شنکر رانا امر سنگہ کے چچا بھی جو کسی
وجہ سے آگرہ سے چلا آیا تھا اوسکے ساتھ دیکر بھیجا اور کہدیا کہ رانا امر سنگہ کو نکال کر رانا شنکر کو میواڑ کا حاکم
کردین القصہ چند روز تک شاہزادہ پرویز اور رانا امر سنگہ کے درمیان مین مجاولہ اور مقاتلہ رہا آخر باگھ سنگہ ولد
رانا امر سنگہ کے حاضر ہو جانے پر صلح ہو گئی شاہزادہ اوسے سلے کر آگرہ چلا گیا۔

بعد ازان شیخ جہانگیر دہلی مین تخت نشین ہوا اور واسطے لڑائی کے اودے پور کیطرف آیا اور اپنے بیٹے خورم کو واسطے فتح میواڑ کے چھوڑ گیا اوس نے پرتاب سنگہ کو سر کر گھیر لیا مگر پرتاب سنگہ چوراسی سپہ سالار کو لے کر دیویر کے گھاٹے مین گیا وہان سلطان

بعد کوچ کرجانے امرائے مرقوم الصدر کے رانا پرتاب سنگہ نے پھر بادشاہی عاملون کو جو اوسکے علاقہ مین تھے مزاحمت پہونچائی اور اکثر پرگنہ و علاقہ اون سے چھین لیے یہہ خبر سنکر اکبر بادشاہ نے پھر شہباز خان کو مع فوج روانہ کیا رانا پرتاب سنگہ نے ایک سخت لڑائی اوس سے کی اور بعدہ قریب ایک برس کے ہر منزل اور مقام پر وہ بادشاہی فوج کے ساتھہ لڑتا رہا آخر شہباز خان نے جا بجا فوج بٹھا کر اوسکا ایسا ناطقہ تنگ کردیا کہ پھر وہ میدان سے کنارہ کرکے پہاڑون مین چلا گیا اور شہباز خان کچھ فوج میواڑ مین چھوڑ کر آگرہ کی طرف کوچ کر گیا تب رانا پرتاب سنگہ نے پھر پہاڑون سے سر نکال کر اپنا علاقہ سنبھالا اور بادشاہی فوج سے پھر چپقلش شروع کی بادشاہ نے اوس موقعہ جگن ناتھ کچھواہے راجہ مان سنگہ کے چچا کو بھیجا اوسنے یہان آکر چند روز رانا سے چھیڑ چھاڑ کی اور پھر گجرات کو چلا گیا۔

بعد اوسکے اکبر بادشاہ نے میواڑ کو کوئی فوج نہ بھیجی اور وہ چودہ پندرہ برس برابر پنجاب مین مقیم رہا یہان رانا پرتاب سنگہ کی بن آئی اوسنے اولوالعزمی اور ہوشیاری کے ساتھہ دشمن کے خرخشون سے فرصت پاکر تدریج سب علاقہ اپنا بادشاہی عاملونسے چھڑا لیا اور پچھلے دنون مین جو جو نقصان ہوئے تھے اونکو رفع کرکے چین سے رہنے لگا اور شہر اودے پور کو بخوبی آباد کرکے اپنے باپ کے نام کو روشن کیا۔

ابوالفضل اکبرنامہ مین لکھتا ہے کہ بہمن سنہ ۱۰۰۵ ہجری کو رانا پرتاب سنگہ کا روزگار سپری ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے بیٹے امر سنگہ نے زہر دیکر اوسکی لذت حیات کو سکرات ممات سے مبدل کی اور یہہ بھی مشہور ہے کہ ایک سخت کمان کے چلہ چڑہانے مین اوسکو سخت کوفت پہونچتی تھی۔

راج پرستی کے مصنف کی تحریر سے یون واضح ہوتا ہے کہ رانا پرتاب سنگہ جہانگیر بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد تک زندہ تھا بلکہ اوسنے شاہزادہ خرم کے ساتھہ لڑائی بھی کی جیسا کہ وہ اوپر لکھتا ہے۔

اور خان خانان نے چتوڑ فتح کر لی * ایک دفعہ موقع پاکر کنور امر سنگھ خان خانان کے قبایل کو گرفتار کر کے لے گیا مگر ان بہنوں کی طرح رکھکر چند روز کے بعد بعزت تمام واپس بھیجدیے خانخانان شیخ سلیم کو اوسکی ہمت اور جرات نے اوپر بڑا تعجب ہوا #

رانا اودے پور کو خالی کر کے پہاڑوں مین جا چھپا بادشاہ رانا کے تعاقب مین راجہ مان سنگھ اور اوسکے باپ بھگوان داس کو چھوڑ کر مالوہ کی طرف چلا گیا۔ انتہی شیخو کا چھوڑ جانا ثابت نہین ہوتا اور یہہ نام اوس وقت جہانگیر کا تھا کیونکہ خود جہانگیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر بادشاہ اوسکو شیخو بابا کہتے تھے دیکھو توزک جہانگیری کا آغاز۔

۹۸۵ ہجری مطابق ۱۵۷۸ع موافق سمت ۱۶۳۴ مین اکبر بادشاہ کی فوج نے جو بزرگی شہباز خان اور مرزا خان اور قاسم خان کے آئی تھی کونبھل میر کو فتح کر لیا اور اودے پور وگوگھونڈہ وغیرہ مقامون کو لوٹا اور ایک روایت ہے کہ رانا بھی کونبھل میر کے قلعہ مین بادشاہی فوج سے لڑکر بانسوارہ کے پہاڑون مین چلا گیا۔

* معلوم ہوتا ہے کہ اس رانا نے چتوڑ مین بادشاہی عمل اوٹھاکر اپنا دخل کر لیا تھا۔

یہہ بات جو عمل ہی نہے بہت کچھ مشتبہ مطلب ہے اگرچہ مصنف کتاب نے نہین لکھا کہ رانا امر سنگھ خان خانان کے قبایل کہان سے پکڑ کر لیگیا تھا اور پھر کس مقام پر خانخانان کے پاس بھیجدیے مگر ایسا قیاس مین آتا ہے کہ سمت ۳۳ مین جو مرزا خان اور قاسم خان میواڑ مین آئے تھے تو کسی مقام پر بسبب عدم احتیاط مرزا خان کے اوسکے قبایل کو امر سنگھ گرفتار کر لیگیا ہوگا یا مرزا خان کے قبایل اوس دورہ کسی ایسے موقع پر رہگئے ہونگے کہ جہان امر سنگھ کا بخوبی قابو تھا اگر یہہ مرزا خان وہی مرزا خان بیرم خان کا بیٹا ہووے کہ جسکا خطاب خان خانان تھا تو یہہ رائے البتہ بہت صحیح پڑنے کی تھی اور امر سنگھ کی جرات پر شیخ سلیم کے متعجب ہونے سے ہمکو بھی تعجب آتا ہے کیونکہ اوس وقت مین شیخ سلیم یعنے شاہزادہ جہانگیر کا میواڑ پر متعین ہونا کتب تواریخ کے خلاف ہے بعد اس واقعہ کے تو البتہ ایک دفعہ اوسکی چڑھائی میواڑ پر ہوئی سو وہ عہد رانا امر سنگھ کا تھا نہ رانا پرتاب سنگھ کا اس سے پایا جاتا ہے کہ یہان کچھ غلطی ہوا اور رانا پرتاب سنگھ کی وفات اور رانا امر سنگھ کی مسند نشینی مین تو البتہ بڑی غلطی ہے جسکا رفع کرنا آسان نہین جیساکہ آیندہ لکھا جاے گا۔

اوس بھائی سے فرمایا کہ جو تو نے میرے واسطہ اتنی جانفشانی کی ہے اس لیے مین تجھکو
بلبہہ کا خطاب دیتا ہون اور یہہ ہی خطاب تیری اولاد کو بھی ملا کریگا بعد اوس کے اکبر بادشاہ
یہان آیا اور رانا پرتاب سنگہ کو زور آور دیکھہ کر اپنے بیٹے شیخو کو چھوڑ آپ آگرہ چلا گیا شیخو

سے پور کے راجہ بادشاہ کو بیٹی دینے لگے تھے راجہ مان سنگہ کے شریک ہو کر کھانا نہ کھانا ہوا اور عجب نہین کہ باتون
باتون مین یہہ بات شکایتاً زبان پر آگئی ہو گی جسکی کینہ کشی کے لیے راجہ مان سنگہ بادشاہ کے یہان سے رانا کے
استیصال کا بیڑا اوٹھا کر لڑائی کو آیا ہو یہے اور راجہ مان سنگہ کا میواڑ پر لشکر کشی کرنا تو تاریخ مین لکھا ہی ہے
خواہ وہ خود اس امر کا سلسلہ جنبان ہوا ہو خواہ بادشاہ ہی نے اوسکو بھیجا ہو اور ابوالفضل یہہ بھی لکھتا ہے کہ آخر شبان
ہجری مطابق ۱۵۷۶ع موافق سمنت ۱۶۳۳ مین اکبر بادشاہ نے اجمیر سے راجہ مان سنگہ کو میواڑ فتح کے لیے
بھیجا جب بمقام گوگنڈہ مین پہونچا تو رانا سے مقابلہ ہوا رانا کی فوج بادشاہی لشکر سے ایسی دل توڑ توڑ کر
لڑی کہ ویسی کبھی نہ لڑی تھی اگر اوس موقع پر یہہ مشہور نہ کیا جاتا کہ یہہ اکبر بادشاہ راجہ مان سنگہ کی مدد کو آپہونچا
تو راجہ مان سنگہ کا مع فوج کے کام تمام ہو گیا تھا مگر میواڑ کی فوج اس جھوٹی شہرت کو سچ سمجھ کر ہمت ہار گئی
اور بادشاہ کے نام سے اوسکی جمعیت بکھرنے لگی رانا پرتاب سنگہ طرح دیکر اوس کوہستان مین چلا گیا کہ
جہان اودے سنگہ بھی چندے روز رہا تھا ان دنون مین راجہ رام شاہ والی گوالیار رانا کے گھر مقیم تھا اوس
لڑائی مین رانا کے ہمراہ غنیم سے لڑ کر مع بیٹون کے مردانگی کے ساتھ مارا گیا یہہ بات لکھنا بھی ضرور ہے
کہ اوس وقت رانا کے فیلخانہ مین رام پرشاد نامی ہاتھی ایسا مشہور اور لاثانی تھا کہ اکبر بادشاہ نے اوسکی
تعریف سنکر ایک دفعہ رانا سے طلب کیا تھا مگر رانا نے نہ بھیجا اس دفعہ جو رانا کے ہاتھیون اور بادشاہی ہاتھیون کی
لڑائی ہوئی تو فیل رام پرشاد کئی بادشاہی ہاتھیون کو زخمی کر کے اور بہت آدمیون کو مار کر بسبب مارے جانے
فیلبان کے غنیم کے لشکر میں گرفتار ہو گیا —

راج پرستی کے مولف نے اس لڑائی کا نتیجہ کچھ نہین لکھا کہ آخر کو اوسکی فتح ہوئی اور نہ سال
سمت درج کیا اور جو اکبر بادشاہ کا آنا لکھا ہے سو اوسکی تصدیق اکبرنامہ سے یون ہوتی ہے کہ بعد چلے جانے
راجہ مان سنگہ کے میواڑ سے رانا پرتاب سنگہ پہاڑون سے نکل آیا اور اپنے ملک کے اون حصون کی آبادی
کی تدبیر کرنے لگا کہ جو بادشاہی تصرف مین تھے اور نراین داس والی ایڈر بھی اوس سے متفق ہو گیا اکبر بادشاہ
یہہ خبر سنکر خود میواڑ مین گیا گوگنڈہ کے مقام پر سر اراد ہٹا کر بہت سے لوگ اوسکی ملازمت مین حاضر ہوئے

رانا پرتاب سنگہ

چونکہ درمیان رانا پرتاب سنگہ اور مہاراجہ مان سنگہ والی آمیر کے کھانے پینے کی تکرار پر رنج آگیا تھا سواسطے مان سنگہ اکبر بادشاہ سے عرض کرکے رانا کے اوپر چڑہ آیا اور کمنانیر پر پہونچکر لوہا کوٹ پر رانا کی فوج سے مقابلہ ہوا لڑائی مین کنور امر سنگہ رانا کے بڑے بیٹے نے راجہ مان سنگہ کے ہاتھی پر بھالا مارا اور رانا پرتاب سنگہ نے بھی وہی حربہ کیا ان دونو بھائیون کے صدمہ سے راجہ مان سنگہ کا ہاتھی بھاگ گیا کچھہ دیر بعد سکت سنگہ رانا کے حقیقی بھائی نے اوس سے کہا کہ آپ اپنے پچھاڑی کے نیلے گھوڑے پر سوار ہوجاؤ تو عین مصلحت ہے کس لیے کہ راجہ مان سنگہ کے آدمی آپ کی تلاش مین دوڑے چلے آتے ہین رانا پرتاب سنگہ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر ایک طرف کھڑا ہوگیا اتنے مین راجہ مان سنگہ نے واسطے مقابلہ رانا کے دو مغل بھیجے اون مغلون سے سکت سنگہ اور پرتاب سنگہ دونو جنگ کرنے لگے آخر سکت سنگہ نے دونون کو مار ڈالا تب رانا نے فی الجملہ اکبر بادشاہ چیتوڑ مین اپنا تھانہ بیٹھا کر آگرہ کو چلا گیا اور رانا اودی سنگہ نے پہاڑون سے نکلکر اودے پور مین نشست اختیار کی اور اسی بات کو غنیمت سمجھی کہ ساری میواڑ کی بلا چیتوڑ پر لی مگر دشمنون کی ترکتاز سے سب علاقہ اوسکا ویران ہوگیا تھا سمت ۱۶۲۸ مطابق ۱۵۷۱ع مین اودے سنگہ تینتیس برس راج کرکے مرگیا اور رانا پرتاب سنگہ اوسکا جانشین ہوا۔

* اکبر بادشاہ کی چڑہائی کا احوال اکبر نامہ سے نقل کیا

* ۹۸۰ ہجری مطابق ۱۵۷۳ع موافق سمت ۱۶۳۰ مین اکبر بادشاہ نے مقام گجرات سے راجہ مان سنگہ کو میواڑ کی طرف بھیجا جب راجہ مان سنگہ ڈونگر پور کو فتح کرتا ہوا اودے پور کے قریب پہونچا تو رانا پیشوائی کرکے شہر مین لے گیا اور بادشاہ کا خلعت پہن کر بہت خوش ہوا اور راجہ کی دعوت کی ابو الفضل لکھتا ہے کہ وہ راجہ مان سنگہ کے ساتھہ کچھہ غدر کیا چاہتا تھا مگر راجہ کے خیرخواہون نے مطلع ہو کر اپنے آقا کو اوسکے شر سے بچا لیا۔ مؤلف راج پرستی نے اس مقام پر تیران وشعرون کے اور کچھہ نہ لکھا کہ درمیان راجہ مان سنگہ اور رانا جی کے بوقت تناول کچھہ رنج آگیا تھا اوسکے انتقام کے لیے راجہ بادشاہ کی فوج میواڑ پر چڑہا لایا تھا ان مجمل تحریرون سے یہہ بات نکلتی ہی کہ رانا نے اس جہت سے کہ

جاگیر کے دیا اور تلادان وغیرہ بہت کچھ دان کئے جیمل راٹھور اور فتا سیسودیا اسکے ہی قلعہ دار تھے جو اکبر بادشاہ سے چترکوٹ عرف چتوڑ مین لڑے تھے

صرف چھ برس کے قریب حکومت کی اسمین خواہ کرپا جیت کے ایام حکمرانی زیادہ ہون خواہ بن بیر کے انکے بعد سنہ ۱۵۴۱ء مطابق سنہ ۹۴۸ مین رانا اودے سنگھ چتوڑ کے راج گدی پر بیٹھا اور شہر اودے پور کو آباد کر کے وہان اپنی بود وباش اختیار کی اور چتوڑ کے قلعہ کو جو بہادر شاہ کی چڑھائیون سے مسمار ہو گیا تھا ترمیم کر کے واسطے تباہ روز بد کے آلات جنگ اور مردان کار سے بدستور معمور اور مضبوط رکھا۔ اس عرصہ مین اکبر بادشاہ نے تخت نشین ہو کر ہندوستان کی اکثر طوائف الملوکی کو جو اوسوقت مین موجود تھی دور کر کے اپنا تسلط اور اقتدار ایسا قایم کیا کہ دور دور کے لوگ اوسکے مطیع ہو گئے اور آمیر مارواڑ بیکانیر جیسلمیر بوندی کے راجون نے اوسکے دربار مین حاضر ہو کر بادشاہی خدمت بسر وچشم قبول کی مگر رانا اودے سنگھ نے باوجودیکہ اوسکی دولت اور شوکت اگلے راناؤن کے مانند نتھی تو بھی اپنے بزرگون کے عظم اور شکوہ باقی رکھنے کو اکبر بادشاہ کی ہرگز ایسی بندگی اور فرمانبرداری گوارا نکی کہ جیسے اور اوسکے ہمقوم راجہ اور ٹھاکر لوگ کرتے تھے اور نہ خود بادشاہ کی ملازمت کو گیا ہان جب اوسکا زیادہ زور دیکھا تو اپنے چھوٹے بیٹے سکت سنگھ کو بھیجدیا اکبر بادشاہ کو اگرچہ اول سے ہی اوسکی خودمختاری کی تاب نتھی مگر اب اور زیادہ تر اوسکی طرف سے دلمین خفا ہوا آخرکار سنہ ۹۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۷ء موافق سمت ۱۶۲۴ مین اوسنے چتوڑ کے اوپر لشکرکشی کی رانا اودے سنگھ چتوڑ کی حفاظت کے لیے جیمل راٹھور اور فتا سیسودیہ کو چھوڑ کر آپ جنگلون اور پہاڑون مین چلا گیا اودھر اکبر بادشاہ نے آکر اوس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جیمل نے کئی مہینون تک اوسکا ایسا مقابلہ کیا کہ اوسکی فوج فتح سے مایوس ہو گئی ایک رات جیمل دلاور راجپوت قلعہ کی فصیل پر کھڑا ہوا مورچون کا بندوبست کر رہا تھا اوسوقت اکبر بادشاہ کی نظر اوسپر جا پڑی فوراً بندوق اوٹھا کر ایسی گولی ماری کہ جیمل شست قضا کا نشانہ ہو گیا اوسکے مرتے ہی قلعہ کا انتظام بگڑ گیا ہر جگہ سے مورچہ اوٹھ گئے اور راجپوت لوگ زیست سے ناامید ہو کر اپنے عورتون کو مارنے اور جلانے لگے صبح ہوتے ہی اکبر بادشاہ کی فوج قلعہ مین گھس گئی وہ راجپوت لوگ جو اپنے ننگ وناموس کو برباد کر کے موت کے منتظر بیٹھے تھے اونکے مقابل ہوئے اور دو دو ہاتھ بیدریغ اون سے دل کھول کر لڑے کہ دشمن بھی اونکی ہمت اور مردانگی پہ آفرین کرتے تھے

اپنی سرحد مقرر کی اوسکے بعد رانا رتن سی اور رانا رتن سی کے بعد رانا بکرماجیت میواڑ مین مسند نشین ہوئے ۔ انکے بعد رانا اودے سنگھ ہوا اوسنے شہر اودے پور کو آباد کیا اور اودے ساگر تالاب بنوایا اوسکی پرستش ہا مین چیتو بھٹ اور لکھشمی ناتھ بھٹ کو بھوڑواڑہ گانو بطور

اور اوسکے ملک کے مورخ کہتے ہین کہ اوسنے مالوہ اور دہلی کے لشکر کو اٹھارہ بار شکست دی اور ایک بڑے خطہ مین اوسکی عملداری تھی ۔

۔ رانا سانگا کے بعد رتن سی سنہ ۱۵۳۰ء مطابق سمت ۱۵۸۶ مین گدی پر بیٹھا اور پانچ برس کے قریب راج کیا اوس وقت مین گجرات کی مسند پر سلطان بہادر تھا جسنے اپنی چڑھائیون سے راجپوتانہ دکن مالوہ اور ہندوستان مین ہلچل ڈال دی تھی اول اول تو ان دونون ہمسایہ تاجدارون کے درمیان مین اخلاص اور اتحاد قایم رہا مگر چند روز کے بعد ہی وہ موافقت منافقت کے ساتھ مبدل ہوئی اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوگیا اس دشمنی کی بنا سلہدی راجپوت کا قضیہ تھا جو رانا سانگا کی مدد سے رایسین بھلیسہ اجین سارنگپور وغیرہ مکانات مالوہ پر متصرف ہوگیا تھا اور سلطان بہادر گجراتی اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا اور رانا رتن سی اوسکی حمایت کرتا تھا آخر اس جھگڑے نے یہان تک طول پکڑا کہ سلطان بہادر نے سلہدی پر اور رانا رتن سی نے اوسپر لشکرکشی کی مگر سلطان بہادر نے لوٹ کر رانا کو ایک دو منزل پیچھے ہٹا دیا اور سلہدی پر خاطرخواہ فتح پائی اس عرصہ مین رانا رتن سی راو سورجمل والی بوندی کے ہاتھ سے شکارگاہ مین مارا گیا اور اوسکا بیٹا بکرماجیت سنہ ۱۵۳۱ء مطابق سمت ۱۵۸۹ مین مسندنشین ہوا چند روز کے بعد سلطان بہادر نے اوسپر فوجکشی کی اور چتوڑ کا محاصرہ کرلیا بعد سخت محاربات اور خونریزی کے وہ قلعہ بموجب روایت ابوالفضل کے ۳ رمضان سنہ ۹۴۱ھ کو فتح ہوا اور رانی کرناوتی تین ہزار عورتون کے ساتھ آگ مین جلکر ستی ہوگئی اور ۳۲ ہزار راجپوت زعفرانی پوشاک پہن کر لڑائی مین کام آئے خدا کی قدرت سے اوسی سال مین بہادر گجراتی ہمایون بادشاہ سے مالوہ گجرات مین جابجا شکست کھاکر بندرون مین فرنگیون کے پاس چلا گیا اور میواڑ والون نے اپنے علاقہ گجراتیون کے تحت سے نکال لیے بکرماجیت کے بعد بن بیر نے ریاست پائی جسکا نام ہی راج پرستی کے مؤلف نے نہین لکھا معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بہت تھوڑی مدت سلطنت کی اگرچہ بھارت برشی کے فہرست مین اوسکی مسندنشینی کے سن درج نہین مگر رانا بکرماجیت کے سمت سے جو ۱۵۹۲ مطابق سنہ ۱۵۳۵ء مین جانا جاتا ہے کہ بکرماجیت اور بن بیر دونون نے

اور دو لاکھ فوج کے ساتھ دہلی کے بادشاہ بابر سے فتح پور کی لڑائی جیتی اور پیلی کھال تک ۴

کی راہ سے اوسکو مالوہ مین بہیجدیا اور اوسکے ملک مین کسی نوع کی طمع نکی بعد اس فتح کے سلطان مظفر گجراتی سے مقابلہ رہا اوسنے چند بار چیتوڑ پر یورش کی مگر راناکی ہوشیاری اور زور آوری سے ہر دفعہ بے نیل مرام پھر گیا ۹۲۳ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء موافق سمت ۱۵۷۴ مین ایسا اتفاق ہوا کہ رانا سانگا گجرات والون کا تعاقب کرتا ہوا وہان تک جا پہونچا کہ جہان سے احمد آباد بہت قریب رہگیا تھا آخر سلطان مظفر نے آخر صلح کرلی ــــ مارشمن ــ

۴ پیلی کھال یا پیلی ندی بیانہ کے قریب ہے ــ

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جب بابر بادشاہ نے سلطان ابراہیم کو لڑائی مین قتل کرکے دہلی کو فتح کرلی تو محمود خان سلطان سکندر لودی کا بیٹا جو ابراہیم کا رشتہ دار تھا ملک اور مال سے آوارہ ہوکر رانا سانگا کے پاس آیا اور واسطے انتقام اپنے دشمن کے اوس سے مدد مانگی رانا اوس وقت اسی لایق تھا چنانچہ ایک بڑا لشکر جمع کرکے ہندوستان پر چڑہ گیا اور آگرہ کے قرب وجوار مین بابر بادشاہ کے لشکر کو شکست دی مگر پھر جب بابر بادشاہ نے بذات خود اوس سے مقابلہ کیا تو رانا سانگا کی فوج اوسکے توپ خانہ سے عہدہ برا نہوسکی آخر شکست کہائی رانا سانگا پسپا ہوکر اپنے دیس مین چلا آیا یہہ معرکہ سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق ۱۵۲۷ء موافق سمت ۱۵۸۴ مین واقع ہوا ــــ

بعدہ بابر بادشاہ نے چندیری کی اوپر چڑہائی کرکے میدنی رائے والی چندیری کے اوپر فتح پائی اور وہان اپنا عمل دخل کرلیا جو کہ میدنی رائے رانا سانگا کے قریبوین سے تھا اس لیے اوس نے واسطے دعوا ے خون میدنی رائے کے جو اوس لڑائی مین مارا گیا تھا پھر بابر کے اوپر لشکر کشی کی استعداد کی جب اس مہم عظیم کا سامان درست ہوگیا تو اوسنے چیتوڑ سے آگرہ کے قصد پر کوچ کیا مگر اوسکی عمر نے وفا نکی ایرچ مین پہونچکر دفعتاً ایسا بیمار ہوا کہ اوس بیماری سے اوسکی جان نکی عالم مسافرت مین دنیا سے رحلت کی ــــ

فی الحقیقت [illegible] بہادر سپاہی اور راجپوتانہ مین اوس وقت عجب شان و شوکت کا سردار تھا اور [illegible] وقت میواڑ کی سرزمین خوب آباد اور رعیت وہان کی نہایت شاد تھی اسی ہزار سوار اور [illegible] اور [illegible] سات راجہ اور نو رئیس اور پانسو جنگی ہاتھی اوسکے ساتھ لڑائی کو جایا کیتے تھے

بعد کو کونبھا رانا کے رائے مل ہوا اور اوسکے بعد رانا سنگرام سنگھ چتوڑ کی مسند پر بیٹھا

فتح پائی یعنے دونو لشکر واپس لوٹ گئے مگر مرات سکندری والا اپنے تاریخ گجرات مین لکھتا ہے کہ دونو بادشاہون کا عہدنامہ سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق ۱۴۵۶ء موافق سمت ۱۵۱۳ مین زمانہ مسبوق الذکر سے سترہ برس کے بعد ہوا اور رانا نے دونو بادشاہون سے صلح کر لی اگر اس اختلاف کو چھوڑ کر بقول مارشمن صاحب کے راجپوت مورخ اور ابو الفضل کی تحریر کو مانو تو رانا نے فتح کامل پائی اور اوس فتح کی یادداشت کے لیے چتوڑ مین بڑی اونچی جگہہ پر ایک ستون بنوایا جو شہر کے بیچ مین نہایت موزون مکان تھا اور اس ستون کی تیاری مین دس برس گذرے تھے بعد اسکے مین بھی گجرات اور مالوہ کے بادشاہون کے ساتھہ اکثر صف آرائی رہی - کونبھلمیر کا قلعہ جو اوس وقت مین بڑا متین تھا اسی رانا کا تعمیر کرایا ہوا ہے -

جغرافیہ جام جہان نما کی چوتھی جلد سے جہان میواڑ کا ذکر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میران بائی جو علم تصوف اور فقیری مین ایک کاملہ عورت ہو گذری ہے اسی رانا کی رانی تھی -

چونکہ کونبھا کو اوسکے بیٹے نے مار ڈالا تھا اس لیے راناؤن کے نسب نامہ مین اوس ناخلف کا نام تاریخ لکھنے والے نے نہین لکھا مگر اوس کا گناہ چھپانے سے اور ظاہر ہو گیا فقط تاریخ مارشمن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نالایق پدرکش اودا ہے جسکا نام مولف راج پرستی نے کہ یہہ بھی ایک اوسی خاندان کا مورخ ہے اپنی کتاب مین نہین لکھا اور بھارت ورشی کی فہرست مین رانا کونبھا کے بعد موجود ہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے ۱۴۶۹ء سے لے کر ۱۴۷۴ء مطابق سمت ۱۵۳۰ تک پانچ برس کے قریب راج کیا اور اسکے بعد رائے مل مسند نشین ہوا اسنے ۱۵۰۳ء مطابق سمت ۱۵۶۰ تک راج کیا اسکے اخیر وقت مین ایک دفعہ ۹۰۹ ہجری مطابق ۱۵۰۳ء موافق سمت ۱۵۶۰ مین سلطان ناصر الدین والے منڈو کی چتوڑ پر چڑھائی کی رانا نے اوس سے صلح کر لی اوسکے بعد سانگا رانا سال مذکور مین چتوڑ کی گدی بیٹھا جو اولو العزمی اور عالی ہمتی اور نام آوری مین رانا کونبھا سے بہت بڑھ کر تھا اوسنے مالوہ اور گجرات کے بادشاہون سے بڑی بڑی لڑائیان کین اور ایک لڑائی مین جو بموجب تحریر مارشمن کے ۱۵۱۹ء مطابق سمت ۱۵۷۶ موافق سنہ ۹۲۵ ہجری مین ہوئی تھی سلطان محمود والی مالوہ کو شکست دیکر گرفتار کر لیا اور پھر بغیر چاہا کرنے کسی غرض کے محض جوانمردی اور عالی حوصلگی

رکھدی تھی لڑائی کے بعد جب اوسکو وہان ڈھونڈھی تو نہ ملی اس لیے رانا ارسی نے بجاے اوسکے
پہر چومکھی سیاہ مورت قایم کی —
اسکے بعد جیتسنگہ رانا اور اوسکے بعد لاکھاجی اور لاکھاجی کے بعد موکل جی رانا مسند نشین ہوا
اوسکا ایک بھائی باگھہ سنگہ نامی تھا سو رانا نے اوسکے نام سے ناگدہ مین باگھیلا تالاب
تیار کرکے اوسکے اوپر سنگمرمر کا ترپولیہ بنوایا اور ایک لنگ مہادیوجی کے مندر کا
ہر کو بھی تعمیر کرایا بعدہ یہ رانا دوارکا جی کے تیرتھہ کو گیا اور وہان سے سنکھہ اودھار
کے جاترا کی اوس مقام پر اوسکی رانی ایک سدھہ یعنے درویش کامل کی توجہ سے حاملہ ہوئی
اور اوسسے کونبھہ کرن نامی بیٹا پیدا ہوا جسکے سر سے گنگاجی کا جل چوتا تھا موکل جی کے
بعد وہ مسند پر بیٹھا اور کونبھل میر بسایا —

* راناؤن کے خاندان مین کونبہا رانا بھی ایسا بہادر اور نامی راجہ ہو گذرا ہے کہ اوسکی لڑائیون اور
بہادریون کے حالات متعدد کتب تواریخ مین موجود ہین مولف نے اس کلاور رانا کے واقعات جہان
تک کتب متفرقہ مین ملے اپنے کتاب تاریخ میوار مین جمع کئے ہین اب اس مقام پر اوسکا کسیقدر ذکر
لکھنا مناسب سمجہکر بطور نمونہ کے کچھہ لکھتا ہون —
واضح ہو کہ یہ رانا سنہ ۱۴۱۹ع مطابق سمت ۱۴۷۶ مین مسند نشین ہوا تھا اور سنہ ۱۴۶۹ع مطابق سمت ۱۵۲۵ مین
پچاس برس سلطنت کرکے اپنے بیٹے کے ہاتھہ سے مارا گیا اوسکو اپنے عہد سے گجرات اور مالوہ کے
بادشاہون سے تمام عمر مقابلہ رہا اور اکثر معرکون مین اوسنے اپنے غنیمون پر خوب خوب فتح پائی
ایک دفعہ ایسا ہوا کہ محمود شاہ والی مالوہ اور قطب الدین سلطان گجرات دونو باہم متفق ہو کر واسطے
راناکونبہا کے چتور پر چڑہ آئے کونبہا رانا نے اوس متفقہ لشکر کا مقابلہ ایک لاکھہ پیادون کے ساتھ
مالوہ کی سرحد مین کیا اور اونکو سب طرح پر شکست دیکر محمود خلجی مالوہ والے کو پکڑ لایا اور پھر
کے اوسکو صرف چھوڑ ہی نہین دیا بلکہ اوسکو بہت مدد اور دولت بھی دی اس واردات کی تا
مین بڑا اختلاف ہے راجپوت مورخ اور ابوالفضل تو رانا کا فتح یاب ہونا لکھتے ہین کہتے ہین
معرکہ سمت ۱۴۹۶ مطابق سنہ ۱۴۳۹ع مین ہوا اور علی محمد خان مولف تاریخ گجرات اور مورخ تا
فرشتہ بیان کرتے ہین کہ یہ لڑائی سنہ ۱۴۰۵ع مطابق سمت ۱۴۹۱ مین واقع ہوئی اور کسی نے خاطر

لشکر لیکر چتوڑ پر چڑھ آیا لکھشم سنگہ نے اوس سے لڑائی کی اور مع بارہ بھائی اور سات بیٹون کے
اوس معرکہ مین کام آیا بعدہ اوسکا پوتا اجیسے کا بیٹا ارسی جو زندہ رہگیا تھا گدی پر بیٹھا اور اوس
لڑائی مین غنیمون کے ڈر سے اکلنگ مہادیو جی کی بلوری مورت اندر سرووتا تالاب مین

مہارانی پدماوت کا قصہ اور اوسپر علاء الدین خلجی کا فریفتہ ہوکر چتوڑ پر چڑھ آنا اور رانا سے لڑائی کرنا تمام
ہندوستان مین مشہور رہے مگر رانا کے نام مین ویسا ہی اختلاف چلا جاتا ہے ابوالفضل وغیرہ مسلمان
مورخ تو اوسکا نام رتن سین لکھتے ہین اور انگریزی مورخ خصوص مارشمن نے اوسکو رانا بھیم کرکے
لکھا ہے اور مولف راج پرستی اگرچہ اوسکا نام رتن ہے لکھتا ہے لیکن اوسکو چتوڑ کا راجا نہین
بتاتا اوسکی روایت کے بموجب اوسکا بھائی لکھشم سنگہ رانا تھا اور بھارت برشی کی فہرست مین بھی
یہہ ہی نام لکھا ہے بھیم کا نام نہین اس صورت مین عجب نہین کہ بھیم اوسکا دوسرا نام ہو اور تواریخ فارسی مین
لکھا ہے کہ علاو الدین بعد اوسکے کہ رانا رتن سین لڑائی مین مارا گیا چتوڑ کی ایالت مالدیو چوہان حاکم
جالور کو دے آیا تھا مگر اوس سے وہ ملک آباد اور رعیت وہان کی مطیع اور منقاد نہوے تب اوسنے
لاچار ہوکر ہمیر ولد رانا رتن کو جو پہاڑون مین تھا بلوایا اور اپنی بیٹی دیکر رعیت کی استمالت پر مقرر
کیا اوس کے ذریعہ سے وہ ملک پھر آباد ہوا اور ہمیر بعد انتقال مالدیو کے اپنے ملک کا مالک ہوگیا
اور جب علاو الدین خلجی مرگیا تو اوسنے خودمختار ہوکر اپنی ریاست کو بڑی وسعت دی چنانچہ بموجب واقعہ
مارشمن کے اوسوقت رانا ہمیر کے سوا اوتر ہندوستان مین کوئی خودمختار راجہ نہ تھا اور چتوڑ کی ریاست
جسکو علاو الدین نے خاک مین ملا دی تھی اس راجہ کے عدل و انتظام سے طاقت ور ہوکر دو سو
برس تک ترقی پاتی رہی — انتہی راج پرستی مین ہمیر کا نام ہی درج نہین اور بھارت برشی کی فہرست
مین بعد اجے سنگہ کے ہمیر کا نام لکھا ہے اور مولف راج پرستی ارسی رانا کو لکھشم سنگہ کا پوتا
بیان کرکے اوسکا جانشین قرار دیتا ہے اس ہیچ در ہیچ اختلاف مین یہہ بات تحقیق نہین
ہوتی کہ آیا رانا ہمیر یہہ ہے اجے سے یا ارسی سے ہے یا کوئی شخص علاوہ انکے تھا اور وہ رتن سی
کی اولاد مین تھا یا لکھشم سنگہ کی اولاد مین خیر کچھہ ہی ہو مگر ہم یہہ یقیناً کہہ سکتے ہین کہ رانا ہمیر
اوسوقت مین بڑا نامی شخص تھا اور اوسکا خودمختار ہونا تاریخ الفنسٹن سے بھی ثابت ہوتا ہے
دیکھو تاریخ الفنسٹن صفحہ ۴۰۶ —

چوتھا سرگ

١ سری رلے رانا	٨ بھوم سنگہ رانا	١٥ کونبھا رانا
٢ نرپت رانا	٩ جی سنگہ رانا	١٦ رامی مل رانا
٣ جسکرن رانا	١٠ لکھشم سنگہ رانا	١٧ سنگرام سنگہ رانا
٤ ناگپال رانا	١١ ارسی رانا +	١٨ رتن سنگہ رانا
٥ پن پال رانا	١٢ جیتر سنگہ رانا	١٩ بکرماجیت رانا
٦ برتھی مل رانا	١٣ لاکھا رانا	٢٠ اودی سنگہ رانا
٧ بھون سنگہ رانا	١٤ موکل سی رانا	٢١ برتاب سنگہ رانا

رانا لکھشم سنگہ کا گڈہ مندلیک پر خطاب تھا اوسکے چھوٹے بھائی رتن سے کی رانی پدمنی تھی
دہلی کے بادشاہ علاءالدین نے اوس سے مانگی مگر اوسنے صاف انکار کیا تب علاءالدین

لقیہ فہرست بھارت برسی

١ رپ ولد کرن
٢ لکھشمن سنگہ
٣ اجی سنگہ
٤ ہمیر
٥ کھیں سنگہ
٦ لکھشن گنا
٧ موکل جی
٨ کونبھا
٩ اودا
١٠ رای مل
١١ سانگا ١٥٢٣ء
١٢ رتنا ١٥٣٠ء
١٣ بکراجیت ١٥٣٥ء
١٤ ابن جیبر
١٥ اودے سنگہ ١٥٤١ء
١٦ برتاب

+ تاکیروزاروکی فہرست مین ارسی کا نام اجی سنگہ لکھا ہے اور اوسکی سند نشینی کے ١٣٠٣ بکرمی مین جسکے
سنہ عیسوی تیرہ سو ہوئے اور انگریزی مورخون نے علاءالدین کی چتور پر چڑہائی ١٣٠٣ء مین قرار دی
اور اجے سنگہ یا ارسی ابعد اوس معرکہ کے سند نشین ہوا تو اس حساب سے سنون مین تین چار برس
تفاوت رہتا ہے —

لشکر لے کر چتوڑ پر چڑھ آیا لکھشم سنگہ نے اوس سے لڑائی کی اور مع بارہ بھائی اور سات بیٹوں کے
اوس معرکہ مین کام آیا بعدہ اوسکا پوتا اجیسی کا بیٹا ارسی جو زندہ رہگیا تھا گدی پر بیٹھا اور وہ
لڑائی مین غنیمون کے ڈر سے اکلنگ مہادیوجی کی بلوری مورت انار سرو ورتا الی سیما مین

مرو رانی پدماوت کا قصہ اور اوسپر علاؤالدین خلجی کا فریفتہ ہوکر چتوڑ پر چڑھ آنا اور رانا سے لڑائی کرنا تمام
ہندوستان مین مشہور رہے مگر رانا کے نام مین ویسا ہی اختلاف چلا جاتا ہے ابوالفضل وغیرہ مسلمان
مورخ تو اوسکا نام رتن سین لکھتے ہین اور انگریزی مورخ خصوص مارشمین نے اوسکو رانا بھیم کرکے
لکھا ہے اور مولف راج پرستی اگرچہ اوسکا نام رتن ہی لکھتا ہے لیکن اوسکو چتوڑ کا راجا نہین
بتاتا اوسکی روایت کے بموجب اوسکا بھائی لکھشم سنگہ رانا تھا اور بھارت ورشی کی فہرست مین بھی
یہہ ہی نام لکھا ہے بھیم کا نام نہین اس صورت مین عجب نہین کہ بھیم اوسکا دوسرا نام ہو اور تواریخ فارسی مین
لکھا ہے کہ علاؤالدین بعد اوسکے کہ رانا رتن سین لڑائی مین مارا گیا چتوڑ کی ایالت مالدیو چوہان حاکم
جالور کو دے آیا تھا مگر اوس سے وہ ملک آباد اور رعیت وہان کی مطیع اور منقاد نہوئے تب اوسنے
لاچار ہوکر ہمیرول رانا رتن کو جو پہاڑون مین تھا بلوایا اور اپنی بیٹی دیکر رعیت کی استمالت پر مقرر
کیا اوسکے ذریعہ سے وہ ملک پھر آباد ہوا اور ہمیر بعد انتقال مالدیو کے اپنے ملک کا مالک ہوگیا
اور جب علاؤالدین خلجی مرگیا تو اوسنے خود مختار ہوکر اپنی ریاست کو بڑی وسعت دی چنانچہ بموجب واقعات
شمین کے اوسوقت رانا ہمیر کے سوا اوتر ہندوستان مین کوی خود مختار راجہ نہ تھا اور چتوڑ کی ریاست
کو علاؤالدین نے خاک مین ملا دی تھی اس راجہ کے عدل و انتظام سے طاقت ور ہوکر دو سو
س تک ترقی پاتی رہی۔ انتہی راج پرستی مین ہمیر کا نام ہی درج نہین اور بھارت ورشی کی فہرست
بعد اجے سنگہ کے ہمیر کا نام لکھا ہے اور مولف راج پرستی ارسی رانا کو لکھشم سنگہ کا پوتا
ن کرکے اوسکا جانشین قرار دیتا ہے اس ہیچ درپیچ اختلاف مین یہہ بات تحقیق نہین
کہ آیا رانا ہمیر یہہ ہے اجے سے یا ارسی سے ہے یا کوئی شخص علاوہ انکے تھا اور وہ رتن سی
لاد مین تھا یا لکھشم سنگہ کی اولاد مین خیر کچھہ ہی ہو مگر ہم یہہ یقیناً کہہ سکتے ہین کہ رانا ہمیر
ت مین بڑا نامی شخص تھا اور اوسکا خودمختار ہونا تاریخ الفنسٹن سے بھی ثابت ہوتا ہے
یخ الفنسٹن صفحہ ۶۴۸ —

چوتھا سرگ

۱ سری راے رانا	۸ بھوم سنگہ رانا	۱۵ کونبھا رانا
۲ نرپت رانا	۹ جی سنگہ رانا	۱۶ رامی مل رانا
۳ جسکرن رانا	۱۰ لکھشم سنگہ رانا	۱۷ اسنگرام سنگہ رانا
۴ ناگپال رانا	۱۱ ارسی رانا +	۱۸ رتن سنگ رانا
۵ پن پال رانا	۱۲ اجیبر سنگہ رانا	۱۹ بکرماجیت رانا
۶ پرتھی مل رانا	۱۳ لاکھا رانا	۲۰ اودے سنگہ رانا
۷ بھون سنگہ رانا	۱۴ موکل سی رانا	۲۱ پرتاب سنگہ رانا

رانا لکھشم سنگہ کا گدہ مند لیک خطاب تھا اوسکے چھوٹے بھائی رتن سے کی رانی پدمنی تھی دہلی کے بادشاہ علاوالدین نے اوس سے مانگی مگر اوسنے صاف انکار کیا تب علاوالدین

لقیۂ فہرست بھارت برسی

۱ رہپ دلا کرن	۷ موکل سے ۱۳۹۷ء	۱۲ رتنا ۱۳۳۰ء
۲ لکھشمن سنگہ	۸ کونبھا	۱۳ بکرماجیت ۱۳۳۵ء
۳ اجی سنگہ	۹ اودا	۱۴ اجن جیبر
۴ ہمیر	۱۰ رامی مل	۱۵ اودے سنگہ ۱۳۴۱ء
۵ کھل سنگہ	۱۱ اسانگا ۱۳۰۲ء	۱۶ پرتاب
۶ لکھمشن گنا		

+ تاگیرداروں کی فہرست مین ارسی کا نام اجی سنگہ لکھا ہے اور اوسکی مسند نشینی کے سنہ ۱۳۰۹ بکرمی ہین جسکی انگریزی سنہ پورے تیرہ سو ہوئے اور انگریزی مورخون نے علاوالدین کی چتور پر چڑھائی سنہ ۱۳۰۳ء مین قرار دی ہے اور اجے سنگہ یا ارسی اوسکے بعد مسند نشین ہوا تو اوس حساب سے سنون مین تین چار برس کا تفاوت رہتا ہے

مگر اوسکے ہمراہیون کے ہاتھ سے بارہ زخم کہاکہ مرگیا یہہ سب حال راےسانامی بہاشا پوتھی
مین مفصل لکھا ہے +

اسکا بیٹا کرن راول تھا اوسکے دو بیٹے ہوئے بڑا ماہپ راول جو ڈونگرپور مین مسندنشین
ہوا ڈونگرپور کے راول اوسکی اولاد مین ہین ‡
چھوٹا راہپ جو اپنے باپ کے کہنے سے موکل سے رانا والی مندور کے اوپر چڑہائی کرنے کی
فکر مین رہتا تھا آخر ایکدن سرسل نامی پلی وال برہمن کے کہنے سے جو شگونون کا علم خوب جانتا تھا
مندور کی طرف کوچ کرگیا اور موکل سے رانا کو لڑائی مین مغلوب کرکے اپنے باپ کے پاس لے آیا
راول کرن نے اوسکے نام سے رانا کا خطاب دور کرکے اپنے بیٹے راہپ کو بخشا اور موکل
کو خراجگذاری پر مستعد کرکے چھوڑ دیا اوسدن سے راہپ اور اوسکی اولاد کو رانا کہنے لگے۔
تمام ہوا تیسرا سرگ اسکے آخر مین کچھوریت نے پھر اپنا نسب نامہ لکھا ہے —

اوسکے دیس کے لوگون کے دلمین مسلمانون سے لڑتے وقت اوسکا نام لینے سے بہادری و دلاوری پیدا ہوتی
تھی کہتے ہین کہ کرن نے برہمنون کے کہنے سے اپنے بیٹے کو مسندنشین کرکے راج سپرد کردیا مگر بعد کو واپس لے لیا
کیونکہ برہمنون کے کہنے مین کچھ فریب معلوم ہوا تھا اسلیے بہتیرون کو مروا ڈالا اور باقیماندونکے خاندان کو خراب کرنا
چاہا آخر اوسکے بیٹے نے اوسکو مار ڈالا اور اوسکے باپ کے سپاہیون نے اپنے ولی نعمت کا انتقام اوس سے لیا —

+ سرداران میواڑ کی فہرست مین جو درج خاتمہ کی گئی ہے ایسا لکہا ہے کہ مہاراول سمرسنگہ سمت ۱۱۰۶ مین
گدی پر بیٹھا تھا اور اوسکا دوسرا بھائی کومکرن نامی نیپال مین جاکر مسندنشین ہوا جسکی اولاد آجتک
نیپال مین خودمختار مالک چلی جاتی ہے اگرچہ یہہ فہرست اوس فہرست کی نقل ہے جو اودیپور کے دربار
سے سمت ۱۹۱۱ مین تیار ہوکر سر ہنری لارنس صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ کی خدمت مین بھیجی گئی تھی مگر
اسمین سنون کی بڑی غلطی ہوتی ہے کیونکہ راج پرستی مین اوپر لکھا ہے کہ یہہ راول سمرسنگہ پرتھی
راج کے ساتھہ شہاب الدین سے لڑکر مارا گیا یہہ معرکہ ۱۱۹۲ع مطابق سمت ۱۲۴۹ مین ہوا تھا اس صورت
مین کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ ایکسو پینتیس ۱۳۵ برس قبل از جنگ مسندنشین ہوا اگر اوسکے مسندنشینے کے
سمت ۱۲۰۶ ہون عجب نہین —

‡ ڈونگرپور ایک علیحدہ ریاست راجپوتانہ کی رزیڈنسی مین ہے —

راول سمرسنگھ کو مہاراجہ پرتھی راج والی دہلی کی بہن پرتھا نامی بیاہی تھی اسی قرابت سے راول سمرسنگھ بارہ ہزار جوانون کو لے کر اوس لڑائی مین راجہ پرتھی راج چوہان کی مدد کو گیا تھا جو اوس سے اور غزنین کے بادشاہ شہاب الدین غوری سے ہوئی تھی راول نے عین معرکہ مین شہاب الدین غوری کو اپنی قوت بازو سے پکڑ لیا تھا

بپا	۱۳ بیرسنگھ
آگوہل	۱۴ بیجے سنگھ
۲ بھوج	۱۵ ادرسنگھ
۳ کال بھوج	۱۶ ابرم سنگھ ۱۱۶۸ء
۴ بھرتری بھٹ	۱۷ سامنت سنگھ
۵ سمایکا	۱۸ کمارسنگھ
۶ کھمان	۱۹ متھن سنگھ
۷ آلات	۲۰ پدم سنگھ
۸ نرباہن ۹۶۵ء	۲۱ جیترسنگھ
۹ سکت برم	۲۲ تیج سنگھ ۱۲۷۱ء
۱۰ سنج برم	۲۳ سمرسنگھ
۱۱ نربرم	۲۴ کرن سنگھ
۱۲ کیرت برم	

ان دونون کی بیچ مین بعض نام غلطی سے چھوٹ گئے ہین

اوس فہرست مین باپا کے بعد سے کرن تک ۲۵ نمبر مین کھمان راول نے ۸۱۲ء مطابق سمت ۸۶۹ سے لیکر ۸۳۶ء تک راج کیا اوسکو مسلمانون کے ایک بڑے جنگی لشکر سے جسکا سپہ سالار مسمی محمود والی خراسان کہلاتا ہے اور مارشمن کے نزدیک وہ ہارون رشید کا بیٹا مامون رشید ہے جو اپنے باپ کی نیابت مین خراسان کا حاکم تھا اپنی طاقت کا امتحان کرنا پڑا اور اون راجاؤن کی مدد سے جو اسکی رفاقت مین حاضر ہوئے تھے غنیم سے صف جنگ مقابلہ کر کے چوبیس مرتبہ اوسکو شکست دی ان فتحون کے ذریعہ سے کھمان کی نیکنامی اور مردانگی کی شہرت ایسی دور دور پھیل گئی کہ بہت برسون تک

جو راجہ اوسکی نسل سے ہوئے اونکے نام ذیل مین لکھے ہین ۔

۱ کھمان راول
۲ گوبند راول
۳ مہندر راول
۴ آپو راول
۵ سنگھہ برما راول
۶ سکت کمار راول
۷ سالباہن راول
۸ نرباہن راول
۹ انبا پرشاد راول
۱۰ کیرت برما راول
۱۱ نربرما راول
۱۲ نربت راول
۱۳ اوتم راول
۱۴ بھروان راول
۱۵ اسری پنج راول
۱۶ کرناوت راول
۱۷ بہاو سنگہ راول
۱۸ اگاتر سنگ راول
۱۹ ہنسراج راول
۲۰ سوبہہ لوک راول
۲۱ رن مل راول
۲۲ بیر سنگہ راول
۲۳ تیج سنگہ راول
۲۴ سمر سنگہ راول
۲۵ کرن سنگہ راول

+ اس فہرست کو اوس فہرست کے ساتھہ جو عبارت برشی کے آخر مین لکھی ہے مطابق کرنے سے نامون کا ایسا کچہہ تفاوت اور اولٹ پھیر ظاہر ہوتا ہے کہ جو کسی طرح بغیر دستیاب ہونے تیسری فہرست صحیح کے رفع نہین ہو سکتا اگرچہ یہہ امر معلوم نہین ہوتا کہ عبارت برشی والے نے یہہ فہرست کہان سے پیدا کی مگر ظاہرا یہہ وہ فہرست ہے کہ میواڑ کے حالات کی بنا قایم کرنے مین ماتمن کا اسپر عمل رہا ہے اسکے آغاز پر عیسوی سن سات سو اٹھائیس لکھے ہین جس سے یہہ مراد ہو سکتی ہے او دے پور کے راناؤن کا راج چیتور مین اس سنہ کے اندر ہوا ہے اور الفنسٹن صاحب اسمقام پر ۱۳۵ عیسوی مین لکھتے ہین معلوم نہین کہ ان صاحبون کے بیان مین یہہ اختلاف کس وجہ سے پڑ گیا فی الجملہ واسطہ ایضاح تفاوت فیما بین ہر دو فہرست کی اسامی بذریعہ خاتمہ عبارت برشی کے اسمقام پر لکھے جاتے ہین تاکہ دونو کا مقابلہ ہے اور انکا تفاوت ایکدن سرکار ابد پایدار کی توجہ سے نکل جاوے

عرف چتوڑ اوس سے چھین لی + اور آپ راجہ ہو گیا اور راول اپنا خطاب رکھا باپا کے

+ مارشمن ہسٹری مین یہہ حال یون لکھا ہے کہ باپا سے اوسکی مان نے کہا کہ وہ چتوڑ کے راجاؤن سے قرابت رکھتا ہے جو پرمار کے قوم سے تھے یہ سنکر اوسکے دلمین ایک بڑا ارادہ ہوا اور مویشی چرانے کے رذیل پیشہ کو چھوڑنا مناسب جانا پس اپنے کئے دوستون کو جمع کر کے آٹھوین صدی عیسوی مین چتوڑ کیطرف گیا وہان بسبب ظاہر کرنے رشتہ داری کے اوسکی بڑی توقیر کی گئی مگر بڑے بڑے آدمیون کو ایک اجنبی لڑکے پر مہربانی کرنا بہت بری معلوم ہوئے اسی اثنا مین ایک قوی دشمن آپہونچا راجہ نے سب خاندان والون کو اپنی اپنی فوج سلے کر آنے کا حکم دیا لیکن سبھون نے اتفاق کر کے اسبات کا مضایقہ کیا اور بطور شکایت کے راجہ سے کہلا بھیجا کہ اپنے لیے دوست سے مدد مانگو باپا نے فوراً چڑھائی کرنا اختیار کر لیا — یہ دشمن مسلمان تھے جو اسدفعہ پہلے ہی پہل ہندوستان مین گھسے تھے اور انکا سپہ سالار محمد بن قاسم تھا جو وہ گجرات کو فتح کر کے چتوڑ کے قریب آیا تو باپا چتوڑ کے راجہ کیطرف سے سپہ سالار ہو کر اوس سے لڑنے کو گیا اگرچہ راجہ کے خاندان والون سے کسی نے باپا کی مدد نکی تو بھی باپا نے میدان مین آکر دشمن کی فوج کو جو گجرات کی فتح سے مغرور ہو رہی تھی شکست فاحش دی محمد بن قاسم بعد شکست سندھ اور سورت کی راہ ہو کر بھاگا باپا نے گزنے تک جہان اوسکے بزرگون کی قدیم دارالریاست تھی اوسکا تعاقب کیا وہان سلیم نامی حاکم تھا باپا نے اوسکو اپنا تابعدار کیا اور پھر اوسکی بیٹی سے بیاہ کر لیا اور چتوڑ کو لوٹنے کے بعد وہان کے خاندان والون سے مشورہ کر کے اونکی حمایت سے اگلے راجہ کو گدی سے اوتار دیا اور اوسکی جگہ آپ راجہ بن بیٹھا اور اوس ملک پر بخوبی ضابطہ اور متصرف ہو کر اوسنے اپنے ملک و ہند کو چھوڑا اور مع لشکر سندھ ہی کو عبور کر کے خراسان کو چلا گیا اور وہان بہت سی مسلمان عورتین کر کے بہت سی اولاد چھوڑ کر مرا اسمین چند باتین ایسی ہین کہ اور تاریخون سے نہین ملتین ایک محمد قاسم کا چتوڑ پر آنا دوسرے باپا راول کا خراسان مین چلا جانا اور وہان مسلمان عورتون سے عیش کر کے بہت ساری اولاد چھوڑ مرنا مولف کی نظر سے ابتک کوئی ایسی دلیل ان باتون کی کہ جسے بخوبی تسلی ہو نہین گذری مگر عجب نہین کہ یہ باتین تاریخ ہند و سندھ سے لی گئین ہونگی کسواسطے کہ وہ کتاب عربی مین محمد قاسم کے فتوحات کے بعد ہی تالیف ہوئی ہے اوس مین محمد قاسم کا ایک ایسی جگہ پہونچنا بیان کیا ہے جو میواڑ سمجھا جاتا ہے دیکھو تاریخ الفنسٹن کا پانچوان حصہ سندھ کی فتح کا ذکر — اگر کوئی صاحب ان باتونکی اصلیت اور سندھ سے بخوبی واقف ہون تو مہربانی کر کے اس مختصر مین درج کر دین اور صحیح و غلط مین فرق بھی رائے لکھا دین

جو راجہ اوسکی نسل سے ہوئے اونکے نام ذیل مین لکھے ہین +

۱ لکھمان راول
۲ گوبند راول
۳ مہندر راول
۴ آپو راول
۵ سنکھہ برما راول
۶ سکت کمار راول
۷ سالباہن راول
۸ نرباہن راول
۹ انبا پرشاد راول
۱۰ کیرت برما راول
۱۱ نربرما راول
۱۲ نربت راول
۱۳ اوتھم راول
۱۴ بھروان راول
۱۵ اسری پنچ راول
۱۶ اکرناوت راول
۱۷ بہاو سنگہ راول
۱۸ اگاتر سنگہ راول
۱۹ ہنسراج راول
۲۰ سویہ لوک راول
۲۱ رن مل راول
۲۲ بیر سنگہ راول
۲۳ تیج سنگہ راول
۲۴ سمر سنگہ راول
۲۵ کرن سنگہ راول

+ اس فہرست کو اوس فہرست کے ساتھہ جو بھارت برشی کے آخر مین لکھی ہے مطابق کرنے سے ناموں کا ایسا کچہہ تفاوت اور اولٹ پھیر ظاہر ہوتا ہے کہ ہو کسی طرح بغیر دستیاب ہونے کسی تیسری فہرست صحیح کے رفع نہین ہو سکتا اگرچہ یہہ امر معلوم نہین ہوتا کہ بھارت برشی والے نے یہہ فہرست کہاں سے پیدا کی مگر ظاہرا یہہ وہ فہرست ہے کہ میواڑ کے حالات کی بنا قایم کرنے مین ٹاڈ صاحب کا اسپر عمل رہا ہے اسکے آغاز پر عیسوی سن سات سو اٹھائیس لکھے ہین جس سے یہ مراد ہو سکتی ہے او دے پور کے راناؤن کا راج چتوڑ مین اس سن کے اندر ہوا ہے اور الفنسٹن صاحب اسمقام پر ۷۱۳ عیسوی مین لکھتے ہین معلوم نہین کہ ان صاحبون کے بیان مین یہہ اختلاف کس وجہ سے پڑ گیا فی الجملہ واسطہ ایضاح تفاوت فیما بین ہر دو فہرست کی اسامی مندرجہ خاتمہ بھارت برشی کے اسمقام پر لکھے جاتے ہین تاکہ دونو کا مقابلہ رہے اور انکا تفاوت ایکدن سرکار ابد پایدار کی توجہ سے نکل جاوے

عرف چتور او سے چھین لی + اور آپ راجہ ہو گیا اور راول اپنا خطاب رکھا باپا کے

+ مارشمن ہسٹری مین یہہ حال یون لکھا ہے کہ باپا سے اوسکی مان نے کہا کہ وہ چتور کے راجاون سے قرابت رکھتا ہے جو پرمار کے قوم سے تھے یہ سنکر اوسکے دل مین ایک بڑا ارادہ ہوا اور مویشی چرانے کے رذیل پیشہ کو چھوڑنا مناسب جانا پس اپنے کئے دوستون کو جمع کر کے آٹھوین صدی عیسوی مین چتور کیطرف گیا وہان بسبب ظاہر کرنے رشتہ داری کے اوسکی بڑی توقیر کی گئی مگر بڑے بڑے آدمیون کو ایک اجنبی لڑکے پر مہربانی کرنا بہت بری معلوم ہوئے اسی اثنا مین ایک قوی دشمن آ پہونچا راجہ نے سب خاندان والون کو اپنی اپنی فوج لیکر آنے کا حکم دیا لیکن سبھون نے اتفاق کر کے اسبات کا مضایقہ کیا اور بطور شکایت کے راجہ سے کہلا بھیجا کہ اپنے لیے دوست سے مدد مانگو باپا نے فوراً چڑھائی کرنا اختیار کر لیا ـــ یہ دشمن مسلمان تھے جو اسد فعہ پہلے ہی پہل ہندوستان مین گھسے تھے اور اونکا سپہ سالار محمد بن قاسم تھا جو وہ گجرات کو فتح کر کے چتور کے قریب آیا تو باپا چتور کے راجہ کیطرف سے سپہ سالار ہو کر اوس سے لڑنے کو گیا اگرچہ راجہ کے خاندان والون سے کسی نے باپا کی مدد کی تو بھی باپا نے میدان مین اگر دشمن کی فوج کو جو گجرات کی فتح سے مغرور ہو رہی تھی شکست فاحش دی محمد بن قاسم بعد شکست سندھ اور سورت کی راہ ہو کر بھاگا باپا نے گزنی تک جہان اوسکے بزرگون کی قدیم دار الریاست تھی اوسکا تعاقب کیا وہان سلیم نامی حاکم تھا باپا نے اوسکو اپنا تابعدار کیا اور پھر اوسکی بیٹی سے بیاہ کر لیا اور چتور کو لوٹنے کے بعد وہان کے خاندان والون سے مشورہ کر کے اونکی حمایت سے اگلے راجہ کو گدی سے اوتار دیا اور اوسکی جگہ آپ راجہ بن بیٹھا اور اوس ملک پر بخوبی ضابطہ اور متصرف ہو کر اوسنے اپنے ملک و رند ہب کو چھوڑا اور سب لشکر سندھ ندی کو عبور کر کے خراسان کو چلا گیا اور وہان بہت سی مسلمان عورتین کر کے بہتیری اولاد چھوڑ مرا

اسمین چند باتین ایسی ہین کہ اور تاریخون سے نہین ملتین ایک محمد قاسم کا چتور پر آنا دوسرے باپا راول کا خراسان مین چلا جانا اور وہان مسلمان عورتون سے عیش کر کے بہت ساری اولاد چھوڑ مرنا دل کی نظر سے ابتک کوئی ایسی دلیل ان باتون کی کہ جسے بخوبی تسلی ہو نہین گذری بلکہ عجب نہین کہ یہ باتین تاریخ ہندوستان سے لی گئین ہونگی کیونکہ اسکے وہ کتاب عربی مین محمد قاسم کے فتوحات کے بعد تالیف ہوئی ہے اوس مین محمد قاسم کا ایک ایسی جگہ پہونچنا بیان کیا ہے جو میواڑ سمجھا جاتا ہے دیکھو تاریخ الفنسٹن کا پانچوان حصہ سندھ کی فتح کا ذکر تاہم اگر کوئی صاحبان باتون کی اصلیت اور اسناد سے بخوبی واقف ہون تو مہربانی کر کے اس مختصر مین درج کر دین اور صحیح و غلط سے فیر بھی رائے لکھ دین

فی الجملہ باسپا نے ایام خوردسالی مین ہاریت رشی کی ملازمت حاصل کی ‡ اور اونکی تعلیم سے ناگدہ مین ایک لنگ مہادیوجی کی ایسی پوجا کی کہ مہادیوجی اوسنے بہت خوش ہوئے اور ظاہر ہوکر یہہ بشارت دی کہ چترکوٹ مین تیرا اچل راج ہوگا اور وہان کی حکومت زمانہ دراز تک تیری اولاد کے قبضہ مین رہیگی سو اوسی دن سے کہ سمت ۱۹۱ اور متی ماہ سودی ستمین † تھی باسپا کا کوکب بخت زور آور ہونے لگا ہاریت رشی کو مہادیوجی نے پانسو ٹکہ بھر سونے کے کڑے دئے تھے سو انھون نے وہ کڑے باسپا کو دیدئے اور باسپا تین سو پانچ گز کا لنبا دوپٹہ سر سے باندہتا تھا اور سولہ ہاتھہ کا لنبا چولہ پہنتا تھا اور سو ٹکہ بھر دو ٹکہ (یعنی پیسہ مروجہ میواڑ) کا ایک سیر اور ایسے ایسے چالیس سیر کا ایک من ہوتا ہے سو اوسکا کہانڈا ایک من کا تھا اور بروقت پوجن درگاجی کے دو بھینسون کو برابر کھڑا کرکے ایک ضرب مین بل دیتا تھا اور بڑے بڑے چار بکرے کھاجاتا تھا آخر اوسنے منوراج موری کو شکست دیکر چترکوٹ

‡ آئین اکبری مین لکھا ہے کہ ایکدن باپا نے برنج نائی رکھیشر کو جانور سمجھکر کمان کھینچی رکھیشر نے روشنائی سے آگاہ کردیا باپا نے شرمندہ ہوکر تقصیر معاف کرائی کبھی کبھی اوسکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا آخر اوسنے ایکدن باپا کو راجگی کی بشارت دی ۔

اسبارہ مین مولف راج پرستی کا یہ بیان بہت درست ہے کہ اوسکو ایک لنگ مہادیوجی نے راج کا مژدہ سنایا اور اونکی برکت سے وہ راجہ ہوا کس لیے کہ آجتک اودیپور کے راجاؤنکو ایک لنگ مہادیوجی سے بڑا اعتقاد ہے اور ہر کام اونکا نام لیکر شروع کرتے ہین ۔

† سنون مین اس کتاب کے روسے بڑا فرق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے حساب سے آجتک باپا راول کو کچھہ اوپر سترہ سو برس ہوئے اور انگریزی مورخ اوسکو عیسے کی آٹھوین صدی مین بتلاتے ہین اونکی تحقیقات کی روسے وہ ولید خلیفہ کا ہمعصر تھا اور خوب غور اور خوض کرنے سے بھی یہی زمانہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جب باپا کا راج سمت ۸۰۰ مین بلبھی پور سے جاتا رہا تو پھر وہ کسطرح سمت ۱۹۱ مین ہوسکتا ہے مولف راج پرستی نے یہان بہی کچھہ دہوکا کھایا ہے اور انگریزی مورخون نے یہہ سمت اون کتبون سے قایم کئے ہین جو اونکی بلبھی پور کی بابت بہم پہونچے ہین جیسا کہ اوپر لکھا گیا ۔

نندی کن کا اوتار ہے + اور ہاریت رشی چنڈ گن کا اوتار تھا جس سے باسپا راول نے ظا...
اور باطنی فیض بابا پاتی جی کی اوس بد دعا کا مطلب جو انھون نے نندی گن کو دی تھی...
وہ بطور پیشین گوئی کے بایو پران کے میدپاٹ کھنڈ مین درج ہے یہہ ہی کہ تو عالم فـ...
مین جا کر چند روز تک سرگردان رہے گا اور بعد اوسکے ہاریت رشی کی توجہ سے جو چنـ...
کا اوتار ہو گا ایک لنگ شیو جی کو بذریعہ عبادت کے خوش کر کے میدپاٹ کا راجہ ہـ...
اور بعد انقضاے عمر کے پھر اپنے اصلی مقام پر آ جائیگا اور اہل عالم تجھکو باسپا کہین گـ...

تاریخ مارشمن مین اوس دشمن کی نسبت یون لکھا ہے کہ یہہ دشمن جو سندھ ندی کی راہ سے آیا تھا ایسا قیاس...
کیا جاتا ہے کہ نوشیروان کا بیٹا ہو گا اور اِس بات کی نسبت کہ اودی پور کے رانا نوشیروان کی اولاد مشہور ہین باتـ...
کے دو قول ہین ایک تو یہہ کہ نوشیروان کا بیٹا اپنے باپ سے باغی ہو کر ایک لڑائی مین مارا گیا اور اوسکی اولا...
ہندوستان مین رہگئی جس سے یہہ رانا ہوے دوسرے یہ کہ نوشیروان کی ایک بیٹی ہندوستان کے شاہی...
خاندان مین بیاہی گئی تھی جو مارش نام قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ کی لڑکی سے تھی اس لیے رانیو نکے...
خاندان کا انگریزی مورخ ٹوڈ تعجب سے کہتا ہے کہ ہندو نکا سورج جسکی سوبشت سے راج ملا...
اور اوسکو رام کی نسل مین شمار کرتے ہین اپنی والدہ کی طرف سے بجم کے عیسائی راجوں سے قرابت رکھتا
تاریخون مین کئی اور طرح لکھا ہے غرض یہ بحث بہت طویل ہے اس مختصر مین اسکی گنجائش نہ دیکھکر مفصل حالات
اور وجوہات اسکے دوسرے تاریخ میواڑ مین جسکو فراہم کر رہا ہون لکھونگا ۔

+ تاریخ مارشمن کی روسے بابا راول گوہا کی نوین پشت مین ہوتا ہے چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ گوہا کے
بعد ایڈر کی مسند پر آٹھ راجہ بیٹھے اونمین سب سے پچھلے راجہ کو اوسکے میئون نے مار ڈالا لیکن اوسکا چھوٹا
بیٹا جسکا نام بابا تھا ماندیر کے قلعہ مین پہونچا اور گڈریون مین پرورش پائی اوسکے لڑکپن اور جوانی کے
عجیب غریب قصے کہتے ہین ۔

ابوالفضل نے آئین اکبری مین جو باپا کی سرگذشت لکھی ہے وہ مارشمن سے بہت مختلف ہے چنانچہ لکھتا ہے
کہ تخمیناً ۱۰۰۰ برس پہلے (اس زمانہ سے تخمیناً بارہ سو برس پہلے) برنالگر جہان باپا کے باپ دادون کی ریاست
تھی غنیم نے گھیر ا اوس لڑائی مین راجہ کا سارا خاندان مارا گیا صرف باپا نام ایک خورد سال لڑکا زندہ رہا اوسکی ماں اوسکو
لے کر راجہ منڈلیک قوم بہیل کے پاس بناہ لائی فقط نہین معلوم کہ یہہ غنیم کون تھا ۔

۱۳ کال بھوجاوت	۱۴ اگر ادِت اصل

گرہاوت سے اوسکی نسل گہلوت کہلائی اور سیسودہ گانون مین بسنی ہسنے وہ لوگ سیسودیہ مشہور ہوے باسپارا اول اسی گرہاوت کا بیٹا تھا جو بموجب پشتینون کوئی بائیس پران سے کے

+ گرہادت تاریخون مین اسکا نام گوہا لکہا ہے مولف راج پرستی نے بجز نام کے کچہ حال نہ لکہا حالانکہ اس راجہ کی عجیب و غریب سرگزشت ہے شمہ اوسکا مناسب محل سمجہ کر از روی تواریخ کے اس مقام پر لکہتا ہون واضح ہو کہ ۵۲۴ء مطابق سمت ۵۸۰ مین بلبھی پور کے اوپر ایک دشمن نے چڑہائی کی راجہ نے اوسکا مقابلہ کیا مگر فتح نپائی اور وہ معہ تمام خاندان کے اوس ہنگامے کشت و خون مین مارا گیا اوسکے متعلقون سے صرف ایک رانی پشپاوتی نام زندہ بچی یعنی سو وطن سے آوارہ ہوکر ملیا گر پہاڑ کے کہوہ مین جا چھپی چونکہ وہ حمل سے تہی اسلیے وہان ہی اوسکے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام گوہا رکہا گیا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو ایڈر کو اپنے تصرف مین لایا اور ایک علیحدہ ریاست قایم کی یہہ اودی پور کے رانا اوسکی اولاد مین ہین—

رہی یہہ بات کہ وہ دشمن کون اور کہان سے آیا تھا جسنے بلبھی پور کو قتل و غارت کر کے ویران کر دیا سو اسمین بڑا اختلاف ہے راجپوت مورخ تو اوسکو اور اوسکے سپاہیون کو جنگلی اور وحشی بتاتے ہین اور کرنیل ٹاڈ صاحب اون کو قوم پارتھین خیال کرتے ہین اور واتھن صاحب اونکو بکیٹریا کے ایرانی سمجہتے ہین الفنسٹن صاحب کی رای ہے کہ بیشک وہ حملہ پارتھیا والون کے سر برآوردگی کے زمانہ سے بہت بعد کو ہوا ہے مگر ممکن ہے کہ حملہ کرنے والے دوسرے نسل کے ایرانی یعنے ساسانی ہونگی ۵۳۱ء مطابق سمت ۵۸۸ سے ۵۷۹ء مطابق سمت ۶۳۶ نوشیروان نے سلطنت کی وہ مختلف ایرانی مورخ جنکے اقوال مالکم صاحب نے نقل کیے ہین بیان کرتے ہین کہ اس بادشاہ نے شمال مین فرغانہ اور مشرق مین ہندوستان پر لشکر کشی کی اور پاٹنجر صاحب ایک مفصل اور قرین قیاس بیان نوشیروان کے کوچ کا مکران کے بحری حد سے سندہ تک کرتے ہین مگر یہ نہین لکہتے کہ انہون نے کہان سے لکہا ہے چونکہ مقام بلبھی سندہ کے پاس تھا اسلئے بآسانی یقین ہو سکتا ہے کہ نوشیروان نے اوسکو غارت کیا ہوگا اور میواڑ کے راجاونکا جو نوشیروان کی اولاد ہونا مشہور ہے شاید اسکو اسبات سے کچہ تعلق ہو کہ نوشیروان نے اونکو بہگا کر اوس مقام تک پہونچا دیا جہان وہ اب موجود ہین نوشیروان کے جلوس سے سات برس اول فتح ہونا بلبھی کا جو معلوم ہوتا ہے وہ ہندؤنکی واقعات کی تاریخ مین ایک خفیف سی بات ہے—دیکہو تاریخ الفنسٹن اردو چوتہا حصہ گجرات کا ذکر—

اوسکے آدت الناب رکھو سواوسدن سے راجا کے بیٹے پوتون کا جزو نام ادت ہوتا رہا جیسا
کہ تیسرے سرگ مین آئیگا۔ دوسرا سرگ تمام ہوا—

تیسرا سرگ

بجے راج سے پیچھے کے راجاؤنکے نام

۱ پدماوت
۲ سیواوت
۳ برشیاوت
۴ سوجباوت
۵ سوکمہاوت
۶ سوماوت
۷ سلاوت
۸ کیشیاوت
۹ ناگاوت
۱۰ بہوگاوت
۱۱ ویواوت
۱۲ آساوت

مین تھا بائیس[۲۲] راجہ امر بیکراج سے وہان تک تیرہ[۱۳] راجے ہوتے تین سو اسی برس کو بائیس[۲۲] کے
اوپر تقسیم کرنے سے ایک راجا کی مدت سلطنت سترہ[۱۷] برس اور کچھ مہینے .. تی ہے اور تیرہ اسم تقسیم
کرنے سے اونتیس[۲۹] برس اور کچھ مہینے مگر فی اسم اسقدر طویل مدت سلطنت کی قیاس مین نہیں آتی لہذا
اس حساب کی رو سے تین سو اسی برس مین کنک سین سے لیکر آخر تک بائیس راجون نے فی اسم
سترہ[۱۷] برس بالکم و بیش راج کیا ہوگا میرے نزدیک احوال مرقوم الصدر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی ایک
حساب قایم ہوسکتا ہے اور مولف راج پرستی نے ..دس لکھے اور نہ یہ لکھا کہ بجے راج سے کونسے
چودہ[۱۴] راجہ اتنے مدت میں ہوئے اس لیے اوسکے قول کے صحیح وغلط ہونے پر کچھ راے نہین دیجاتی
اور راجدہانی کے مقام کا اختلاف بھی اسی قبیل سے ہے بحث نہین کہ مولف راج پرستی طبسی پور کو دھن
مین سمجھتا .. نے آئین اکبری مین لکھا ہے کہ انکی ریاست برنالہ علاقہ براڑ مین تھی—
یہ بھی .. کنک سین سے لیکر گراوت تک کل راجون کے نام کے ساتھ سین کا لفظ نہین ہے
.. بلکہ .. کے ساتھ بجے راج سے اول اول سین کا لفظ ہے—

...انی ایک دن غیب سے آواز آئی کہ تم اپنے نام سے راجگی کا لقب دور کرو اور بجاے

...ابدانی کا نام اور مقام نہین لکھا کہ کہان تھی اور نہ بیجے راج کا دکھن مین آنے کا سنہ اور سمت درج کیا کہ جس سے
...ین کا زمانہ معلوم ہوتا اور جو انگریزی تواریخ سے اس نئی ریاست کے قایم ہونے کا حال اور سال
...ت معلوم کرتے ہین تو اوسمین اور کتاب ہذا کی روایت مین کئی اختلاف واقع ہوتے ہین — اول
...تلاف رانی بانی کے مقام مین ہے دوسرا اختلاف اوس راجہ کے نام مین ہے جو اجودہیا سے نقل مکان کرکے آیا تھا چنانچہ تاریخ الفنسٹن مین بموجب
...تحقیقات کرنیل ٹاڈ صاحب کے لکھا ہو کہ مقام بلبھی واقع گجرات مین کنک سین سورج بنسی خاندان کا ایک
...نص جسکی سلطنت اودہ مین تھی نقل مکان کرکے چلا آیا تھا ایک اور ریاست کی بنا ڈالی دیکھو تاریخ الفنسٹن کا
...تھا حصہ اور اوسمین گجرات کا ذکر —
کنک سین بیجے راج سے دس پشت اوپر ہو گیا ہے مولف راج پرستی نے بجز نام اوسکا کچھ ذکر
...ین لکھا وہ بیجے راج کو دکھن مین ایک نئی سلطنت کا بانی بتاتا ہے اگر یہ سمجھا جاے کہ بموجب تحقیقات
...نیل ٹاڈ صاحب کے کنک سین نے گجرات مین اور بیجے راج نے حسب روایت کتاب ہذا کے دکھن
...ین جدا جدا دو ریاستین پیدا کین تو یہہ بات معلوم کرنا دشوار ہو جائیگا کہ اودی پور کے رانا جن کے
...سبب سے یہہ بحث پڑی ہوئی ہے کونسی ریاست سے نکلے ہین ٹاڈ صاحب انکو کنک سین کی نسل
...ین بتاتے ہین جو بلبھی مین آکر حاکم ہوا اور مولف راج پرستی بیجے راج کی اولاد مین قرار دیتا ہے
...جسکی ریاست بموجب روایت مشار الیہ کے دکھن مین قایم ہوئی تھی اگر ہم یہہ خیال کرین کہ راج پرستی
...کی روایت معتبر ہے کیونکہ اسکی بنا رانا کے قدیمی دفترون سے قایم کی گئی ہوگی تو کرنیل ٹاڈ صاحب کی
...اوس تحقیقات کو بھی نامعتبر نہین کہہ سکتے کہ جو راجپوتون کے روایتون پر مبنی ہے اور جسکی تصدیق
...پتھرون کے کتبون سے بھی بخوبی ہوتی ہے جنکا ترجمہ انگریزی مین واتھن صاحب نے کیا ہے
...ہوا ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جس خاندان کے لوگون کے نام کے ساتھ سین کا لفظ
...سنہ الہ مطابق سمت ... سے لیکر ... ع مطابق سمت ... تک بلبھی مین سلطنت کی اور بعد
...ن نے اگر اوس ریاست کو بالکل برباد کر ڈالی اس حساب سے اونکی سلطنت تین
...راجونکی تعداد اگرچہ تاریخ الفنسٹن سے معلوم نہین ہوتی مگر اس راج پرستی مین
...وجہ سے یون جانا جاتا ہے کہ راجہ کنک سین سے گوہا کے باپ تک جو ...

۱۲۳	بجرنابھہ	वज्रनाभ
۱۲۴	مہارتھی	महारथी
۱۲۵	انت رتھی	अतरथी
۱۲۶	اچل سین	अचलसेन
۱۲۷	کنک سین	कनकसेन
۱۲۸	مہاسین	महासेन
۱۲۹	انگ رتھی	अंगारथी
۱۳۰	بجے سین	विजयसेन
۱۳۱	اجے سین	अजयसेन
۱۳۲	ابھنگ سین	अभंगसेन
۱۳۳	مدسین	मधसेन
۱۳۴	سنکرت	संहृति
۱۳۵	بجے راج	विजयराज

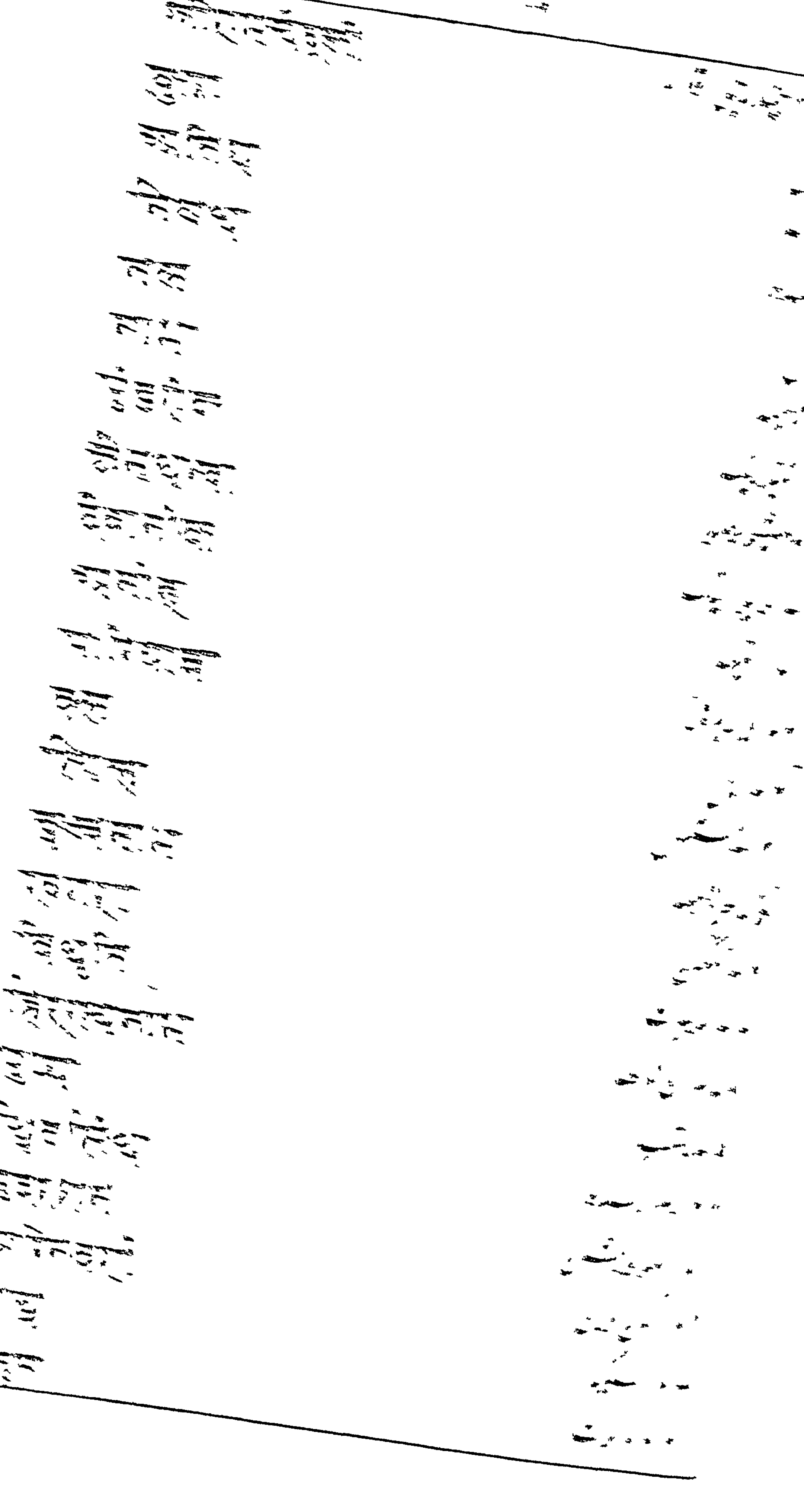
بجے راج اجودھیا کو چھوڑ کر دکھن مین گیا اور وہان کے راجاؤن سے لڑکر ایک بڑی فتح پائی اور اون کو مطیع کر کے دکھن مین راج دھانی مقرر کی جہان مفصل اوسکی اقامت کی طرح اور تاریخ بلندشہر مین جسکو منشی منگل سین ڈپٹی کلکٹر بندوبست نے تالیف کی ہے یون لکھا ہے کہ جب سورج بنسی راجون کی سلطنت بوجہ لاولد ہونے راجہ سومتر کے قطع ہوئی تو اجودھیا وغیرہ اون کے تمام علاقون مین چندر بنسیون کا عمل ہوگیا ۔

پس نہین معلوم کہ مؤلف راج پرستی نے بجرنابھہ کو سومتر کا بیٹا قرار دیکر کس سند سے راناؤن تک سلسلہ ملادیا یہہ بات البتہ تحقیق طلب ہے اسی طرح جے پور اور جودھپور کے راجہ بھی اپنی نسل کا سلسلہ سومتر تک جا ملاتے ہین۔

11

سن کھتر	सुनक्षत्र
پشکر	पुष्कर
ان ترکش	अंतरिक्ष
۱۰ ستپا	सुतपा
۱۰ امترجت	मित्रजित
۱۱۰ ہربدراج	बृहद्राज
۱۱۱ برہی	बर्ही
۱۱۲ کرتن جی	कृतंजय
۱۱۳ رن جی	रणंजय
۱۱۴ سنجی	संजय
۱۱۵ شاک	शाक्य
۱۱۶ شدھودہ	शुद्धोद
۱۱۷ لانگل	लांगल
۱۱۸ پرسین جت	प्रसेनजित
۱۱۹ کشدرک	क्षुद्रक
۱۲۰ رنک	रणक
۱۲۱ سورتھہ	सुरथ
۱۲۲ سومتر †	सुमित्र

† بھاگوت اور بشنو پران مین سورج بنس کا اختتام سومتر کے اوپر کیا گیا ہے چنانچہ
کے بعد اس خاندان کا سلسلہ پرانون مین نہین ملتا اسی وجہ سے اکثر لوگ خ
کرتے ہین کہ اس خاندان کا راجہ سومترپر خاتمہ بالخیر ہوگیا صاحبان انگریز
تحقیق کیا ہے کہ اس راجہ نے بکرماجیت راجہ سے کچھ مدت پہلے انتقال کیا
بارشمین —



	ی
अंशुमान	[۴۰] انسمان
दिलीप	[۴۱] دلیپ
भगीरथ	[۴]۲ بھگیرتھ
श्रुत	[۴]۳ سورت
नाभ	[۴]۴ نابھ
सिंधुद्वीप	۴۵ سدہودیپ
आयुतायु	۴۶ ایوتایو
ऋतुपर्ण	۴۷ رت پرن
सर्वकाम	۴۸ سرب کام
सुदास	۴۹ سوداس
मित्रसह	۵۰ متیرسہ
अश्मक	۵۱ اسمک
मूलक	۵۲ مولک
दशरथ	۵۳ دسرتھ
[ऐ]डविड़	۵۴ ایڈبیڈ
विश्वसह	۵۵ بس سہہ
[ख]ट्वांगचक्रावर्ति	۵۶ کہٹوانگ
	چکرورتی
[दी]र्घवाहु	۵۷ دیرگھ باہو
[दि]लीप.	۵۸ دلیپ
	۵۹ رگھو
	۶۰ اج
[दशर]थ	۶۱ دشرتھ

वर्हनाश्व	۱۷ برہناشو
कृशाश्व	۱۸ کرشاشو
सेनजित	۱۹ سین جیت
युवनाश्व	۲۰ یوناشو
मांधाता	۲۱ مان دھاتا
पुरुकुत्स	۲۲ پروکتس
त्रसदस्यु	۲۳ ترش دسو
अनरण्य	۲۴ انرن
हर्यश्व	۲۵ ہریشو
अरुण	۲۶ ارن
त्रिबंधन	۲۷ تربندہن
त्रिशंकु	۲۸ ترسنکو یا ستبرت
हरिश्चंद्र	۲۹ ہرچند
रोहित	۳۰ رہت
हरित	۳۱ ہرت
चंप	۳۲ چنپ
सुदेव	۳۳ سودیو
विजय	۳۴ بجے
भिरुक	۳۵ بہروک
वृक	۳۶ برک
बाहुक	۳۷ باہوک
सगरचक्रवर्ति	۳۸ سگر چکرورتی
असमंजस	۳۹ اسمنجس

جاننا چاہیے کہ ابتدا مین سوائے ذات خداوند حقیقی کے کچھہ نہ تھا اور تمام زمین پانی مین ڈوبی ہوئی تھی جب قدرت الٰہی ایجاد و تکوین کائنات کی مقتضی ہوئی تو اول برہماجی نے ایک کنول کے پھول سے جو پانی مین تھا ظہور پایا پھر برہما سے مریچ اور مریچ سے کشب اور کشب سے سورج لطناً بعد بطن پیدا ہوئے جو نسل سورج سے چلی اوسکو سورج بنس کہتے ہین تفصیل اوسکی ذیل مین لکھی جاتی ہین — +

۱ سورج	सूर्य
۲ بیوست منو	वैवस्वतमनु
۳ اکشواکو	इक्ष्वाकु
۴ بککشی یا ششاد	विकुक्षिवाशशाद
۵ پورنجے یا کاکستھ	पुरंजयवाकाकुत्स्थ
۶ انینا	अनेना
۷ راجہ پرتھو	पृथु
۸ بشورند	विश्वरंधि
۹ چندر	चंद्र
۱۰ یوناشو	यवनाश्व
۱۱ ساوست	सावस्त
۱۲ برہدشو	बृहदश्व
۱۳ کولیاسو یا دہندمار	कुवलयाश्ववा धुंधमार
۱۴ درڑاسو	दृढाश्व
۱۵ ہرشو	हर्य्यश्व
۱۶ نکنبھ	निकुंभ

+ اس فہرست کو پنڈت رام کرن جی نے بھاگوت اور کئی کتابون کی فہرست سے مطابق کرکے بہت صحیح کری ہے —

स्याद्वाष्यंहत्वाम्यघविद्योतशंकरस्यच पूर्वदत्ता
च्छमच्छापाद्वाष्योत्त्रामविष्यसि

स्नात्वातंत्रागन्नाथंतीर्थेनाहदेमुमेरान्यशक्नद्
वप्राप्यपुनःस्वर्गमवाप्स्यसि

पुनर्भ्रंडगणांप्राह पार्वतीव्याकुलेन्द्रणा मर्यादं
हतवानघद्दारन्धेयरक्षणात्

हारितइतिनाम्नात्वमेदपाटेमुनिर्भव तत्रार
आप्यवदेवंततःस्वर्गमवाप्स्यसि

इतिवायुपुराणस्यसंमतिस्तत्र विस्तर ॥

تتمہ راج پرستی

دوسرا سرگ

ہنسی راجاونکا کرسی نامہ ابتدا سے لیکر راجہ بجے راج تک ہے یعنے یہان تک
وہیا مین رہا اور بجے راج وہان سے اوٹھکر دکھن مین آبسا اوسکی نسل مین
مین ـــ

کے نزدیک یا بنسپاراول یا باپاراول اور مینداٹ میواڑ اور چترکوٹ چیتوڑ اور ناگدہ مکان
وجی سے مراد ہے ـــ

کہ آدمیون کے زبان کی عمر اونکے عمر کے مانند ہوتی ہے اور دیوتون کے زبان کی عمر دیو
تمر کے برابر ہے لیئے اس زبان مین جو دیوتون کی زبان ہے یہہ کتاب زمانہ دراز تک باقی
رہے گی — متی ماہ بدی تیرس ۱۷۱۸ سے اس کتاب کی تالیف شروع+ ہوتی ہے

پھر رانا راج سنگہ کے اوصاف اور اوسکے بزرگون کی عظمت کا ذکر ہے وہان
لکھتا ہے کہ رانا راج سنگہ کا خاندان ایسا نامی اور گرامی ہے کہ جسکے قدیم حالات کو اگلے
کمیشرون‡ نے لکہہ کر بہت خوشی ظاہر کی ہے اور باپا وغیرہ رانا کا ذکر جو کچہہ مین لکہہ
ہون اوسکی سند بھی اون ہی کمیشرون کے بیان سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ
باپا راول نندی گن کا اوتار ہے جو مہادیوجی کے خاص خدمتگارون مین شمار کیا گیا ہے ا
اوس کے اوتار لینے کی سند بائیو پران کی بشین گوی ہے جو میدپات کہند مین (مید
کھنڈ بائیو پران کے بابون سے ایک باب ہے) مندرج ہے اور اوسکی چہٹی فصل مین
جہان ایک لنگ مہادیوجی کا بیان ہے یہہ چند اشلوک لکھے ہین جو سند ایسال
قوبج ہوتے ہین —

श्लोक भूपन्वास्वादिकान्वक्तुं वक्तेदं मुनिसत्तमति।
वद्वेवायुपुराणस्यमेदपाटीयखण्डके ब्रह्मध्याय
महान्येवाक्यमीरितं

अथशैलात्मजाब्रह्मनशोकव्याकुललोचना नंदि
नेप्रथंवाव्यमृजंतीतमुवह

+ اسی سال مین راج سمندر تالاب کا کام شروع ہوا تھا —

‡ اگلے کمیشرون سے مالیکا دربیاس جی وغیرہ مراد ہین جنہون نے رامائن اور مہابھارت وغیرہ مین سورج بنسی
راجاؤن کے ذکر لکھے ہین جو خاندان رانا کے مورث اعلے تھے —

[illegible]

[illegible]

[illegible]

इति वायुपुराणे [illegible] विस्तर ॥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ آدمیون کے زبان کی عمر اونکے عمر کے مانند ہوتی ہے اور دیوتون کے زبان کی عمر دیوتونکے
عمر کے برابر ہے یعنے اس زبان مین جو دیوتون کی زبان ہے یہہ کتاب زمانہ دراز تک باقی
رہے گی — متی ماہ بدی تمین سمت ۱۷۳۲ سے اس کتاب کی تالیف شروع† ہوتی ہے +
پھر رانا راج سنگہ کے اوصاف اور اوسکے بزرگون کی عظمت کا ذکر ہے وہان
لکھتا ہے کہ رانا راج سنگہ کا خاندان ایسا نامی اور گرامی ہے کہ جسکے قدیم حالات کو اگلے
رکھیشرون ‡ نے لکھہ کر بہت خوشی ظاہر کی ہے اور باپا وغیرہ رانا کا ذکر جو کچہہ مین لکھتا
ہون اوسکی سند بھی اون ہی رکھیشرون کے بیان سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ
باپا راول نندی گن کا اوتار ہے جو مہادیو جی کے خاص خدمتگارون مین شمار کیا گیا ہے اور
اوس کے اوتار لینے کی سند بایو پران کی پیشین گوئی ہے جو میدپات کہنڈ مین (میدپات
کہنڈ بایو پران کے بابون سے ایک باب ہے) مندرج ہے اور اوسکی چھٹی فصل مین
جہان ایک لنگ مہادیو جی کا بیان ہے یہہ چند اشلوک لکھے ہین جو سنداً یہان
درج ہوتے ہین —

श्लोक भूप न्वास्यादिकान्वक्तुंवदेदं मुनिसत्तमाति।
वक्तेवायुपुराणस्यमेदपाटीयखण्डके षष्ठेध्याये
महात्म्येवाक्यमीरितं

अथशैलात्मजाव्रह्मनशोकव्याकुललोचना नंदि
नेपृथ्वांव्यसृजंतीतमुचह

† اسی سال مین راج سمندر تالاب کا کام شروع ہوا تھا —
‡ اگلے رکھیشرون سے بالمیک اور بیاس جی وغیرہ مراد ہین جنھون نے رامائن اور مہابھارت وغیرہ مین موضع منسی
دیوتاؤن کے ذکر لکھے ہین جو خاندان رانا کے مورث اعلے تھے —

راج پر ... لت ساستر سے مخصوص اور متعلق ہین لکھے تھے اونکا ترجمہ بسبب اسکے کہ یہان سنسکرت شا
پڑہے ہوئے پنڈت موجود نہین اردو مین نہوسکا ناچار قلم انداز کیا اور باقی ترجمہ بہت
ن موافق روزمرہ حال سے درست کرکے جہان جہان مناسب دیکھا اپنی معلومات
ے حاشیہ لکھدیا +

اصل ورقون مین بہت جگہہ غلطی ہے کہین کہین سے اشلوک تو ایسے ناموزون ہین
جنکا مطلب ہی معلوم نہین ہوتا پنڈت جی نے اور راقم نے سیاق عبارت اور پچھلے
لوک کی مناسبت سے اونکے مطلب مناسب سمجھ کر لکھے ہین سو یہہ غلطی کاتب
علوم ہوتی ہے یا پتھرون پر حرفون مین کچھہ شکست و ریخت ہوگئی ہوگی +
اصل کتاب مین اکثر مقامون پر تعریف کے طور پر بہت بہت عبارت آرائی تھی
راقم نے اوسکا حرف بحرف ترجمہ کرنا علم تاریخ مین داخل نہ سمجھ کر صرف واقعی مطالب
کے لکھنے سے سروکار رکھا مگر اصل مطلب سے کہین بھی ایکطرف جانے نہین دیا +

آغاز کتاب

سرگ اول بطور دیباچہ کے

کے آغاز مین ایک لنگ مہادیو جی اور روپ چترجھوج جی وغیرہ دیوتون کے
ئر مین مشہور ہین رانا راج سنگہ کو دعا ہے ـ
ڑ بھٹ + مصنف کتاب اپنا حسب و نسب لکھتا ہے کہ وہ ذات کا تیلنگ
ودن بھٹ کا بیٹا ہے اور اوسکی مان مساۃ بنی بدوناتھہ گشائین کی بیٹی ہے
بھائی لکشمن بھٹ تھا سو کہتا ہے کہ اس لکشمن بھٹ کے پڑہانے کے
گانو کے تالاب کے حالات جسکو رانا راج سنگہ نے بنایا ہے سنسکرت
تون کی ہے ـ
ر سبب تالیف کتاب مذکور کا زبان سنسکرت مین یہ بیان کرتا ہے

تھی
…قدر عبارت کندہ ہوتی تھی وہ ورقہ مین نقل کرکے بذریعہ ڈاک صاحب پولیٹکل ایجنٹ
…ل کے پاس دیولی مین بھیجدیتا تھا اور صاحب بہادر موصوف واسطے ترجمہ انگریزی
…ٹونک مین کپتان جے جے بلیر صاحب کے پاس بھیجتے تھے اور بلیر صاحب پنڈت
…م کسران جی کی ترجمانی سے جو ٹونک مین مشہور پنڈت ہین اون ورقون کا ترجمہ سنسکرت
…سے انگریزی مین کرتے تھے ہنوز وہ کتاب تمام اور کمال آنے نپائی تھی کہ وہ دونون صاحب
…ہوا اوسکے بڑے شوقین تھے قضاء الٰہی سے بتفاوت چند ماہ کے انتقال کر گئے اور اونکے
…وفات کی خبر سنکر چادورائے نے باقیماندہ کتاب کا بھیجنا ملتوی رکھا اوس کتاب سے
…صرف سولہ ایما تونکی عبارت جو سولہ دو ورقون مین آئی تھی آئی اور باقی کا حال معلوم نہین کہ
…کس قدر اور ہے اور ہر دو ورقہ مین ایک ایک سرگ ہے جسکے معنے باب یا فصل کے
ہو سکتے ہین ٭—

سبب ترجمہ

جب کہ راقم کی ملاقات رام کرن جی سے ہوئی اور ایک دن بسبیل تذکرہ تواریخ…
یاد کرآیا تو مین نے اون سے کہا کہ اودے پور کے راناؤنکی کوئی مسلسل تاریخ ہندی یا فارسی…
مین نہین ملتی اور مین نے جو کچھ حالات ان راناؤن کے کتب متفرقہ تواریخ سے جمع…
ہین وہ بسبب معلوم نہونے بہت سی باتون کے بے سروپا پڑے ہین پنڈت جی…
راج پرستی کی نقل نکالکر مجھکو دکھائی اور کہا کہ یہ اودے پور کی مختصر تاریخ ہے مگر…
نہین اور اوسکا سب حال جیسا کہ اوپر لکھا گیا بیان کیا مین نے کہا آپ کو تکلیف تو…
مگر اسکا ترجمہ اردو مین مجکو کرادو کیونکہ یہ بہت کارآمد چیز ہے انھون نے بکشادہ…
قبول فرمایا اور ترجمہ اوسکا حرف بحرف سنسکرت سے ہندی مین کیتے گئے اور مین…
بموجب اوسکے اردو مین لکھتا گیا ٭—
گیارہوین بارہوین سرگ مین اوس عمارت کی لمبائی چوڑائی اور بلندی…
اور اوسکے حصون کی علیحدہ علیحدہ پیمائشی مقدار اون اصطلاحون سے کی…



واضح ہو کہ یہہ راج پرستی ہوا جین راج ممندر تالاب سے کے اوپر طاقون مین کہا

ی ہے اسکی ورانا راج سنگہ کے وقت مین رنچھوڑ بہٹ نے بزبان سنسکرت تصنیف

ی اور ماہ سودی پورنماشی سمت [illegible] مین کنور جی سنگہ نے ان طاقون مین کندہ کرایا

تک موجود ہے ہو

تخمیناً دو تین برس کا عرصہ ہوا ہوگا کہ [illegible] صاحب بہادر [illegible]

اور کپتان [illegible] صاحب بہادر اسسٹنٹ ایجنٹ [illegible]

[illegible]

تاریخ راج پرشستی

یعنے

کارنامہائے رانا اودیپور راجپوتانہ

جو ملک میواڑ مین راج سمندر تالاب کے اوپر طاقون مین کندہ ہے اسکو
رانا راج سنگھ کے عہد مین رنچھور بھٹ نے بزبان سنسکرت تصنیف
کیا تھا اور کنور جے سنگھ نے سمت ۱۷۳۲ مین کندہ کرایا تھا میجر این
بروس صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ سابق ہاڈوتی اور کپتان جے
بلیر صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے ایک عالم برہمن
جادو رام جی ساکن راج نگر سے بمزید اشتیاق اوس کندہ کی نقل کراکر انگریزی مین
ترجمہ کرایا مورخ کامل منشی دیبی پرشاد صاحب نے نہایت صحت کے ساتھ
سنسکرت سے اردو مین ترجمہ کیا +

ماہ نومبر ۱۸۷۵ء

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام آگرا چھپ کر زیور طبع ہوا

ہوا ہے یکا بہت بڑا النقصان یہ ہے کہ کم عمری کی شادی ہونیسے ہم لوگ بہ نسبت سابق کی نہایت ضعیف القوی اور نحیف الجثہ
ہوگئے ہیں اور جب ہم ایسے ہوے تو ہمت اور جرأت کا نام ہندوستان سے جاتا رہا ۔ جب بچپن سے گھر گرستی کی اندیشہ
میں پھنسے کم عمری ہیں بال بچے پیدا ہوگئے ۔ روال ۔ آٹے کی فکر دامنگیر ہوئی تو پھر کون پڑھے کون تجارت کرے کون صنعت
کو ترقی دے ۔ غرضکہ کم عمری کی شادی ہونیسے ہم لوگ ترقی کا نام ملک اور بہبودی قوم کا نہیں کر سکتے ۔

آٹھویں خرچ شادی

ہر چند فضول خرچی شادی کے نقصانات وقتاً فوقتاً معرض بحث میں آ چکے ہیں اسلیے اسبارہ میں زیادہ سمع خراشی کرنا مناسب
نہیں مگر اجمالاً یہ ہے کہ ہندوستان میں فضول خرچی شادی بھی ایسا مانع عظیم ترقی ملک کا ہے ۔ ظاہر ہے کہ ترقی ملک ترقی
پر منحصر ہے جب لوگونکی دولت ایسے بیہودہ کام میں صرف ہوئی تو ممکن نہیں کہ وہاں صنعت اور تجارت کو ترقی ہووے ۔ ہر قوم میں
شادی و اسطے قائم رہنے سلسلہ توالد و تناسل بہت ترقی نسل بنی آدم کے ہوتی ہے اور منشاء والدین اور سرپرستوں کا
یہ ہوتا ہے کہ دولہا دولہن کو سرور دائمی حاصل ہو نہ یہ کہ بجائے اصلی رنج اور مصیبت سے دو چار ہو ۔ اس ملک میں لوگوں نے
ایسی رسمیں فضول خرچ شادی کی بموجب ارشاد علم شرع اور حکم شاستر کے میں اختیار کر لی ہیں کہ جسکا مآل کار مصیبت
اور رنج دائمی ہوتا ہے یعنی دونوں کی خوشی اور پائدار یکجائی کے لیے سقدر روپیہ شادی میں صرف کرتے ہیں کہ
سرمایہ اوقات گذاری تلف ہوجاتا ہے ۔ قرضدار ہوجاتے ہیں جائدادیں رہن اور بیع ہوجاتی ہیں مقام غور
اور محل افسوس ہے کہ جائداد یا سرمایہ جو وسیلہ اوقات بسری اپنی اور اپنی اولاد کا ہے وہ صرف نمایش واہی میں صرف
ہوجاوے ۔ اور محض ان کی نمایش کی بدولت تمام عمر کے واسطے نان شبینہ کو محتاج ہوجاویں ۔ لہٰذا اوقات مطالبہ
قرض داری میں ہمیشہ باعث بے شمار زحمت قید اٹھاویں ۔

ہر چند یہ سب جانتا ہے اور ترک کرنا کیا موجود ہے مگر بسبب لحاظ برادری اور رسومات نسوان کے مبادرت نہیں کرسکتا
تاوقتیکہ سب لوگ متفق ہوکر صدق دلسے کوشش واسطے انسداد اس رسم قبیحہ کے نکریں گے امید نہیں کہ یہ رسم موقوف ہو ۔
بعض صاحبان نے اسبارہ میں نہایت کوشش کی اور بعض نمبر دار نے بغرض فائدہ رسانی ابنائے جنس کے اختیار
اور اثر کام میں لا کر اس امر میں کوشش بلیغ فرمائی ۔ مگر ہنوز وہ نتائج پیدا نہ ہوئے وجہ اسکی یہ ہے کہ ہم لوگ متفق ہوکر کوئی
کام نہیں کرتے ۔ اب یہ لازم ہے بلحاظ ترقی ملک و بہبودی قوم کے چاہیے کہ ہم اس رسم کو قطعاً موقوف کردیں اور جو روپیہ
اس میں صرف ہوتا ہے وہ ترقی صنعت اور تجارت اور تعلیم اپنی اولاد میں صرف کریں اگر ایسا کریں تو عمدہ عمدہ نتیجہ
حاصل ہوں اور ملک اور قوم کی ترقی ہو ۔

ہندوستانی لیجسلیٹو کونسل گورنر جنرل مین بھی بھرتی ہوے ہین - ہرچند ان ممبرون سے جیسا کہ چاہیے فایدہ دو وجہ سے مترتب نہین ہوا - اول اکثر اوقات انتخاب ان ممبرونکا لیاقت پر نہین ہوا - بلکہ ثروت پر - چنانچہ دیکھہ لیجیے کہ بہت ہی کم ہندوستانی ممبرون نے کسی مسودہ قانون پہ بحث کی ہوگی - دوسرے تعداد ہندوستانی ممبرون کی بمقابلہ ممبران انگریزی کے کم ہے کہ اسوجہ سے انکی راے رتبہ پذیرائی کا نہین رکھتی - مگر شکر ہے کہ ہندوستانی ممبر کونسل مین بھرتی تو ہین اور خداے تعالی وہ دن دکھاوے گا کہ جب انتخاب ممبرون کا لیاقت پر ہی منحصر ہوگا اور تعداد بھی ہندوستانی ممبرون کے برابر انگریزی ممبرونکی ہوجایگی - اکثر قانون ایسے جاری ہوتے ہین کہ جو عادات اور رسم و رواج ہندوستانیون کے بالکل خلاف ہوتے ہین اور جنکی عبارت ایسی پیچیدہ ہوتی ہے کہ وہ کسیطرح عام فہم نہین ہوتے - حالانکہ قانون کی عبارت عام فہم ہونا چاہیے تاکہ ہر شخص اسکو سمجھہ سکے - وجہ اسکی یہ ہے کہ واضعان قانون حالانکہ وہ نہایت عالم و فاضل ہوتے ہین مگر یہانکی رسم و رواج سے کما حقہ واقف نہین ہوتے چونکہ اور اصول کل قوانین بلکہ کل کام گورنمنٹ کے اصول ولایت پر مبنی ہین اور ہم لوگ ابھی اوس رتبہ علم اور تہذیب کو نہین پہونچتے ہین جیسے کہ سکنائے گریٹ برٹن کے اور نہ ہمارا رسم و رواج مطابق رسم و رواج اہل انگلستان کے ہے اسوجہ سے اکثر قوانین ہماری طبیعتون کے خلاف ہوتے ہین اور وہ ہمکو ناگوار گذرتے ہین - چاہیے کہ ہر شہر مین میونسپل کمیٹیان جو گویا کونسل مجسٹریٹ ضلع مین مقرر رہین اور ہر ایک ضلع سے ایک ایک رئیس لایق منتخب ہوکر کونسل کمشنر مقرر ہو اور ایک ایک قسمت سے ایک ایک رئیس لایق منتخب ہوکر کونسل لفٹننٹ گورنر مقرر ہو - (بمبئی اور مدراس مین گورنر کی کونسل ہے مگر اضلاع مغربی و پنجاب مین نہین ہے) اور ہر ایک پریذیڈنسی سے ایک ایک لایق ہندوستانی اور ایک ایک حاکم تجربہ کار اس پریذیڈنسی کا منتخب ہوکر لیجسلیٹو کونسل گورنر جنرل مقرر ہوا کرے -

یہ کونسلین سال بھر مین ایک دفعہ یا دو دفعہ جیسی ضرورت ہو اجلاس کیا کرین جب کوئی مسودہ قانون کا مرتب ہو تو اول وہ ضلع کی کونسل مین اور پھر قسمت کی کونسل مین اور پھر پریذیڈنسی کی کونسل مین پیش ہو اور پھر لیجسلیٹو کی کونسل گورنر جنرل مین مع آرا جمیع کونسلون کے پیش ہو اگر یہ قاعدہ بالفعل مقرر ہو جاوے تو یقین ہے کہ کوئی قانون ایسا جاری نہو کہ جو ہم لوگون کی طبیعتون کے خلاف ہو - فرض کیجیے کہ

اور رعایا کو فرحت کا منصب ہے - اور باتفاق رای مفسدون کو دربار بادشاہی سے خارج کر دینے کا اختیار ہے اس انتظام کے سب اجزای سلطنت ہموزن رہتے ہین کوئی دوسرے کے حق مین دست اندازی نہین کر سکتا ہے - رعایا خوشحال و نہال رہتی ہے - اسمین کوئی شبہہ نہین کہ بادشاہ و افسر اعلاے کل سلطنت اور تمامی فوج بری و بحری کا ہے زبان اسپیکر فسے جاری ہوتی ہین بدون اجازت بادشاہ کے نہ کہین کو ایلچی جا سکتا ہے اور نہ کہین کا آ سکتا ہے - سکہ اسی کے نام رائج ہوتا ہے و قوانین کہ پارلیمنٹ سے ایجاد کیے جاتے ہین انکو مسترد کر دینے کا بھی اختیار ہے مگر بغیر وساطت وزرا کے انمین حجت کرنیکا اختیار نہین - بادشاہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جلسہ پارلیمنٹ کو چند روز کے واسطے معطل کر دے -

سواے اسکے امیرون کو خطاب اور تمغہ عطا کرنا اور عفو جرائم کرنا خاص ذات شاہی سے مخصوص ہے - ان اختیارات کو حقوق شاہی اور اختیارات بادشاہی کہتے ہین بموجب قانون معبرہ حال یونائٹڈ کنگڈم یعنی انگلستان اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کے وہان ہر شخص آزاد ہوتا ہے کبھی غلامی مین نہین رکھ سکتا سواے حکم عدالت کے نہ وہ قید ہو سکتا ہے نہ جلای وطن - ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے ملک مین جہان اوسکا دل چاہے رہے اور [illegible] بغیر حکم قانون کے کوئی دست اندازی نہین کر سکتا - وہ مجاز ہے کہ اپنی عرض معروض حضور بادشاہ خواہ جلسہ پارلیمنٹ مین کرے اور رد قانون کا مزاحمہ کر سکتا ہے اور اسپر اعتراض بھی کر سکتا ہے کوئی مزاحم نہین ہو سکتا - اب ملاحظہ فرمایئے کہ جو استحقاق رعایا انگلستان کو حاصل ہین وہی ہمکو بھی حاصل ہین مگر ہم لوگ سلطنت مین شامل ہونے کی رعایا کی شریک نہین ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ہمکو ویسی تحصیل مثل رعایا انگلستان کے ترقی علم نہین کی ہے ہماری خیالات مثل ان کے خیالات کے عالی نہین ہین - ابھی ہمکو مادہ کافی واسطے اشتراک انتظام سلطنت کے حاصل نہین ہے - اگر چند بعد ہمکو یہ مادہ ہمارے ملک مین حاصل ہوا تو وہ حکم کالعدم کا رکھتا ہے - مگر ہمکو اپنی عادل گورنمنٹ سے امید قوی ہے کہ جب ہمکو لیاقت انتظام امور سلطنت کی حاصل ہو جاے گی وہ ہمکو ضرور مثل رعایاے انگلستان کے شریک انتظام ملک مین کریگی - دلیل اس یقین کی یہ ہے کہ بہت روزون تک ابتداے سلطنت انگلشیہ مین ہمکو کچھ بھی انتظام ملک مین دخل نہ تھا عہدہ تحصیلداری گویا ہم لوگون کی معراج تھا بعد لارڈ ولیم بنٹنک صاحب کے ہم لوگ ڈپٹی کلکٹر اور صدر الصدور مقرر ہوے - اب ہم لوگ عہدہ ممبری کونسل کمشنری پر جو گویا بسم اللہ قائم ہونی پارلیمنٹ کی ہے مقرر ہین - آنریری مجسٹریٹ اور سول جج بھی مقرر ہوے ہین - اس مقام پر مین اپنی قوم کیطرف سے فخریہ بیان کرتا ہون کہ جو کام لوگون کے سپرد ہوا اسکو ہمنے بخوبی انجام دیا اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اب سرکار نے ہمکو سول سروس مین جسکی تمنا ہم لوگون کے دل مین ایک مدت سے تھی بلا امتحان ولایت کے مقرر کرنا شروع کیا - سواے اسکے دو تین ممبر

پہاڑوں میں اوسکی کانیں بکثرت ہیں چنانچہ کوہ کمایوں [illegible] ایک کمپنی واسطے تیاری لوہے کی قائم ہوئی تھی مگر چونکہ اسکے پاس سرمایہ کافی نہ تھا اسلیے کامیاب نہ ہوئی - اگر ہم لوگ ہمت کر کے کمپنیاں تیاری لوہے کی قائم کریں تو یقین ہے کہ ہماری احتیاج سے زیادہ لوہا دستیاب ہو بلکہ ہم بہت سا لوہا غیر ملکوں کو بھیجیں —

نہایت خوشی کی بات ہے کہ مہاراجہ گوالیار کا ارادہ واسطے جاری کرنے کارخانہ لوہا بنانے کے ہے اور یقین ہے کہ فایدہ کثیر اٹھاویں کیونکہ اونکی عملداری میں لوہا بکثرت ہے اور عمدہ ہے —

چھٹی مشارکت رعایا امور سلطنت میں

قبل تحریر اس مضمون کی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واسطے اطلاع اصحاب حاضرین کے اول کیفیت حکومت ولایت انگلستان کی تحریر کیجاے — ولایت انگلستان میں بعہد ولیم منصور کے ہر ضلع سے بارہ بارہ آدمی عالم جنکو رسوم ملک سے واقفیت تام تھی واسطے امداد گورنمنٹ کی طلب ہوتے تھے اور رفتہ رفتہ انکی تعداد زیادہ ہو کر اور حال کا ہوس آف کامنس کہ جسکا حال ذیل میں لکھا جاتا ہے بن گیا —

واضح ہو کہ سواے مشیران مملکت اور مدبران سلطنت یعنی امراے شاہی کے حکومت انگلستان میں دو جماعت ہیں ایک ہوس آف کامنس - دوسرا ہوس آف لارڈس - ہوس آف کامنس اون جماعت سے عبارت ہے کہ جسکے ممبر رعایا میں سے حسب رضامندی رعایا کے منتخب ہو کر مجلس منعقد ہوتی ہے اور اسمیں قریب ۶۵۰ کے ممبر ہوتے ہیں انتظام ملک اور تصفیہ اکثر مقدمات اور ایجاد قوانین اسکے اختیار میں ہے ہوس آف لارڈس کہ جسکو ہوس آف پارلیمنٹ بھی کہتے ہیں - اس جماعت سے مراد ہے کہ جسمیں خواص رعایا کے لوگ منتخب ہو کر ممبر تجویز کیے جاتے ہیں یہ جلسہ بادشاہی سے دوم درجے میں گنا جاتا ہے - اسکی ممبر قریب ۴۵۰ کے ہیں یہ امرا جلسہ پارلیمنٹ میں بذات خود موجود ہو کر معاملات میں راے دیتے ہیں اور در صورت عدم موجودگی انکی کوئی اور امیر انکی طرف سے شریک جلسہ ہوتا ہے اس جلسے کو بہت بڑا اختیار ہے جمیع معاملات عائد ہیں دائر ہو سکتے ہیں اور یہیں سے اجرا ہوتے ہیں - خطاب امرا کے لیے یہی تجویز کرتے ہیں - اور جو اشخاص کہ ہوس آف کامنس میں ماخوذ کیے جاتے ہیں انکی تحقیقات بھی اسی جلسہ پارلیمنٹ میں ہوتی ہے - اگر کسی امیر پر جرم بغاوت وغیرہ قایم کیا جاتا ہے تو اسکی تحقیقات کا بھی انھیں کو اختیار حاصل ہے - اخیر اپیل فیصلجات تمام عدالتوں کا یہیں تک ہوتا ہے - وہاں کے بادشاہ کو اختیار حاصل نہیں کہ بلا مشاورت جو چاہے سو کر سکے - البتہ اگر وزراے پارلیمنٹ حقوق بادشاہی میں مداخلت بیجا کریں تو بادشاہ کو اختیار ہے کہ انکو موقوف اور برخاست کر دے - اسیطرح اگر بادشاہ یا وزراے شاہی سے کوئی امر خلاف بہبود اور اعزاز ملک کی صادر ہو تو پارلیمنٹ

اور یہ خبر بذریعہ تاجرون کے یہان آئی تو ہماری بزرگون نے بنظر تحفظ مذہب اور احتیاط خورد ونوش کے ہندوستان سے خشکی اور تری کی راہ سے باہر جانے کی ممانعت کردی اور یہی بڑی وجہ اس ملک کی غیر ملکونسے تجارت موقوف ہونیکی ہوئی۔

اب جو تجارت اندرونی ہم لوگ کرتے ہین وہ تجارت نہین ہے نہ اسمین اسقدر نفع حاصل ہوتا ہے کہ جو تجاران دیگر اقالیم کو بلکہ اوسمین صرف حق المحنت ہی ملتا ہے سو یہ بھی بطفیل سرکار انگلشیہ کے ہے کیونکہ اس عہد مین ریل جاری ہوگئی ہے۔ سڑکین بنگئین۔ راہ قطاع الطریق سے خالی ہوگئی ورنہ پہلے تو مال تجارت کا ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیجانا دشوار اور مشکل ہوتا تھا اور بدون قافلے کے کوئی تاجر سفر نہین کرسکتا تھا۔ سوای اسکے عملداری سابق مین محصول پرمٹ یعنی محصول راہگذر جسکو دھول وڑائی کا محصول بھی کہتے تھے لیا جاتا تھا اور یہ محصول بہت عرصہ تک عملداری انگلشیہ مین جاری رہا مگر جب سرکار نے دیکھا کہ اس قسم کا محصول مانع ترقی تجارت ہے تو سرکار نے اپنی ہی عملداری سے یہ محصول معاف نہین کیا بلکہ کل والیان ملک ہندوستان سے خواہ معاوضہ دیکر خواہ بلا معاوضہ واسطے توسیع تجارت کے اس قسم کا محصول معاف کرا دیا۔ بلکہ سال گذشتہ مین بنظر ترقی تجارت انگلستان کے گو آمدنی ہندوستان کو ایسے وقت مین جب روپیہ کی نہایت ضرورت ہے ایک نقصان عظیم پہونچا گورنمنٹ حال نے محصول کپڑہ ولایت کا۔ معاف کردیا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ اس ملک سے غیر ملکون کی سوداگری کے لیے یہ چیزین اعلی قسم کی ہین یعنی چاء۔ افیون۔ ریشم۔ نیل۔ چاول۔ روئی۔ شکر۔ گیہون۔ شکر تو ولایت مین اب یہان سے بہت ہی کم جاتی ہے۔ جزیرہ مارشس وغیرہ والون نے یہ تجارت ہم سے لیلی کیونکہ وہان شکر یہانسے عمدہ اور ارزان تیار ہوتی ہے اور گیہون اور روئی بمقابلہ امریکہ کے یہان ادنی قسم کی ہوتی ہے اسلیے یہ چیزین ولایت کو نہین جاتین انکے منافع سرکار کے حصے مین ہین صرف ریشم اور نیل باقی رہگیا اسکی سوداگری غیر ملک والون کے ہاتھ مین ہے وہی اسکی تجارت سے منفعت کثیر حاصل کرتے ہین۔ پس ہندوستان کی سوداگری مین کوئی چیز ایسی نہین جس سے ہم لوگ فائدہ تجارت کا اٹھاوین لیکن اگر کوشش ترقی ملک مین کرین تو بسبب [illegible] کی تجارت ہم کرسکتے ہین۔ آج کل گریٹ برٹن والونکی سوداگری لوہے کی بہت رونق پر ہے کیونکہ اسکا خرچ جہاز ریل و سامان حرب و ضرب اوزار۔ چیزون کے بنانے مین کثرت سے ہوتا ہے اور ہندوستان مین لوہے کی یہ کثرت ہے کہ اکثر

مختلف ولایتون کی ہمکو نصیب ہوتین - ان سب باتون پر نظر کرنیسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مشیت ایزدی روز ازل سے مقتضی اس امر کی تھی کہ مختلف ملکون کی آپسمین تجارت ہو پس جب یہ صورت ہی تو ہمکو تجارت کی حالات اور اوسکی فوائد قلمبند کرنا ضرور ہوئے - تجارت ایک ایسا فن ہی کہ جسمین انسانکی محنت جسمانی اور فکر ذہن دونون درکار ہین جتنے ہنر اور پیشے ہین وہ تجارت سے رونق پکڑتے ہین اور تجارت ہی کی لیے آغاز ہوے ہین - تجارت کا کمال کسی قوم کی ساتھ مخصوص نہین - پہلے ہندوستان سے براہ خشکی وتری تجارت ہوتی تھی پھر ممالک عرب اور یورپ اور امریکہ مین شروع ہوئی مگر جس قدر کہ تجارت کو ترقی آج کل ہے ایسی کبھی نہین ہوئی تھی بالخصوص تجارت انگلستان کو اور بعدہ امریکہ کو فوائد تجارت بیشمار ہین اگر مفصل لکھے جاوین تو ایک دفتر عظیم اور رسالہ ضخیم بنجاے مگر یہان مثلاً چند باتین بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھتا ہون - تلاش تجارت ہی کی بدولت کلمبس نے ۱۴۹۲ع مین امریکہ جسکو نئی دنیا کہتے ہین پائی جو وسعت مین پرانی دنیا کی تینون حصون کے قریب برابر ہے اسی تجارت ہی کی بدولت آسٹریلیا اور بہت سی جزیرے دریافت ہوے ہین -

چار سو برس گذرے کہ ولایت انگلستان مین چند سوداگرون نے متفق ہوکر سات لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع کیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی نام رکھا - بعد حصول اجازت فرمانروایان انگلستان کی ہندوستانکی سوداگری شروع کی - اور ایک میعاد معین تک اونکو اجازت تجارت ہندوستان کی ملی چنانچہ میعاد معینہ تک کوئی اور شخص ہندوستان کی سوداگری نہ کرسکا - پھر اُنکے دیکھا دیکھی اور قومون نے بھی ہندوستان کی تجارت شروع کی - مگر چونکہ آفتاب اقبال قوم انگریزی کا نصف النہار پر تھا اسلیئے اور قومین بمقابلہ انگریزون کی کامیاب نہوئین اور دم دبا کر اپنی ولایت کو چلی گئین - قوم انگریز مالک ملک ہند اور بنگالکے پچیس کرور مخلوقات کی ہوگئی اگر سچ پوچھو تو تجارت ہی کی بدولت اس قوم کو سلطنت اس ملک جنت نشان کی ملی -

ہم لوگ زمانہ گذشتہ مین تجارت بری اور بحری کرتے تھے ہماری کتابون مین ممانعت سواری جہاز اور دریا اٹک کی پار ہونیکی پائی نہین جاتی چنانچہ راجہ سگر کا سمندر مین جانا اور اکثر جزیرون کا مفتوح کرنا اسباتکو بخوبی ثابت کرتا ہے کہ کہین سمندر مین جانیکی ممانعت نتھی -

نوشیروان شاہ ایران کی بیٹی کا راجہ ملبی پور سے شادی ہونا اور راجہ کا دہاری بالی شہر قندہار کا جانا کی لڑائی مین شریک ہونا موید اس بات کا ہے کہ اگلی زمانے مین اٹک کے پار ہماری آمد و رفت تھی مگر جبکہ مذہب اسلام شائع ہوا اور اہل عرب نے تجارت بحری ہندوستان کی شروع کی مسلمانون نے دیگر اقوام کو بزور شمشیر مسخر کیا

قسم کے مدارس یہان جاری ہونگے ممکن نہین کہ لوگ اصول صنعت سے واقف ہون اور افلاس دور ہو۔
اگر اعتراض کیا جاوے کہ خرچ مدارس زراعت اور مدارس صنعت کا کہان سے آوے تو اوسکا جواب بہت آسان ہے جبکہ سرکار نے لیسنس ٹیکس بغرض واسطے انسداد قحط کے مقرر کیا ہے تو اوس ٹیکس کا روپیہ سوای اس کام کے اور کام میں صرف کرنا قرین مصلحت نہین۔ جو روپیہ اس ٹیکس کا ہر سال جمع ہو تو اوسکے سود سے اس قسم کے مدرسے جاری کیے جاوین۔ کیونکہ اقتضا مدارس زراعت اور صنعت سے رفع قحط جو اندنون اس ملک کا وارث ہو گیا ہے متصور ہے اسصورت مین سرکار کو روپیہ خزانے سے دینا نہ پڑے گا اور ترقی ملک بآسانی اور بخوبی ہو جاویگی۔
دیکھیے پیٹر اعظم شاہنشاہ روس نے واسطے ترقی علم صنعت کے اپنے نفس نفیس پر وہ محنت شاقہ اختیار کی کہ شاید کوئی ادنی سا آدمی بھی نہ اختیار کرے یعنے جب اوسنے دیکھا کہ روس والے جہاز بنانے کے فن سے محض ناواقف ہین۔ اور ترقی ملک بلا تجارت بحری ممکن نہین تو وہ خود ساردم کو گیا اور وہان کاریگرون کے بھیس مین مدت تک رہکر جہاز بنانا سیکھا اور اپنے ملک مین آکر اس فن کو اپنی رعایا کو سکھایا اب روس مین ایک ایسا جہاز بنتا ہے کہ اوسکے مقابلے مین کسی ولایت کا جہاز نہوگا۔
بھلا وہان تو ایک شہنشاہ نے ایسی اولوالعزمی کی اگر ہمارے والیان ملک یا اور لوگ جنہون نے اس قسم کے کارخانجات جاری کیے یا آیندہ کو جاری کرین ایک ایک دو دو ہندوستانیون کو وظیفہ مقرر کر کے واسطے تعلیم صنعت ہر قسم کے ولایت کو بھیجین تو کس قدر ترقی ملک ہو کیونکہ ابتو ہم ایک سوئی کے لیے بھی ولایت ہی کے محتاج ہین۔
مین یقین کرتا ہون کہ پیپرل کمپنی الکنٹو اگر اپنی امید مین کامیاب ہوئی تو ضرور اس تجویز پر عمل کریگی۔

پانچوین تجارت

اللہ جل شانہ نے انتظام کائنات اسطور پر ترتیب دیا ہے کہ ایک ملک کا واسطہ دوسرے ملک والون کے ساتھ جاری رہے اور تمام ملکون کے باشندون مین سلسلہ تجارت ہمیشہ کے لیے آپسمین قائم رہے چنانچہ اس مطلب کے پورا کرنے کو ایک شے کسی ملک مین پیدا کی اور کوئی کسی مین۔ کسی جگہ کی اراضی کو ایسا بنایا کہ اسمین مختلف قسم کی پیداوار کثرت سے ہو کسی کے باشندون کو وہ حکمت عطا فرمائی کہ اپنی دستکاری اور صنعت سے پیداوار زمین کا بہتر نفع اٹھا لیوین۔
اگر یہ اختلاف نہوتا تو کیون صاحبان انگریز ہندوستان مین آتے اور کیونکر کپڑا اور اسباب انگلینڈ سے اور اور جزیرون

اسباب ترقی ملک اور قوم کی صنعت ایک اعلیٰ سبب ہے اسلیے ضرور ہے کہ ہم لوگ ترقی صنعت میں کوشش کریں
کوئی اعتراض کرے کہ اہل ہند میں صنعت حاصل کرنے کا مادہ نہیں تو محض غلط ہے کیونکہ ہزاروں برس ہوئے
جب راجہ رامچندر سمندر کا پل (جسکو سیت بندرامیشر کہتے ہیں) باندہ کر لنکا میں جسکو آجکل سیلون کہتے ہیں
گئے تھے اور راجہ سگر نے جہازوں کے وسیلے سے اسقدر فتوحات سمندر میں حاصل کیں کہ آجتک وہ انکے نام سے
ساگر کہلاتا ہے۔ ثبوت جہازوں کے بننے اور انپر سفر کرنے کا یہ ہے کہ جزائر جاوا اور سماترا میں ہندوؤں کے معبد پائے
جاتے ہیں۔ اگر اس قوم کے لوگ جہازوں پر وہاں نہ گئے تو کیونکر گئے۔
ہواؤں میں بیٹھکر سیر کرنا اکثر کتب ہنود سے پایا جاتا ہے۔ اگر آجکل کے لوگ اس بیان کو لغو خیال کرتے
ہیں مگر واقع میں بلون اگلے وقت میں یہاں ضرور تیار ہوتے تھے اور اب غبارہ ان میں بیٹھکر اوڑنا اسکو [illegible]
ثابت کرتا ہے بلکہ قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بیان بگڑ کر بلون ہو گیا ہے۔ جب ہمارے باپ دادا ایسے صناع
تھے تو ہمکو لازم ہے کہ اس فن میں ترقی کرکے انکے نام نامی کو روشن کریں۔ اب چونکہ کلوں کے کام کے مقابلہ میں
ہاتھ کا کام نہ عمدہ ہو سکتا ہے نہ ارزان اسلیے ضرور ہے کہ اس ملک میں بھی مثل یورپ و امریکا وغیرہ کے
ہر چیز کے بنانے کی کلیں بہم پہونچائی جائیں اور یہ کام ایک شخص کا نہیں ہو سکتا اگر مثل ممالک مذکورہ کے لوگ
متفق ہو کر کمپنیاں مقرر کریں اور ولایت سے کلیں منگاکر کارخانے جاری کریں تو [illegible]
اور قومی مقصود [illegible] مقام شکر ہے کہ اب ان کلوں کا چرچا اس ملک میں شروع ہو گیا
والیان ملک میں سے مہاراجہ اندور نے دو کارخانے کپڑے بنانے کے اپنے ملک میں جاری کیے اور وہاں [illegible] اٹھایا۔
اگر اور والیان ملک بھی انکی تقلید کریں تو کس قدر نفع ملک کو پہونچے۔ سوا ان دو کارخانوں کے بمبئی کانپور
پونہ۔ اور چند دیگر مقامات میں کپڑے بنانے کی کلیں جاری ہیں اور مقام [illegible] اور کاشی پور
بنگالہ میں شکر بنانے کی کلیں جاری ہیں اور کلکتہ میں کاغذ کی کلیں ٹاٹ تیار کرتی ہیں۔ [illegible]
اور راقم کو مشورہ ہے ایک کمپنی واسطے تیاری کاغذ کے بذریعہ کل [illegible] منعقد ہوئی ہے۔ ہم امید کرتے
ہیں کہ اگر اس کارخانہ کے اجرا سے فائدہ ہوا تو اور لوگوں کو بھی اجرا ان کلوں کا شوق ہو گا۔
پانیر اخبار [illegible] سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب گوالیار بھی اس قسم کے کارخانے جاری کیا چاہتے ہیں۔
یہانتک تو ان امور کا بیان ہوا کہ جو رعایا کو واسطے ترقی صنعت کے کرنا چاہیے اب ہم ان چیزوں کو بیان کرتے ہیں
جو ترقی صنعت کے لیے سرکار پر فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ تقرر مدارس صنعت مثل مدارس [illegible] کیونکہ جب تک اسکے

پھر اونکے دلونمیں یہ رغبت پیدا ہوئی کہ مثل ہندوستان کے یورپ میں بھی کپڑا تیار ہونے لگے - چنانچہ ان لوگ ذریعہ اپنے کے کارخانے وہاں جاری کیے آخرکار وہ لوگ صاحب عقل و فراست تھے انھوں نے بہت جلد اس فن میں ترقی کی اور جب علم طبیعیات وہاں کمال کو پہونچا تو نتیجہ یہ ہوا کہ کلوں سے وہ چیزیں جو یہاں ہاتھ سے تیار ہوتی تھیں بننے لگیں - اور وہاں کا اسباب تیار کیا ہوا بمقابلہ یہاں کے اسباب کے نہایت عمدہ اور ارزان ہاتھ آنے لگا - یہی باعث ترقی تجارت انگلستان کا ہوا جسقدر وہاں صنعت کی ترقی ہوتی گئی اتنا ہی ہندوستان کی صنعت میں ضعف آتا گیا اور ملک میں افلاس چھاتا گیا -

سو ترقیاں ہوئیں اونکو بھی زوال ہوا - وہ بڑے بڑے بدر ہوسے ڈھٹ کی سی حال ہوئے -

اب اگر ہم لوگ ترقی ملک چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ حالت زمانہ کو دیکھکر صنعت کی ترقی میں کوشش بلیغ کریں - ایک وجہ اس ملک میں مانع ترقی صنعت کی تقسیم قوم ہے یعنی جو شخص جو پیشہ کرتا ہے وہ اوسی کے نام سے پکارا جاتا ہے - جو منشاء واضعان قانون تقسیم قوم کا تھا اب اوسکے برخلاف ہے یعنی واضعان تقسیم قوم نے جب انتظام دنیوی کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ چار قسم کے لوگ انتظام دنیوی کیواسطے مطلوب ہیں - اول صاحبان علم و فضل یعنی برہمن - دوم اہل سیف یعنی چھتری - سوم اہل تجارت یعنی بیس - چہارم اہل خدمت یعنی شودر - اسوقت جو شخص جس پیشہ کو اختیار کرتا تھا اسی نام سے وہ نامزد ہوتا تھا یہ قید نتھی کہ ایک پیشہ کے لوگ دوسرے پیشے کو اختیار نکریں چنانچہ دیکھیے کہ بسوامتر نے جو دراصل چھتری تھا جب اوسنے آئینہ دل کو صیقل علم سے صاف کیا فورا آپ برہمنوں میں شامل ہو گیا - اور ایسی اور بہت مثالیں ہیں مگر اب معاملہ بالعکس ہے یعنی پہلے ہم پیشہ پر منحصر تھی اب پیشہ قوم پر منحصر ہو گیا ہے کہ لوہار ہی کی اولاد لوہار کا کام کرے - اگر دوسرا کرے انگشت نما ہو -

اہالی اس ملک کے باشندگان یورپ اور امریکا میں اوچے اوچے خاندان والے صنعت کو ایک عزت کا خیال کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بمقابلہ نوکری کے زیادہ تر اسکی طرف ترغیب دیتے ہیں - اس ملک میں صنعت کو سبب ننگ و عار سمجھتے ہیں -

اور بات ہے کہ یہاں یہ فن ہمیشہ ناخواندوں کے ہاتھ میں رہا اور وہاں برخلاف اسکے لکھے پڑھے لوگوں کے - یہی وجہ ہوئی کہ وہاں روز افزوں صنعت کی ترقی ہوتی گئی اور یہاں زوال آگیا - کیونکہ تکمیل صنعت کے واسطے اعلیٰ قسم کی تعلیم درکار ہے -

کہ ۱۸۹۳ء میں اوسط اس پیداوار زمین کا جو وہانسی غیر ملک کو جاتا تھا حساب فی کس آٹھ روپیہ اور دس ملا
ایسی پیداوار کا ہندوستان فی کس بکار مع محصول اراضی ایا تھا آب اور ایک بیان سنئیے کہ آسٹریلیا والون
نے جو ملک امریکا کی بہت روزون بعد دریافت ہوا ہی اور جہان انگریز آباد ہین اور حکومت بھی اسی قوم کی ہی۔
جب یہ دیکھا کہ چنبیلی اور گلاب وغیرہ کے پھولون کی ضرورت انگلستان مین عطر بنانی کیواسطی بہت ہی تو اونھون
نے ان پھولون کو درختون کو آسٹریلیا مین بونا شروع کیا اور یقین ہی کہ زمانہ قریب مین وہ ان درختون سے فائدہ
کثیر اٹھاوینگے۔

اب ہندوستان کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہان چنبیلی کی درخت جنگل مین بکثرت ہین کوئی اونکی حفاظت نہین کرتا۔ اگر ہم
لوگ بھی پھولون کو درختہا جنکی ولایت مین ضرورت ہی بکثرت بووین تو کیا ہم اسٹریلیا والونکی طرح فائدہ نہ اٹھاوینگے
یہ اختلاف فن زراعت مین اسوجہ سے ہی کہ وہان زراعت اہل علم کی ہاتھ مین ہی جو ازروی اصول علم زراعت کی
کھیتی کرتے ہین اور یہان اون لوگون کی ہاتھ مین ہی جو ہرقسم کی علم سے محض بے بہرہ ہین۔ پس ترقی زراعت
کی لیے ضرورت سیکھنے طریقہ علمی کاشتکاری اور کلون کی اور آلات کی ساخت کی ہے اسلیے سرکار پر فرض ہی کہ مثل
ملک جرمنی فرانس انگلستان امریکہ اٹلی کی اس ملک مین بھی مدارس زراعت مقرر کرے اور اسمین شک نہین کہ
یہانکی لوگونمین مادہ اکتساب فنون سب قسم کا موجود ہی۔ اس خاص معاملہ مین توجہ سرکار ہونا چاہیے۔ ہماری سرکار بنظر
بہبودی اور فلاح رعایا کی تعلیم رعایا مین مبالغ کثیر صرف کرتی ہی اگر تعلیم فن زراعت کو بھی ایک شاخ تعلیم عام کی
گردانی تو بہت بڑی ترقی اس ملک کو حاصل ہو ورنہ یہ کام بدون توجہ سرکار کے ہو نہین سکتا۔

چوتھی صنعت

ہندوستان مین ایک زمانہ ایسا گذرا ہی کہ اہل ہند نے اس فن مین بھی مثل اور علوم وفنون کی کمال حاصل کیا تھا
گو اب اور ملک والی ہندوستان کی صنعت اور دستکاری کو بنظر حقارت دیکھتے ہین۔
بافندگی اسی ملک سے شایع ہوئی۔ چنانچہ ڈھاکہ کی ململ۔ بنارس کی کمخواب اور کشمیر کے دوشالے اسوقت تک ایسے عمدہ
تیار ہوتی ہین کہ ولایت یوروپ مین اعلی قیمت پاتے ہین۔ یوروپ کی ولایتون مین چند صدی گذرین کہ لوگ فن
بافندگی سے ناواقف تھے وہانکی لوگ جیسا کہ پہلی بیان کیا گیا ہی صرف پوستین پر اوقات بسر کرتے تھے۔
جب انگریزون اور پرتگیزون اور فرانسیسون اور ولندیزون نے سوداگری ہندوستانکی شروع کی تو یہان کی چھینٹین
اور ململین یوروپ کو جانے لگین۔

مجاز نہین کہ ایسی زمین کو آسانی سے نکال دیوے - اوسکی اصلاح بھی ضرور ہے یعنے زمیندارون کو اختیار دیا جاوے کہ بعد اطلاع حاکم ضلع اپنی اپنی زمین کا عمدہ انتظام کرے -

چھٹے - ترقی تخم کیطرف بھی زمیندار اور رعایا کی کوشش اور سرکار کی ہدایت اور توجہ ہونا چاہیئے کیونکہ اکثر تخم اچھا نہین بویا جاتا اور یہ بھی وجہ ہے کہ یہان کا غلہ انگلستان کی بازارون مین بمقابلہ امریکا کی قیمت نہین پاتا -

ساتوین - آبپاشی ہندوستان مین وسائل آبپاشی ایسی مختلف ہین کہ ایک اصول پر قواعد آبپاشی منضبط نہین ہو سکتے - ایسا پایا جاتا ہے کہ تالاب اور کنوؤن سے زمانہ قدیم مین آبپاشی ہوا کرتی تھی کیونکہ ہر پرانی کھیڑون اور گانوون مین دو چار تالاب یا بڑے بڑے کنوئین پائے جاتے ہین -

عہد سابق مین علی مردان خان دہلی مین نہر جمنا بعہد شاہجہان لایا جس سے گورنمنٹ انگلینڈ نے آبپاشی کا کام لیا - ہماری سرکار نے بہت سی نہرین جاری کین - مگر میری راے مین نہرون کی آبپاشی سے چند نقصانات ہین - اول یہ کہ آب و ہوا اون قطعات کی جہان نہر گذرتی ہے مرطوب ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے تولید و تناسل کم ہوتا ہے اور امراض مرطوبہ پھیل جاتے ہین - دوم گو پیداوار چند سال تک نہایت عمدہ ہوتا ہے مگر پھر زمین پر ریہ آجاتی ہے اور پیداوار حالت ابتدائی سے بھی کم ہو جاتا ہے اس صورت مین آبپاشی بذریعہ کنوؤن اور تالابون کی عمدہ ہے ہمکو چاہیئے کہ اپنے اپنے گانوون مین کنوئین اور تالاب تیار کراوین اور اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو سرکار ایسے کام مین روپیہ قرض دینے کو مستعد ہے مگر شاید بخوف بندوبست میعادی کا ہو رہا ہو زمیندار اسطرف توجہ نہین کرتے یا سرکار عوض نہرون کے کنوئین اور تالاب بنوا کر اوسکے ذریعے سے محصول آبپاشی وغیرہ وصول کرے -

آٹھوین ضرورت تقرر مدارس فلاحت -

اب مین ضرورت تقرر مدارس کاشتکاری کو بیان کرتا ہون واضح ہو کہ نوے برس ہوے جب امریکہ مین کپاس کو لوگ بنظر استعجاب دیکھتے تھے سنہ ۱۷۹۱ع مین اوس ملک مین اول کپاس بوئی گئی اور اوس سال مین دو سو چالیس من روئی پیدا ہوئی پچاس برس بعد پونے چار لاکھ من روئی سواے خرچ امریکہ کے دیگر ملکون کو گئی اور اب تو یہ حال ہے کہ قریب قریب تمام روے زمین کے آدمی وہان ہی کی روئی کا کپڑا پہنتے ہین - ہندوستان جو اصلی منبت روئی کا ہے اور جہان ہزارون برس سے روئی پیدا ہوتی ہے امریکہ کی برابری نہین کرتا اور نہ ہم لوگ ویسی عمدہ روئی پیدا کر سکتے ہین - ایک اور مثال ترقی ملک امریکا کی اس فن زراعت مین لکھتا ہون

اسکے لیے ارزان ملے اور گوبر اونکا کہاد کے کام
کے کام آوین اور گائے دودہ کے اور بھیڑ بکری دکہانے کے لیے
آوے - چونکہ بسبب نہ ہونے چراگاہون کے چارہ کی قلت ہوگی اور نسل مواشی کو اس سے نہایت تنزل
پہونچا ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہر گانون مین کسیقدر اراضی چراگاہون کے لیے چھوڑ دیا ہے اور
چری کے عوض مین سارگہو سیٹیم اور انڈیا لکزوریانا وغیرہ جسکا پیداوار بکثرت ہوتا ہے اور جسکو جانور
اونکو برغبت تمام کہاتے ہین اور جسکی غذا جانور کو تقویہ تمسیر کا فائدہ پورا پورا دیتی ہے بہو دیوینا -
اس تحریر کا منشا تعصب ہرگز نہین اور نہ یہ محل ایسی بحث کا ہے - یہ امر صرف نظر مصالح مملکت اور منافع
خلقت کے معرض بیان مین آیا ہے - اکثر مسلمان زمیندارون نے بھی میری اس راے کے ساتھ
اتفاق کیا ہے -

تیسرے - ترقی زراعت کیواسطے بندوبست استمراری کا ہونا ضرور ہے تاکہ زمیندار اور رعایا دونون
دلجمعی اور لگان سے محفوظ رہکر ترقی پیداوار مین کوشش یکجائی کرکے مستفید ہون - البتہ
بندوبست استمراری مین سرکار کا نقصان بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے الا اسکا فائدہ مستور ہے
اور سرکار کا جبر نقصان اور طرح سے بھی ہوسکتا ہے یعنے جب زمیندار اور رعیت متمول ہوگی - اور
سرکار کو ضرورت روپیہ کی ہوگی تو سرکار اور طرح سے لے سکتی ہے کیونکہ بموجب اصول عامہ کے سرکار
اسقدر لینے روپیہ کی مجاز ہے جسقدر مطلوب ہو خواہ کسی طور سے -

چوتھے یہان کے آلات کشاورزی کی اصلاح ہونا ضرور ہے چنانچہ کاربٹ صاحب نے جو ہل بنایا ہے اس
سے اٹھارہ انچہ گہری زمین آسانی سے کہودی جاتی تھی اور اوسمین جو پیداوار ہوتا تھا اوسکو آبپاشی کی
ضرورت مطلق نہ تھی - مسٹر کاربٹ صاحب نے بدایون مین مجکو دو کہیت دکھلائے تھے ایک وہ جسمین
آبپاشی سے کاشت کی تھی اور دوسرا وہ جو زمین گہری کہود کر بلا آبپاشی تیار کیا گیا تھا -
واقع مین پچھلے کہیت کا پیداوار کسی طور سے پہلے کہیت سے کم نہ تھا بلکہ زیادہ اسی طرح قریب قریب سب
آلات کشاورزی اصلاح طلب ہین مگر وقت اصلاح اس امر کا لحاظ ضرور چاہیے کہ ایسے آلات جاری کیے
جاوین جنکو مستری گانون کے کاریگر کرسکین اور یہان کے بیلون سے بذریعہ اون آلات کے کام ہوسکے -
پانچوین ایک اور نقصان یہ بھی ہے کہ بعض کاشتکارون کے پاس اراضی زیادہ اور سامان کاشت کا
کم ہے جسکی وجہ سے زمین کا تردد کما حقہ نہین ہوسکتا ہے خصوصاً اراضی بٹائی مین اور زمیندار ازروے قانون

[illegible]

[illegible] تعجب نہیں [illegible] ضرورت [illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] اور اسکے [illegible] کی قوت اور کندھے کی
[illegible] نے اسکو غذا کے لیے نہیں بنایا ہے بلکہ جوتنے کے لیے
[illegible] کی قوت اور کوہان کی مضبوطی سے بڑے بڑے بھار
[illegible] اور بیل کے ذریعے سے کاروبار زراعت کا لیا
[illegible] کیا ہے تو سوا ان فائدوں کے جنکا ذکر ہم اوپر کرآئے ہیں
[illegible] کے لیے میسر ہو سکتی ہے کہ جسکے ذریعے سے پیداوار
[illegible] زیادہ ہو

[illegible] کے ذریعے سے کاشتکاری جاوے تو بجز نقصان ہوگا تو یا کل زمین
[illegible] ایسی نہیں کہ ہر کلوں کے ذریعے سے کاشتکاری کیجاوے۔

[illegible] نقصان زراعت کے ایک یہ نقصان بھی ہے کہ کل نسل اس مویشی سے [illegible]
[illegible] کیونکہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کے کام آوین اور گائے دودھ کے اور بھیڑ بکری کھانے کے لیے ارزان ملیں اور گوبر اوپلا کھاد کے کام آوے - چونکہ بسبب ہونے چراگاہون کے چارہ کی قلت ہوگی اور نسل مواشی کو اس سے نہایت تنزل پہونچا ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہر گانون مین کسیقدر اراضی چراگاہون کے لیے چھوڑ دیجاوے اور چری کے عوض مین سارگو سیکرٹم اور انڈیا الکسوریانا وغیرہ جسکا پیداوار بکثرت ہوتا ہے اور نیز بانیز اونکو رغبت تمام کھاتے ہین اور جنکی غذا جانورکو بقدریہ تشبیہ کا فائدہ پورا پورا دیتی ہے -

اس تحریر کا منشا اعتماد ہرگز نہین اور نہ یہ محل ایسی بحث کا ہے - یہ امر صرف متعلق مصالح مملکت اور منافع خلقت کے معرض بیان مین آیا ہے - اکثر مسلمان زمیندارون نے بھی میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا ہے -

تیسرے - ترقی زراعت کیواسطے بندوبست استمراری کا ہونا ضرور ہے تاکہ زمیندار اور رعایا دونون بیدغدغہ جمع اور لگان سے محفوظ رہکر ترقی پیداوار مین کوشش یکجائی کرکے مستفید ہون - البتہ بندوبست استمراری مین سرکار کا نقصان بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے الا ملک کا فائدہ متصور ہے اور سرکار کا جبر نقصان اور طرح سے بھی ہو سکتا ہے یعنے جب زمیندار اور رعیت متمول ہونگے - اور سرکار کو ضرورت روپے کی ہوگی تو سرکار اور طرح سے لے سکتی ہے کیونکہ بموجب اصول عامہ کے سرکار اسقدر لینے روپیہ کی مجاز ہے جسقدر مطلوب ہو خواہ کسی طور سے -

چوتھے یہان کے آلات کشاورزی کی اصلاح ہونا ضرور ہے چنانچہ کارنیگی صاحب نے جو ہل بنایا ہے اس سے اٹھارہ انچہ گہری زمین آسانی سے کہودی جاتی تہی اور اوسمین جو پیداوار ہوتا تہا اوسکو آبپاشی کی ضرورت مطلق نتہی - مسٹر کارنیگی صاحب نے بدایون مین مجکو دو کہیت دکہلائے تہے ایک وہ جسمین آبپاشی سے کاشت کی تہی اور دوسرا وہ جو زمین گہری کہود کر بلا آبپاشی تیار کیا گیا تہا -

واقع مین پچھلے کہیت کا پیداوار کسی طور سے پہلے کہیت سے کم نتہا بلکہ زیادہ اسی طرح قریب قریب سب آلات کشاورزی اصلاح طلب ہین مگر وقت اصلاح اس امر کا لحاظ ضرور چاہیے کہ ایسے آلات جاری کیے جاوین جنکی مرمت گانون کے کاریگر کرسکین اور یہان کے بیلون سے بذریعہ اون آلات کی کام ہوسکے -

پانچوین اکایہ اور نقصان یہ بہی ہے کہ بعض کاشتکارون کے پاس اراضی زیادہ اور سامان کاشت کا کم ہے جسکی وجہ سے زمین کا تردد کما حقہ نہین ہوسکتا ہے خصوصاً اراضی ثبانی مین اور زمیندار از روئے قانون

کیا جاتا ہے کہ مسلمان امرای ہندوستانی کا اسراف میل نہیں ہے سوای غربا کے - اب اگر ارزانی قیمتا
مطلبہ اُن نقصانات سے جو اس جانور کی کمی نسل سے ہوتی ہیں کیا جاوے تو کوئی نسبت نہیں ظاہر ہے
گاے کے گوشت سے ۸۰ - یا ۹۰ آدمی سے زیادہ کی قوت بسری ایک دن سے سوا نہیں ہوسکتی
اگر وہ گاے زندہ رہے اور اوسط عمر ۱۵ - برس کی قایم کیجاے اور عمر میں تیرہ دفعہ بچہ دیوے اور
کی بابت ایکسال دودھ دیوے مدت سال قرار پائی ہر روز اقل مرتبہ ڈیڑہ سیر دودھ فی یوم فرض کریں تو ایک گاے سے
بیاسی من دودھ حاصل ہوتا ہے کہ جس سے سولہ سترہ سو آدمی کی پرورش ہوسکتی ہے اور اگر اون فوائد کو کہ جو
اس درمیان میں اوسکی نسل سے حاصل ہونگے محسوب کریں تو تعداد مزید ہو جائیگی -
اگر اس جانور کی ترقی نسل اور حفاظت کی کوشش نکیجاویگی تو تعجب نہیں کہ جسقدر ضرورت بیلوں کی ہم
لوگوں کو واسطے کاشتکاری کے ہوگی ہم نہ پہونچینگے -
بیل کی ساخت جسم اور پیٹ کی چوڑائی اور گردن کی مٹائی اور اگلے دھڑ کی قوت اور کندھے کی
مضبوطی سے صاف ظاہر ہے کہ حکیم مطلق نے اسکو غذا کے لیے نہیں بنایا ہے بلکہ جوتنے کے لیے
پیدا کیا ہے تاکہ زمین کھودنے اور شانوں کی قوت اور کوہان کی مضبوطی سے بڑے بڑے کھار
بوجھوں کو کھینچکر منازل بعیدہ میں پہونچاویں اور بیل کے ذریعے سے کاروبار زراعت کا لیا
جاوے - اگر اس جانور کی حفاظت کیجاوے تو سواے اور فائدوں کے جنکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں
اوسکے گوبر اور پیشاب سے عمدہ کھاد کھیتی کے لیے میسر ہوسکتی ہے کہ جسکے ذریعے سے پیداوار
زراعت بہت زیادہ ہو -
اگر یہ کہا جاوے کہ کلوں کے ذریعے سے کاشت کرائی جاوے تو جسقدر نقصان ہوگا تو ہمالی زمین
اور نیز حالت ملک ایسی نہیں کہ جو کلوں کے ذریعے سے کاشتکاری کیجاے -
قطع نظر نقصان زراعت کے ایک یہ نقصان بھی ہے کہ کمی نسل اس مویشی سے ہم اور ہماری اولا
ہوتی جاتی ہے کیونکہ دودھ اور گھی ہی اعلے اور مقوی اجزا اکثر ہماری غذا کے ہیں - ہمکی کمی
آدمی کمزور اور ضعیف الجثہ ہوتے جاتے ہیں اور شملہ اور بیماریان کے یہ ایک بڑا سبب ہے - چونکہ ا
کیواسطے جمہور تک ہی کا گوشت نہایت نافع ہے - پس سرکار اور بڑے بڑے زمینداروں کو لازم
نہایت ان کو قائم رکھنے کے واسطے ترقی نسل مویشی کے تدبیر کریں تاکہ مویشی کی کثرت ہو

درخت کے لگانے کو ایک ثواب اور درخت کے کاٹنے کو ایک عذاب عظیم قرار دے کر ان دونون باتون کو عقاید مذہبی مین شامل کر دیا تھا اور اہل اسلام کے نزدیک بھی قاطع الشجر مردود ہے - نتیجہ اسکا یہ ہوا اس ملک مین درخت بکثرت بوئے جاتے تھے اور ہرے درخت کو کوئی نہین کاٹتا تھا - اب بہ نسبت سابق کے ہندوستان مین سب جنگل کٹ گیا درخت کم ہو گئے اسلیے یہان بارش بھی کم ہو گئی -

زمیندارون پر واجب ہے کہ اپنے دیہات مین جو اراضی افتادہ ہے اوسمین درخت لگا دیوین جنسے سواے اون فوائد کے جو مسٹر کار صاحب نے لکھے ہین اور جو ذیل مین درج ہوتے ہین ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان درختون کی سوکھی لکڑی جلانے کی کام مین آویگی اور گوبر جو اب جلایا جاتا ہے کھاد کے کام مین آویگا - اور راے کار صاحب کی یہ ہے - کہ مئی - جون - جولائی - کے دنون مین جب فصل اٹھائی جاتی ہے اور اراضی کھلی ہوئی پڑی رہتی ہے تو شعاع آفتاب زمین پر بلا حجاب پڑتی ہے اور اوس سے لو پیدا ہوتی ہے اگر اراضی افتادہ مین درخت لگا دیے جاوین تو امید ہے کہ سایہ کی وجہ سے زمین اسقدر گرم نہو اور نیز بوجہ اسکے کہ درخت مادہ رطوبت کو ہوا سے جذب کر لیتے ہین پانی بھی زیادہ برسے -

دوسرے مویشی کی قلت - جبکہ واضعان قانون قدیم ہند نے دیکھا کہ مدار کاشت جس پر ہماری حیات منحصر ہے اوسپر ترقی نسل مویشی کے بھی ہے تو انھون نے واسطے تحفظ اور ترقی نسل گاؤ کے نہایت تاکید کی اور حکم دیا کہ اس جانور کو سواے قلبہ رانی اور سواری کے لوگ دوسرے کام مین نہ لائین چنانچہ اسی وجہ سے حفاظت اور خدمت اس جانور کی ایک جزو عظیم مذہب ہنود کا ہو گیا اور اس طریقے سے گاو کی نسل نے نہایت ترقی پائی - چنانچہ ملاحظہ فرمائیے کہ علاء الدین خلجی کے وقت مین گھی فی روپیہ تیس سیر بکتا تھا اور اب اس جانور کی نسل کو اسقدر زوال پہونچا کہ روپیہ کا سیر سوا سیر گھی بھی نہین آتا اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ اس جانور کو کئی صدی سے لوگ غذا مین استعمال کرتے ہین مگر نہ معلوم کہ سوا اس امر کے کہ اس جانور کا گوشت ارزان ملتا ہے کیا فوائد خلاف حکم حدیث یعنی لحمہا داء ولبنہا شفاء کے لوگون نے دیکھے ہین جنسے اوسکے لحم کی طرف رغبت کی - نواب صاحب بہادر والی رامپور نے عند التذکرہ مجھ سے فرمایا کہ ملک عرب مین گاوکشی بالکل نہین ہوتی - معلوم ہوتا ہے کہ وہان یا تو گاے کی قلت ہے یا لوگ پابند حدیث مسطور کے ہین -

قطع نظر اسکے حکماے یونانی اور ڈاکٹران انگریزی بھی اسبات کے قائل ہین کہ اس جانور کا گوشت ثقیل گرم ... مورث حرارت و یبوست اور مہیج ... [illegible]

لیکن افسوس ہے کہ آج کل بیچارے کسان اس ملک کے ایسے پنجۂ افلاس مین گرفتار ہین کہ قریب آدہے کاشتکار کے ایسے ہونگے جنکو دن اور رات مین ایک دفعہ روٹی نصیب ہوتی ہو اور ایسے تو بہت ہی کم ہین جو ایکسال کے قحط کے متحمل ہو سکین۔

راجگان اور بادشاہان سابق ترقی زراعت کی طرف کم متوجہ ہوے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ زمانہ سابق مین آبادی کم اور پیداوار زیادہ کا لبسبب صعوبت راستون کے غیر ملک کو نہین جاتا تھا بلکہ ایک حصہ ملک کا پیداوار دوسرے حصہ ملک کو نہین جاتا تھا قطع نظر اسکے زمین کی کثرت اور آبادی کی قلت تو جس زمین مین ایکسال کھیتی ہوتی تھی دوسرے سال وہ زمین مویشیون کی جو اوس زمانہ مین کثرت سے تھے چراگاہ ہوتی تھی اور بوجہ پڑنے گوبر کے جو نہایت عمدہ کہاد ہے اوس زمین مین قوت پیداوار زیادہ ہو جاتی تھی اور فی بیگہہ پیداوار نہایت عمدہ ہوتی تھی۔ اور انہین وجوہ سے ارزانی رہتی تھی چنانچہ علاء الدین خلجی کے عہد مین گیہون ۰ من اور جو پونے چار من اور مصری ۲۰ مار فی روپیہ فروخت ہوتی تھی۔ اب گیہون ۱۲ سیر اور جو ۱۶ سیر۔ اور مصری ڈیڑھ سیر فروخت ہوتی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
اب بہ نسبت زمانہ سابق کے بالکل معاملہ بالعکس ہے یعنے آبادی زیادہ ہوگئی۔ راہین صاف ہوگئین جسوجہ سے یہانکی پیداوار بکثرت غیر ملکون کو جانے لگی۔ زمین مین بالکل تردد ہوگیا بلکہ اکثر قطعات زمین مین سال بھر مین دو دو فصلین ہوتی ہین۔ چراگاہ مطلق نہین رہی مویشی کم ہو گئے زمین کو کہاد میسر نہین ہوتا اسلیے اوسکی قوت پیداوار روز بروز گھٹتی جاتی ہے۔ اور کاشتکار اپنی پرانی چال پر جو شاید وقت ایجاد اس فن کے تجویز کی گئی تھی کھیتی کرتے ہین۔ اس صورت مین رعایا زمینداروں اور گورنمنٹ کا فرض مین ہے کہ ترقی زراعت کو مقدم سمجھین۔ ورنہ اس ملک کا جہان مدار زندگی پیداوار زمین ہی پر ہے کہان ٹھکانا۔ نقصانات جو حال کی زراعت مین ہین اور انکے رفع ہونیکی تدابیر جو میرے ذہن ناقص مین گذرے ہین مختصراً ذیل مین لکھتا ہون۔

اول۔ درختون کی قلت۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہوئی ہے کہ جس ملک مین جنگل کم ہو گئے اور درخت کٹ گئے وہان بارش کم ہوتی۔ چنانچہ جزیرۂ سینٹ ہلینہ مین اول جنگل بکثرت تھا اور بارش بھی خوب ہوتی تھی جب آبادی کی کثرت ہوئی اور جنگل صاف کروا دیے گئے تو بارش موقوف ہوگئی۔ اب موجودہ حال مین ہزاروں صنوبر کے درخت لگائے گئے تو بارش اچھی ہونے لگی۔ اسی اصول پر ہمارے بزرگون نے

ممکن نہیں کہ زمرہ اقوام شایستہ مین جگہ پاوین۔

اس موقع پر یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ زیادتی اتفاق کا باعث کیا ہے۔

اسکا جواب نہایت مشکل ہے۔ پر جہانتک عقل سلیم کچھ پہنچتی ہے کہہ سکتے ہین کہ ترقی علم پر زیادتی اتفاق منحصر ہے۔ جسقدر روشنی علم کی زیادہ چمکیگی اسیقدر بنائے نااتفاقی دور ہوگی اسلیے ہمپر فرض ہے کہ اتفاق مین کوشش کرین

[illegible] ترقی زراعت

ہر شخص جو علم جغرافیہ اور تاریخ سے آشنا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ملک ہندوستان سے عمدہ کوئی ملک نہین ہے کل ممالک یوروپ ایشیا اور افریقہ اور امریکا کی آب وہوا اس ملک مین پائی جاتی ہے۔

مثلاً بعض مقامات ہندوستان مثل انگلستان کے سرد اور بعض مقامات مثل افریقہ کے گرم ہین۔ اگر کوشش کیجاوے تو ہر ملک کے میوے اناج اور درخت یہان اوگ سکتے ہین۔

یہ تو کیفیت مجموعی ہوئی اب اگر ایک ایک ملک کا علیحدہ علیحدہ مقابلہ کیا جاوے تو یہ ملک سب سے عمدہ ہے اگر یہ کہین کہ روس ہندوستان سے بڑا ہے تو اوسمین اسقدر آبادی کہان اور اگر یہ کہا جاوے کہ انگلستان مین فی میل آبادی زیادہ ہے تو اوسمین اسقدر زمین کہان۔

کتب قدیم ہند کی بخوبی ثابت کرتی ہین کہ جس زمانے مین اور ملک کے آدمی جنگلون مین رہتے اور مچھلیون سے اور شکار سے اوقات بسری کرتے تھے اور زراعت کے نام کو بھی نہین جانتے تھے اوسوقت مین اہل ہند علم فلاحت اور قواعد انتظام سلطنت سے بخوبی واقف تھے چنانچہ منو ہندوون کے واضع قانون نے اپنے قانون مین جو بنام منوسمرتی مشہور ہے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ قواعد تقسیم اراضی اور طریق وصول لگان اور پرورش مویشی اور قوانین ملکی اور مالی منضبط کیے ہین۔

ہندوستان مین نہ تو ایسی کانین معلوم ہین کہ جنسے نفع معقول ملائی کو بھی پہنچے نہ ہم لوگ اتنے دستکار ہین کہ کوئی ایسی چیزین تیار کرسکین جو غیر ملکون کے بھیجنے کے لائق تصور کیجاوین۔ نہ کسی قسم کے شکار اس ملک مین کثرت سے ہین کہ اس سے یہان کے لوگ اپنا شکم پروری کرین نہ یہان کے لوگ بسبب پست ہمتی کے غیر ملکون کا جانا پسند کرتے ہین۔ پس اس ملک کی صلاح اور فلاح زمین ہی کی پیداوار پر منحصر ہے۔ باوجود اس بات کی کہ یہ ملک ایسا سرسبز وشاداب ہے اور ابتداے آفرینش سے یہان زراعت جاری ہے اور اس زمانے مدار حیات یہان کے لوگون کا پیداوار زراعت پر موقوف ہے

[illegible] امر اظہر من الشمس [illegible]

۲۰ [illegible] مشہور کیا بکمال [illegible] ہے اور یہ امر [illegible]

[illegible] بالاتفاق [illegible] تو اسکو کیا بدگمان خدا کی جانب

[illegible] زمین [illegible] ہونا [illegible] اتفاق سے اتفاق کی کرین تو [illegible] گر اتفاق نہ ہو

[illegible] اتفاق کی ضرورت [illegible] اور [illegible] ماکو کی [illegible]

[illegible] ہوا [illegible] لیئے [illegible] کائنات کو [illegible]

[illegible] اللہ کو [illegible] فرمایے [illegible]

[illegible] نہیں کیونکہ [illegible] کو قتل کیا -

[illegible] ہندوستان میں تو نفاق کی یہ کثرت ہے کہ

[illegible] ہندوستان کو اقبال کا ستارہ سا تو نیا

[illegible] ہر ملک [illegible] اسوقت ہندوستان [illegible] ایک ایسا

[illegible] اتفاق [illegible] پانڈون کا تاریخ ہند میں ایک ایسا

[illegible] میان حکومت تھی - [illegible] اعظم کا فرانس اور گریس

[illegible] اور الکزنڈر یعنی سکندر [illegible] اور ثبوت

[illegible] ہمارے قول کا شاہد عادل اور ثبوت

[illegible] تھا چنانچہ محاربہ مہابھارت [illegible]

[illegible] زمانہ کی وجہ سے اختلاف

[illegible] ہوئی ہے کہ امتداد مدت اور انقلاب زمانہ کی وجہ سے اختلاف

[illegible] نفاق باہمی ہوا - چونکہ ہندوستان [illegible]

[illegible] تعصب قومی اور تعصب قومی کی وجہ سے نفاق باہمی [illegible]

[illegible] مذاہب کی وجہ سے تعصب قومی [illegible] اسلیے اتفاق بھی زیادہ ہو

[illegible] ہندوستان میں اختلاف مذہب بہت زیادہ پایا جاتا ہے [illegible] اسکا عروج [illegible]

[illegible] اتفاق ہوتا ہے اور اسکی دولت اسکی ثروت [illegible]

[illegible] اسکے برعکس صورت نظر آتی ہے چنانچہ کسی [illegible]

[illegible] نفاق خیزد

[illegible] دولت [illegible] خیزد [illegible] بیدولتی از نفاق خیزد

[illegible] ہندوستان کو میزان دانش میں تو لتے ہیں تو یہ سمجھ میں آتا ہے

[illegible] ہندوستان اور [illegible] اور یہاں سرا تا [illegible] بخلاف اسکے

[illegible] اتفاق قرار پانا موجب ترقی قومی اور ملکی ہے [illegible]

[illegible] اس قسم کی پائی جاتی ہیں

[illegible] مثالین اس قسم کی [illegible] اور مختلف المذاہب اور مختلف الالسنہ

[illegible] ترقی ملک اور ترقی قوم [illegible] تو ہمکو [illegible] اتفاق میں [illegible]

[illegible] بنادیا [illegible] اتفاق [illegible]

جغرافیہ کے رسالہ جات علوم فلاحت کی پڑہائی ہاین تو وہ اونکو شوق سے پڑہین اور اونکو ابتدا ہی سے شوق ترقی زراعت کا پیدا ہوا ور طریقے ترقی زراعت کے کسی قدر اونکو حاصل ہو جائین۔

ترقی قوم کیواسطے تعلیم نسوان ایک جزو اعظم ہے چنانچہ جس زمانے مین آفتاب ہندوستان کا اوج پر تھا تو یہانکی عورتین زیور تعلیم سے ایسی ہی آراستہ اور پیراستہ تھین جیسی آج کل یورپ و امریکا کی لیڈیان۔ ملاحظہ فرمائیے کہ لیلاوتی کیسی عقیلہ اور صاحب علم عورت ہندوستان مین گذری ہے اور مثل اوسکے اور بہت سی عورتین اس ملک مین ہوئی ہین اس تعلیم کا تخم میور صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر کے زمانے مین بویا گیا تھا ابھی او سکے انکھوے بخوبی نمودار نہوے تھے کہ تخفیف کی خزان نے اوسے پژمردہ کر دیا۔ اگر سرکار اس قسم کی تعلیم کو ترقی نہین دیسکتی تو ہم لوگون کو چاہیے کہ اپنی کوشش سے اوسکو سبز کرین۔

دوسرا اتفاق

واضح ہو کہ سلسلہ کائنات کا انتظام منتظم حقیقی نے اتفاق ہی پر مبنی کیا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیے کہ قیام دنیا اتفاق عناصر اور قوت جاذبہ پر منحصر ہے۔ علی ہذا ترتیب جمادات اور نباتات اور نیز ابدان حیوانی کے اوپر اتفاق اُن اجزائے بسیط کے کہ جنسے وہ مرکب ہین قرار دی گئی ہے اسکو علم طبیعی کے محاورہ مین اعتدال کہتے ہین۔ دور کیون جائیے اپنے ہی جسم کی بناوٹ کو دیکھیے کہ یہ امتزاج عناصر سے قائم ہے روح اوس سے متعلق ہے اور امور غریبہ اور حرکات عجیبہ معرض ظہور مین آتے ہین جہان ذرہ افراط و تفریط کسی عنصر مین پیدا ہوا نہ جسم رہا نہ روح سب بنا بنایا قدرتی گھر مسمار ہو گیا اسیطرح جب سورج کی بہت سی کرنین متفق ہوتی ہین تو اسقدر وسیع قطعہ روے زمین کو روشنی پہونچاتی ہین جہان کوئی سبب نفاق پیدا ہوا فوراً ہم سے آفتاب اور ہم آفتاب سے علیحدہ ہو گئے۔ اتفاق کی بدولت جنگل مین گائین اپنی اور اپنے بچون کی جان شیرین شیرون سے بچا لیتی ہین۔ کچّے سوت کے دھاگے جب اکٹھے کیے جاتے ہین تو اُنسے کیسے کیسے بھاری بوجھ اوٹھا لیے جاتے ہین۔

اتفاق ہی کی بدولت چھوٹے چھوٹے قطرون سے بڑے بڑے دریا بنجاتے ہین۔ خیر یہ تو سب جانتے ہین

وہی کو ترجیح دیکر نو باتین بادشاہ سے مانگین جسمین سے بادشاہ نے چار باتین منظور کین- اول جو تجار مال انگریزیہ بیکا بندر سورتا مین اوترے اوسپر جو سیکڑا محصول اوس روز نہ لیا جایا کرے بلکہ محصول سالانہ انگریزی کا سالیانہ ٹھہرالیا جاوے اور وہ ہر سال ادا ہوجایا کرے- دوسرے یہ ٹکسال مقام سورتا مین کمپنی جاری کرے اور اوسمین بادشاہ ہندوستان کا سکہ ڈالا جائے اور اوس روپیہ کا رواج ہو- تیسرے کلکتہ سے جو مال انگریزی کمپنی اور جگہہ لیجاوے تو اوسپر محصول معاف ہو- چوتھے کلکتے کے قریب اڑتیس ۳۸ گانون کی زمینداری کمپنی کو دیا ہو اور اونکا خراج جو زمیندار دیتے ہین وہ کمپنی دیا کرے- اول اور دوسری شرط سے انگریزونکا مال بمقابلہ اور قوم فرنگستان کے زیادہ بکنے لگا اور چوتھی شرط سے اونکا پاؤن بنگالے مین جم گیا-

واہ ری ہمدردی قوم اگر سچ پوچھیے تو بنیاد مستحکم سوداگری اور سلطنت انگلشیہ کی ہندوستان مین انہین دونون ڈاکٹرون نے ڈالی-

سوای اس قوم کے کوئی اور قوم بھی ایسی ہمدردی اور بہبودی اپنی قوم کی کرسکتی ہے ہرگز نہین- ہندوستانی اپنے فائدہ کو قابل کو بھی چھوڑکر ہرگز قومی ہمدردی اور بہبودی اپنی قوم کی نکرینگے نہ ایسے فائدے تعلیم چھوڑکر یہ تعلیم اعلی ہی کا نتیجہ ہے- خداتعالی ہمارے بھائی ہندون کو بھی ایسی ہمدردی قوم کی عطا کرے-

اب باقی رہی دوسری قسم کی تعلیم- یعنے تعلیم اونکے کہ جو مکاتب دیہاتی مین ہوتی ہے- مسٹر [illegible] صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق نے اول اول اضلاع ممالک مغربی مین مکاتب دیہاتی جاری کی[illegible] تاکہ کاشتکارونکے لڑکے پڑھ جاوین اور وہ لوگ اپنے گھربار اور کھیت اور داد و ستد وغیرہ کی معاملات کو بخوبی سمجھ لین- پٹواریون کے فریب اور زمیندارون اور مہاجنون کی زیادہ ستانی سے محفوظ رہین اسکے واسطے لکھنا پڑھنا- اب اربعہ تک اور حساب مسطحات تک کافی ہے- برخلاف اسکے ان مکـ[illegible] مین جغرافیہ- تاریخ- اور اقلیدس وغیرہ پڑھائی جاتی ہین اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہان طالب علم تحصیل علم سے فراغت پائی اوسکو سوائے نوکری دماغ مین سمایا اور پیشہ آبائی اور اجداد[illegible] کاشتکاری کو برا جانتے لگا اسوجہ سے ایک قسم کا نقصان پہونچتا ہے- سوا اسکے اکثر کاشتکا[illegible] [illegible] تو مین چنانچہ اس امر کا ثبوت مجھکو خود اپنے گانون مین ہوا ہے کہ موضع

سوا انکے

تعلیم اعلے قوم کی ہمدردی اور بہبودی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ مین اس بیان کی تائید مین چند
مثالین قوم انگریزی کی قلمبند کرتا ہون۔
۱۶۱۵ع مین جیمز اول بادشاہ انگلستان کی طرف سے ٹامس رو صاحب بہ حیثیت سفیر تجارتی کمپنی
کے ہندوستان مین شاہجہان بادشاہ کے پاس آئے اور اپنی ہوشیاری لیاقتی اور خوش تقریری سے
تین ہی ملاقات مین بادشاہ سے فرمان حاصل کیا کہ انگریز جہان چاہین تجارت کی کوٹھیان بناوین۔
بعدہ ۱۶۳۶ع مین شاہجہان بادشاہ دکن مین آیا ہوا تھا اور اوسکی بیٹی جل گئی تھی اسد خان وزیر نے
بادشاہ کو انگریزی ڈاکٹر کے علاج کی صلاح دی چنانچہ ڈاکٹر گبریل بوٹن جو انگریزی سورت کی کوٹھی
کا ڈاکٹر تھا مقام سورت سے بلایا گیا اور اوسکا علاج شروع ہوا اور بیمار کو صحت ہوئی بادشاہ
نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ اب آپ صلے مین کیا مانگتے ہین اگر اوسوقت ڈاکٹر صاحب کرور
روپیہ مانگتے تو ملجاتے مگر اس نیک نہاد اور عالی ظرف نے قومی فائدہ کو فائدہ ذاتی پر ترجیح دیکر
یہ انعام مانگا کہ انگریز بنگالے مین جہان چاہین تجارت کی کوٹھیان بناوین اور ہندوستان مین جو
اسباب تجارت انگریز لیجاوین اوسپر محصول نہ لیا جاوے غرض تجارت مطلق العنان ہوجاوے کہ
ساری روک ٹوک دور ہوجاوے چنانچہ بادشاہ نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اب یہ ڈاکٹر
صاحب دکن سے بعد دو برس کے بنگالے مین آئے جبکہ بادشاہ کا بیٹا مرزا شجاع صوبہ دار بنگال
مقرر ہوکر آیا اور اوسنے راج محل کو اپنا دار الحکومت بنایا۔ جس روز ڈاکٹر صاحب اوسکے ملنے کو گئے
اسکی بی بی سخت بیمار تھی اور اونکے علاج سے اوسکو شفا ہوئی شاہزادہ نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ
جو کچھ آپ مانگتے ہین مانگ لیجیے اوس عالی ہمت نے بھی مثل سابق کے یہی درخواست کی کہ
ملک بنگالہ اور بالاسور مین انگریزون کو کوٹھی جاری کرنیکا فرمان شاہی ملجاوے۔ اوسکے بعد ۱۷۱۵ع
مین فرخ سیر کے عہد مین پریزیڈنٹ کلکتہ نے سرارڈ صاحب کو کچھ تحفہ تحائف دیکر بادشاہ کے پاس
دلی مین اپنا سفیر بناکر بھیجا۔ اسوقت بادشاہ بعارضہ آتشک سخت بیمار تھا اور مہاراج جیپور کی لڑکی
سے شادی کرنے کو تیار رہا تھا ہرچند یونانی علاج ہوا مگر کچھ فائدہ نہوا۔ ڈاکٹر ہملٹن صاحب جو اس
سفارت کے ساتھ تھے بادشاہ کے معالج ہوئے اور انکے علاج سے بادشاہ کو ایک مہینے مین
صحت کلی ہوئی اس علاج کے صلے مین ڈاکٹر صاحب نے مثل ڈاکٹر گبریل بوٹن کے اپنی ذاتی فائدہ

قوم ہم سے زیادہ کون کپوت ہو سکتا ہے کہ انہون نے اپنے آبائی اجداد کی دولت کو کھو دیا
...نسے بڑھ کر کون نا سپوتا ہو سکتا ہے کہ انہون نے اپنے آبا و اجداد کے نام کو شل آفتاب
...ین میں چھپا دیا۔ اس بدنامی کا دھبہ مٹانے کے لیے مجبور ہیں کہ ہم لوگ اکتساب علم اور ترقی
...فنون میں سعی موفورہ اور کوشش بلیغ کریں اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ تاکہ ہم لوگ وہ عزت
...حاصل کریں جو ہمارے بزرگوں کو تھی ایسے موقع پر ہم تہ دل سے سرکار انگلشیہ کا شکریہ ادا کرتے
...ین کرتے ہیں ہمارے بہبود اور فلاح کیواسطے رسائل حصول علم کے کس وسعت کے ساتھ مہیا کیے
...ہیں اگر ہم لوگ اس سے مستفید نہون تو ہمارا قصور ہے۔ وہ ہمارے تعلیم کیواسطے کوشش
...اتنا ہی ایک عرصے سے کر رہی ہے جو کسی دوسری گورنمنٹ میں آج تک نہ کی گئی اور نہ کیا قائم
کیونکہ تعلیم اولاد والدین پر فرض ہے اور جابجا ولایتوں میں صرف تعلیم کا ذمہ والدین ہی کے قرار
دیا گیا ہے۔ برخلاف اسکے ہماری گورنمنٹ فیاض نے یہ بار گران اپنے ذمہ لیا اور شہر بشہر
قریۃ القریہ قصبہ بقصبہ ہماری اولاد کی تعلیم کے واسطے کالج اسکول مکاتب تحصیلی اور دیہی مقرر
فرمائے تاکہ ہر نوع کی تعلیم بقدر خواہش ہماری اولاد کو ہو۔ طرز تعلیم مروجہ سے
تعلیم دو قسم کی پائی جاتی ہے ایک اعلیٰ دوسرے ادنےٰ۔
اکتساب تعلیم اعلےٰ میں ایک بہت بڑا قصور ہمارا ہے یعنے ہم لوگ تعلیم سرکاری کو وسیلہ نوکری کا
سمجھتے ہیں جہان تیسرے دوسرے درجے تک پہونچے مدرسہ چھوڑ دیا نوکری کی تلاش میں
سرگردان پھرنے لگے اور اگر انٹرنس پاس کر لیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم خواندگی تکمیل کر چکا
انٹرنس کالج عالم کی عمارت عظیم الشان کا دروازہ ہے
بہت ہی تھوڑے ایسے طالب علم ہیں کہ جو انٹرنس سے آگے بڑھتے ہیں اس کم ہمتی کی
ہیں اول۔ افلاس طلبہ جسکی وجہ سے وہ متحمل خرچ تعلیم اعلےٰ کے نہیں ہو سکتے۔ دوسرے
کی شان کہ جسکے نقصانات آگے بیان کیے جاوینگے اگر ہم لوگ کم ہمتی کریں اور تعلیم کو
سمجھ بیٹھیں تو ہرگز تعلیم کو وسیلہ نوکری کا نہ گردانیں بلکہ اوس تعلیم کی بدولت شائستگی اور دولت
اپنی اور طرح پر معاش ہم پہونچاوین اور اپنے ابنائے جنس کو ایسے وسیلے پیدا کر

جب یہ بات قرار پائی تو انسان کو اکتساب علم میں ترقی کرنا لابد اور ضروری ہوا — کتب تواریخ قدیم کے دیکھنے سے تحقیق ہوتا ہے کہ اولاً ترقی علم اس ملک ہندوستان میں ہوئی چنانچہ جمیع علوم جو آج تک دریافت ہوئے ہیں قریب قریب سب کتب قدیمہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں البتہ اکثر اونمیں سے انقلاب زمانہ اور امتداد مدت سے معدوم ہو گئے اکثر فلاسفر یعنی حکمائے نامی اور عقلا سے گرامی ہر فنون و علوم کے اسی خطہ میں [illegible] پیدا افلاطون جو حکما سے یونان میں سے [illegible] حکیم مشہور تھا [illegible] کا شاگرد تھا جیسا کہ [illegible] قول سے ثابت ہے آن افلاطون کہ اگرچہ با وصف [illegible] ہندی [illegible] اوستاد [illegible] سکندر اعظم بعد فتح ایران ہندوستان میں آیا تو وہ حکیم کلیان نامی کو [illegible] ساتھ لے گیا اور اوسکی قدر اوسکی تعلیم و تکریم کی کہ جس سے تاریخ یونان مالامال ہے — [illegible] بادشاہ ایران اپنے وزیر کو کتاب کلیلہ و دمنہ کے لینے کو ہندوستان کو روانہ کیا اور جس [illegible] اوسنے اس کتاب کو اپنے پاس رکھا وہ ہر شخص جسنے انوار سہیلی دیکھی ہے جانتا ہے [illegible] اسکے دو حکیم ہندوستان کے بعہد مہدی امین عرب میں موجود تھے اور انہیں کی بدولت اہل [illegible] زیادہ تر دولت علم سے مستفید ہوئے ان حکما کا نام منکا اور [illegible] تھا —

اُس زمانہ میں کوئی ملک روئے زمین کا ہندوستان کے مقابلہ میں [illegible] سے سب علوم و فنون اول مصر کو اور مصر سے یونان کو اور یونان سے [illegible] کو اور [illegible] کو اور روم سے اور ملکوں کو جیسا کہ اکثر متاخرین مورخوں کا خیال ہے گئے —

علم کی وجہ سے ہر ملک کا ستارہ کسی نہ کسی وقت میں چمکتا تھا کہ اوسمیں ترقی علوم و فنون [illegible] درجہ اوج پر چمکتا رہا اور جیسے جیسے علوم و فنون میں تنزل ہوتا گیا ویسے ہی وہ حالت [illegible] میں آتا گیا چند صدیوں کی بات ہے کہ اہل برٹن جو اب ہمکو قوم وحشی بتاتے ہیں خود [illegible] پر بسر اوقات کرتے اور درختوں کی کھوہ میں رہتے اور جانوروں کے پوست اور درختوں کے [illegible] سے اپنے جسم کو ڈھانکتے تھے — درختوں کی کھوہ میں بیٹھکر عبادت کرتے تھے اور [illegible] پتھروں کے ٹیلے بناکر اپنا معبد قرار دیتے تھے اب اس علم کی بدولت اونکو وہ رتبہ حاصل ہوا کہ آج کوئی قوم سطح زمین پر علوم و فنون اور دولت وغیرہ میں انکی ہمسری نہیں کر سکتی —

ل کرنے لگتا ہے پھر اور بھی وجہ سے ایک نقصان عظیم اپنی قوم کے صناعون اور کارگیرون کو
ہوتا ہے کوئی عقلمند آدمی اس کا انکار نکریگا کہ سب سے پہلے ہم مین سے وہ ایک آدھ سیون نی
ی اشیا کا استعمال بلاضرورت شروع کیا ہوگا پھر رفتہ رفتہ اب یہان تک نوبت پہونچی ہے
ہندوستان مین ہزارہا لاکھون آدمی ایسی ہو گئے جو رات دن ولایتی اشیا کا استعمال
نے لگے کیا کھانے مین کیا پہننے مین کیا برتنے مین کیا سواری مین کیا مکانکی زیب و زینت مین
اور یہی امر ہمارے قوم کی تباہی کا ایک سبب عظیم ہوگیا اللہ تعالی اپنے فضل سے و اپنے
حبیب ... کے صدقے سے ہمکو اور ہمارے قوم کے لوگون کو ہدایت کرے اور قوم کی سچی خیرخواہی
اور ہمدردی عنایت فرماوے آمین یارب العالمین

ہندو کی تقریر

اگرچہ عہد سلطنت انگلشیہ مین بمقابلہ شاہان سلف یہان بہت کچھ ترقی ہوئی جیساکہ جلسہ گذشتہ
مین پادری اسکاٹ صاحب نے بیان کیا تھا الا جب نظر غور سے دیکھا جاتا ہے تو ایسے اکثر
امور پائے جاتے ہین کہ جبتک اونکیطرف سرکار اور رعایا کی توجہ کافی نہوگی ہم کہہ سکتے ہین
کہ پوری ترقی اس ملک کو حاصل نہوگی چنانچہ وہ امور ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

اول علم

شکر ہے خالق کائنات کا کہ جسنے انسان کو عقل عطا فرمائی اگر یہ نعمت بیبہا انسان کو عطا نہوتی ت
بنسبت حیوانات کے اپنے رفع ضروریات مین زیادہ محتاج رہتا چنانچہ دیکھیے کہ وہ جانور
ملک کے رہنے والے ہین مثلاً بھیڑ اونکے جسم پر قدرتی پوشش بالون کی ہوتی ہے اور ج
گرم ملک کے باشندے ہین مثلاً ہاتھی اور بھینس اونکے جسم پر بال نہین ہوتے اب انسان ک
یہ اسباب مرحمت نہین ہوے درگاہ ایزدی سے سب باتونکی عوض ایک جوہر بے بہا ع
ہوا ہے کہ جسکی بدولت وہ جمیع حیوانات کو جو اوس سے جسمی طاقت مین بدرجہا
اپنا مطیع اور فرمانبردار بناتا ہے۔ اور اسی عقل کی بدولت بلقب اشرف المخلوقات
... ہتھیار صیقل سے مجلا ہوتے ہین اسیطرح عقل انسانی علم سے صفائی پا

خیال کرکے حتی المقدور اوس ملک کی چیزیں اگرچہ ارزان قیمت پر فروخت ہوتے ہوں اور بظاہر
لطافت اور نفاست میں عمدہ ہوں خرید نکرنا اور اپنے ملک کی چیزیں اگرچہ بالفعل گران ہوں یا کچھ بار نا
ہو مول لیوین تاکہ ہمارے ملک کے کاریگروں کو رغبت ہو اور رفتہ رفتہ وہ اسباب عمدہ اور نفیس
اور خوشنما تیار کریں بیان کرتا ہوں کہ چند روز میں مثل ولایتی شئے کے وہ چیز تیار ہونے لگے اتفاقا
مجھے ایک شخص کا قول یاد آیا جو ہندوستان کا جوتا باوصف خوشنما اور عمدہ اور نفیس اور
ارزان ہونے کے نہیں پہنتا تھا اور اپنے قصبہ کی وضع کا جوتا پہنا کرتا تھا کسی نے اوس سے
پوچھا کہ بھلا یہ کیا بے وقوفی ہے جو تم روپیہ کا روپیہ خرچ کرتے ہو یہ چیز ہمیں لینے ہو اوس سے
کم کو عمدہ جوتا کیوں نہیں لیتے وہ بولا کہ اگر میں اپنی بستی کا جوتا پہنا چھوڑ دوں تو ہمارے بستی
کے چمار کیا کماوین اور کس طرح پلیں گے یہ بات سادہ طور سے اوسنے کہی مگر در حقیقت کیسی
دور اندیشی اور باریک بینی پر مبنی تھی اگر غور کرکے دیکھو تو جو لوگ ہمارے ملک کے ولایتی
اشیا بے ضرورت لیا کرتے ہیں اور ہر ایک ولیسی چیز کہ جو ہمارے ملک کی ہو اوسکی جگہ ولایتی شئے کا استعمال
کرتے ہیں وہ قوم کے بالکل بدخواہی کرتے ہیں افسوس یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے تئیں عقل و فہم
فراست میں کامل سمجھتے ہیں اور بظاہر لوگوں کو عمدہ تعلیم اور تہذیب کی نصیحت کرتے ہیں
اور قوم کی خیرخواہی کا دم بھرتے ہیں مگر اونکے افعال سے کچھ بھی خیرخواہی معلوم نہیں ہوتی
برخلاف اوسکے یورپین لوگوں کو دیکھو اپنی ہی ملک کی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور اونہیں
کا استعمال کرتے ہیں اگرچہ ولیسی شئے درحقیقت عمدہ اور خوب ہو تب بھی اوسکا استعمال
نہیں کرتے کوئی انگریز اپنے ملک کی سوا یعنی بعض چرٹ کو چھوڑ کر خوشبودار خمیرہ تمباکو
لکھنؤ کا بنا ہوا پیچوان میں نہیں پیتا کوئی انگریز ریشمی اوڑھنا نہیں پہنتا کوئی انگریز
پان نہیں کھاتا علیٰ ہذا القیاس یہ خیال نکرنا چاہیے کہ اگر ایک دو شخص ہم میں سے
ولیسی اشیا کا لینا ترک کیا اور ولایتی اشیا کا استعمال اوسکی عوض میں شروع کیا
تو اوس سے قوم کا کیا نقصان ہوتا ہے جب ہزاروں لاکھوں ولیسی ہی اشیا لیا کرتے ہیں
کیونکہ ایک دو شخصوں کے استعمال سے اوروں کو بھی رغبت ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے
کے دیکھا دیکھی اور نیز اپنی زعم میں انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے ولایتی اشیا کا

یہی جواب دیا کہ میان قدردان کون ہے لوگ تو ولایت کی شئے نام ہی سے لی لیتے ہین اور ویسی ہم کو اگرچہ وہ ولایتی کے مثل یا اوس سے بھی عمدہ ہو پسند نہین کرتے اور جو چیزین ہندوستان مین بالکل بنتی ہی نہین اون کے بنانے اور تیار کرنے کے لئے اشتہار بدرج انعامات مناسبا اجرا کرے غالباً بعض چیزون کے بنانے والے ہمارے ملک مین نکل اوینگے جو زمانے کی ناقدری سے گمنام ہو گئی ہین اگر باوجود اجرای اشتہار کے بھی ایک مدت تک ہندوستان مین اوس چیز کا بنانے والا نہ نکلے تو ایسی چیزون کو ایک جگہ قلمبند کرتے جاوین پہر اون مین سے ایک ایک یا دو دو کے سیکھنے کے لئے مجلس اون لوگون کو جنکے دیانت اور امانت اور قوم کی خیرخواہی پر اعتبار ہو یورپ مین زاد و راحلہ دیکر روانہ کرے اور جب تک اونکا قیام وہان لازم ہو تو ضروری خرچ اونکے واسطے مقرر کرے۔

ترقی اور دستکاری کے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ جو لوگ ہمارے قوم مین انگریزی دان ہین وہ کیمسٹری اور کیمیا کی کتابون کا ملکی زبانون مین ترجمہ کرنا اپنا فرض سمجھین اور جو کتاب اس قسم کی ترجمہ کرین وہ اون مجلسون مین سے کسی مجلس مین جو ترقی صنعت کے لئے قایم ہون روانہ کردین مجلس اوس کتاب کو زر چندہ مین سے طبع کرے اور جہان تک ہو سکے اوسکو قیمت لیکر یا بلا قیمت اپنی قوم مین رایج کرے۔

ترقی صنعت مین یہ بھی مویدہی کہ خود مجلس صنعت انگریزی کتابین کیمسٹری اور کیمیا اور جرثقیل وغیرہ کے منگوا کرا اپنے پاس رکھے اور کاریگرون کو ولایتی شئے کے تیار کرنے مین اگر کچھہ مشکلات واقع ہون تو جتنی مدد اون کتابون سے حاصل کر سکے اون کاریگرون کو دیوے۔

ترقی صنعت کی ایک یہ بھی تدبیر ہے کہ جو شخص ہمارے ملک مین کوئی صنعت جانتا ہو تو وہ اوسکی تعلیم اور ترویج مین بخل نہ کرے بلکہ اوسکی ترکیب کو نہایت صفائی اور درستی سے اخبارات مین طبع کرا دے اور اوس قسم کے کاریگرون کو خود محنت اوٹھا کر قوم کے فائدے کے لئے وہ ترکیبا تعلیم کرے تاکہ وہ بیچارے جو حضرت آدم کے وقت سے اب تک ایک ہی ڈہرے پر چلے جاتے ہین روز بروز اپنی صنعت مین عمدگی اور ترقی کرین۔

ترقی صنعت کے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ ہمارے ملک کی لوگ اپنی قوم کی بہبودی اور خیرخواہی کا

اور جن اشیا کی صناع اس ملک مین نہین ہون اون کے سیکھنے کیواسطے لایق لایق نوجوانان ہند کو
یورپ جیسے انگلنڈ اور جرمن اور فرانس اور اسٹریا مین بہیجین کہ ایک مدت قلیل مین وہ وہان سے
تعلیم پاکر مراجعت کر سکتے ہین پھر جہان وہ آگئے ایک شخص ہزارون شخصون کو وہ صنعت
سکہا سکتا ہے۔

ہمارے امرا اور متمول اور عام خوش باش لوگون کو ضرور ہے کہ ہر ہر شہر اور قصبے مین ایک چندہ مقرر
کرکے ایک ایک مجلس ترقی صنعت اور دستکاری قایم کرین اور جو کام اوپر لکہے گئے ہین اونکا انتظام
زر چندہ سے کرین اگر سچ پوچہو تو یہ طریقہ کچہ مشکل نہین ہے نہ ہمارے روسا اور والیان ملک
پر کچہ شاق ہے کہ ایک رقم قلیل منجملہ مصارف ریاست اس امر عظیم کے لئے جسکے وجہ سے ہم
قلیل مین رفاہ قومی اور ترقی نمایان آمدنی ریاست مین ہوگی منتخب کرین نہ ہمارے ملک کے
امرا اور متمولین اور عوام پر گران ہے کہ اپنی اپنی آمدنی مین سے ایک حصہ قلیل جسکا دینا کبہی
بار نہ گزرے اس مجلس کے چندے مین دین۔

فرض کیجئے کہ ہمارے شہر حیدرآباد دکن مین جو آج کل تمام ہندوستان کے شہرون مین
ایک اعلی درجہ کا شہر ہے چھ سات لاکہہ آدمی ہین اگر سب ملکر مجلس صنعت قایم کرین اور
اپنی قوم اور ملک کے ترقی چاہین تو کس آسانی سے ہو سکتی ہے کہ کسی پر بار نہ گزرے اور صنعت نیز
ہماری قوم ترقی کرے اور صنعت و دستکاری مین کمال پیدا کرے۔

ترقی صنعت اور دستکاری کے لئے مجلس کو سب سے پہلے یہہ کام کرنا ہوگا کہ جو اشیا ہمارے
ملک مین غیر ممالک سے آتے ہین اونکی ایک ایک دو دو نمونے منگاوین اور کاریگرون سے کہ بلا انکی
کے لئے طلب کرے پہر اون چیزون مین سے جو جو چیزین ہندوستان مین بنتی ہین لیکن
صفائی اور خوبی مین مثل اور ممالک کے نہین ہوتی ہین اونکے کاریگرون اور بنانے والون کو بلاکر
اور ہر ایک چیز کی تیاری کے واسطے بشرطیکہ وہ شے ہو بہو ولایتی کے مثل ہو ایک معتدبہ انعام
زر چندہ مین سے مقرر کرے تاکہ کاریگر انعام کے حصول کے واسطے اور نیز ناموری کے لئے
ویسی ہی شے تیار کرے اکثر دیکہا گیا ہے کہ جب ہم اپنے ملک کے چادرون یا بتی یا صابون بنانے
والون سے پوچہا کہ تمہاری ساخت مین مثل ولایت کے صفائی اور خوبی کیون نہین ہوتی تو انہون نے

فروخت ہوتی ہین اُن سب کے مواد اور اجزا ہمارے ملک ہی مین موجود ہین اگر ہمکو علم کیمیا مین دخل ہو یا ہم اوسکو ولایت سے سیکھکر آوین تو اپنے تمام قوم کو سکھا سکتے ہین اور صنعت اور دستکاری کے فنون کو بخوبی ترقی دے سکتے ہین خیال کرنا چاہیے کہ اور ولایتون مین آمدنی مالگذاری سے تجارت کے آمدنی بمراتب زیادہ ہے اب ہمارے ہی ملک کو دیکھو کہ سرکار انگریزی کو ہندوستان سے جسقدر مالگذاری وغیرہ کے آمدنی ہے وہ سب ہندوستان ہی کے اخراجات مین صرف ہوجاتے ہے کوئی فائدہ یورپ کو ہندوستان کے قبضے سے نہین ہے بجز اسکے کہ سالانہ بیس یا تیس کروڑ روپیہ کا مال تجارت انگلستان کا ہندوستان مین فروخت ہوتا ہے اور چونکہ ہندوستان اپنی نادانی اور جہالت سے خود صنعت اور تجارت کیطرف متوجہ نہین ہوتا اور انگلستان سے برابر اشیاے تجارتی اپنے ضروریات کے خرید کرتا جاتا ہے اسوجہ سے اوسکی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے خود ہمارے سرکار انگریزی کو فکر ہے کہ ہندوستان کی یہ تباہی اور مفلسی کیونکر رفع ہو رات دن اسکی تدبیرین کرتے ہین اور تجارت کو ترقی دیتے ہین اور راستون مین حفاظت اور امن کرتے ہین تاکہ رعایا صنعت اور تجارت کیطرف متوجہ ہو مگر ہماری سر پر جون نہین پھرتی اور ہم اوسیطرح غافل کے غافل ہین اگر سچ پوچھو تو یہ ہمارے بڑی خوش قسمتی ہے کہ جناب ملکۂ معظمہ جو ہم لوگونکی سرپرست حاکم ہین کیسے رحمدل اور رعایا پرور ہین کہ سیکڑون اسکول اور مدارس ہماری قوم کی تعلیم کے واسطے قایم کئے اور ہمکو ہر طرح سے آزاد کیا کہ ہم بخوشی اپنے خیالات ظاہر کرین جو تجارت اور صنعت ہم رفاہ قوم کے واسطے چاہین بلا تکلف کرین کسی نوعکی مزاحمت نہین ہے —

(۱۴) غرض اوپر کی تقریر سے یہ امر بخوبی معلوم ہوگیا کہ تجارت بغیر صنعت اور دستکاری کے کسی قوم کو مفید نہین ہوسکتی پس جسطرح ہوسکے ہمکو دولت اور عزت حاصل کرنے کے لئے صنعت اور دستکاری کی تحصیل اور تکمیل ضرور ہے صنعت اور دستکاری کی ترویج کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے والیان ملک اور رؤسا اپنی اپنی ریاستون مین ایک ایک مدرسہ تعلیم صنعت اور دستکاری کے لئے جاری کرین جو صناع ہندوستان مین ہون اون کو وہین سے ماہوار تنخواہ مقرر کرکے فراہم کرین اور رعایا کو تعلیم کرادین اور کارخانے تجارتی اشیا کے جاری کرین

اور جن اشیا کی صناع اس ملک میں نہ ہون اون کے سیکھنے کیواسطے لایق لایق نوجوانان ہند کو
بہ جیسے لندن اور جرمن اور فرانس وغیرہ بھیجیں کہ ایک مدت قلیل میں وہ وہان سے
سیکھ کر مراجعت کر سکتے ہیں پھر جہان وہ آگئے ایک شخص ہزارون شخصون کو وہ صنعت
سکھا سکتا ہے۔

امرا اور متمول اور عام خوشباش لوگون کو ضرور ہے کہ ہر شہر اور قصبے میں چند مقتدر
ایک مجلس ترقی صنعت اور دستکاری قایم کرین اور جو کام اس پر لازم ہے اوسکا انصرام
کرین اگر سچ پوچھو تو یہہ طریقہ کچھہ مشکل نہین ہے نہ ہمارے رؤسا اور والیان ملک
ہے کہ ایک رقم قلیل منجملہ مصارف ریاست اس امر عظیم کے لئے جسکے وجہ سے عموم
رفاہ قومی اور ترقی نمایان آمدنی ریاست میں ہوگی منتخب کر دین نہ ہمارے ملک کے امرا
متمولین اور عوام پر گران ہے کہ اپنی اپنی آمدنی میں سے ایک حصہ قلیل جسکا دینا کبھی
گذرے اس مجلس کے چندے میں دین۔

فرض کیجیے کہ ہمارے شہر حیدرآباد دکن میں جو آج کل تمام ہندوستان کے شہرون میں
ایک اعلی درجہ کا شہر ہے چھہ سات لاکھہ آدمی ہین اگر سب ملکر مجلس صنعت قایم کرین اور
اسکے ترقی چاہین تو کس آسانی سے ہو سکتی ہے کہ کسی پر بار نہ گذرے اور صنعت
رہے اور صنعت و دستکاری مین کمال پیدا کرے۔

دستکاری کے لئے مجلس کو سب سے پہلے یہہ کام کرنا ہوگا کہ جو اشیا ہمارے
سے آتے ہین اونکی ایک ایک دو نمونے ناظرین اور کاریگرون کے ملاحظے
رہے پھر اون چیزون مین سے جو جو چیزین ہندوستان میں بنتی ہین لیکن
ہین مثل اونکے نہین ہوتین اونکے کاریگرون اور بنانے والون کو بلا
دیا جائے بشرطیکہ وہ شے ہو بہو ولایتی کے مثل ہو ایک معقول انعام
کاریگر انعام کے حصول کے واسطے اور نیز ناموری کے لئے
کہ جب ہمارے اپنے ملک کے چاقو یا قینچی یا صابون بنانے
مثل ولایت کے صفائی اور خوبی کیون نہین ہوتی تو انکو

اور ملکون سے سے مفید ہوں تو حساب برابر رہے گا جسقدر خرچ ہوا اوسیقدر آمدنی ہوئی
وا ہی بہت ضرور ہے کہ ہمارا ملک یعنی ہندوستان جسقدر اور ملکون کو اپنا روپیہ دیتا ہے
ت زیادہ میٹھا ہے اگر سب ملک قوم کے لوگ کوشش کرین تو کاش یہی درجہ حاصل ہو جاوے کہ
ہندوستان اور ملکون کو دیتا ہے اوتنا ہی اونسے وصول کرلے جب ہمارے ملک کو یہ درجہ
ہو تو ہم کہینگے کہ اب ہندوستان زیادہ تباہ نہین ہو سکتا بلکہ جو حالت تباہی کی ہے اوس سے
م اور قرار رہے گا اگر جسقدر دیتا ہے اوس سے زیادہ اور ملکون سے وصول کرنے لگے تب البتہ
دوستان نے ترقی کی اور اب روز بروز یہان کے لوگ غنی اور مرفہ الحال ہوتے جاوینگے مگر جو
ا اب ہمارے ملک کا ہے وہ تو رونے کے لایق ہے کہ ہندوستان جسقدر اور ملکون کو اپنا
روپیہ دیتا ہے اوسکا دسوان یا بیسوان حصہ بھی اونسے وصول نہین کرتا اب آپ ہر چیز کا مال
ر کیہ لیجیے جو ہمارے ملک سے یورپ کو جاتی ہے مثلاً چمڑا ہزارون لاکھون کا ہندوستان سے
یورپ کو جاتا ہے فی تھان چمڑہ ۹ ر سے زیادہ اوسکی قیمت نہین ہوتی یورپ والے اوس ایک
تھان کو دہ ۹ ر کو ہمارے ملک سے لیتے ہین ۱۲ بوٹ تیار کرتے ہین اور ہمارے ہی ملک مین بھیجدیتے
ہین اور ہر ایک بوٹ کم سے کم عہ ر کو اور زیادہ سے زیادہ عہ کو فروخت ہوتا ہے پس ہندوستان
یورپ سے ۹ ر لیتا ہے اور اوسکے عوض مین عہ یا للعہ دیتا ہے۔ مثلاً روئی ہندوستان سے ولایت
کو کبھی روپیہ کے دو سیر کبھی تین سیر کے حساب سے جاتی ہے اب ولایت والے تین سیر کا بارہ تھان
ململ یا لٹھا یا انگیا باتی کے بناکر ہندوستان کو بھیجدیتے ہین اور ہر ایک تھان کم سے کم عما اور زیادہ سے
زیادہ عہ کو فروخت ہوتا ہے پس ہندوستان یورپ سے عہ لیتا ہے اور للعہ سے لاعہ
اوسکے عوض مین دیتا ہے۔

مثلاً سن جو ہندوستان مین اتنا ذلیل گنا جاتا ہے کہ آج تک ہمارے ملک والون مین سے کسی آدمی
نے توجہ نہ کی سوا ٹاٹ یا بند یا رسی بنانے کے اور کسی کام کا نہ سمجھا وہ کم سے کم روپیہ کا ۵ سیر ہندوستان
سے یورپ کو جاتا ہے پھر یورپ مین اوس سے طرح طرح کی قیمتی کپڑے اور کاغذ تیار کرتے
ہین اور ہندوستان ایک روپیہ لیتا ہے اور ... دیتا ہے
اگر سرسری خیال کرو تو یورپ سے ہندوستان ایک روپیہ لیتا ہے اور ... دیتا ہے
مثلاً آلات جو نہایت ارزان قیمت سے ولایت کو جاتا ہے پھر وہان سے اوسکے لنگ...

سیکڑون اور ہزارون روپیہ اپنی قوم کے غیر قوم کے لوگون کو کہلاتا ہے ہمارے ملک کے تاجر اور سوداگر جو بڑے بڑے شاپین اور دوکانین لگاکر بیٹھے ہین جب اونکی شاپ مین جاؤ تو سر سے انتہا تک زمین سے چھت تک جو بہرا دیکہو وہ انگریزی اور جرمنی اور فرانسیسی غیر ممالک کا اسباب ہی اسباب دکہلائی دیتا ہے ایک چیز بہی اون مین ہمارے ملک کی بنی ہوئی نظر نہین آتی اب یہ تاجر اون اشیا کو جو اور ملکون مین تیار ہوئین اور وہان کے لوگون سے نفع کثیر سے ہمارے ملک مین لاکر ہمارے قوم کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور اپنی دانست مین یہ تاجر خیال کرتا ہے کہ اس تجارت مین مجکو بہت منفعت ہوتی ہے حالانکہ اس منفعت کی کوئی حقیقت بمقابلہ اوس مضرت کے جو کل قوم کو لاحق ہوتی ہے نہین ہی ایک تو یہ کہ منفعت قلیل اور وہ بہی شخصی اور مضرت کثیر اور قومی پہر ایسی منفعت جس سے اتنی بڑی مضرت اپنی قومکو پہونچی دور ہی رہنا بہتر ہی فرض کرو کہ ایک سوداگر انگریزی بوٹ ساختہ لنڈنکا ولایت سے منگاکر ہندوستان مین فروخت کرتا ہی اب ہر ایک بوٹ کی لاگت پہ اگر خیال کرو تو اوسمین ۱۲ر سے زیادہ کا چمڑا نہین ہی اور وہ بہی ہمارے ملک سے ولایت کو گیا ہی لیکن ولایت والون نی اوسکو صاف کرکی ایسا درست کیا اور ایسی کاریگری اور محنت اوسکی صفائی اور رنگ اور ملائمی مین کی کہ وہ بوٹ عہ کو ہندوستانی تاجر کے ہاتھ فروخت کیا ہندوستانی تاجر نے جسکو اپنے قوم کے ہاتھ بیچا تو درحقیقت چار آنے کا نفع اپنی ذات خاص کے واسطے کمایا اور ۱۲ر اپنی قوم کے گنوائی اور غیر ملک والون کو کہلا دئے پس اگر سچ پوچھیے تو غیر ممالک کے اسباب کی تجارت مین اپنی قوم کی بدخواہی ہے نہ خیرخواہی لیکن نہین سمجھتے اور اپنی شخصی منفعت کو قومی منفعت پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ اوپر ہم ذیل اسباب تنزل بیان کر چکے ہین کہ یہ امر بہی ہمارے قوم کی تنزل اور ادبار کے اسباب مین سے ہے اس سے میری یہ غرض نہین ہے کہ عموماً ایک ملک مین دوسرے ملک کی اشیا کا فروخت ہونا باعث اوسکے تنزل اور ادبار اور انحطاط کا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو ملک صنعت اور دستکاری سے بے بہرہ ہو جیسے آجکل ہمارا ملک ہندوستان ہے اوسمین اور ممالک کے اسباب اور اشیائے تجارتی کو جسقدر فروغ ہوتا جاویگا اوسیقدر اوس ملک کا تنزل اور افلاس روز بروز بڑہتا جاویگا وجہ اسکی یہ ہے کہ اس ملک مین صنعت اور دستکاری کا رواج نہین ہے ورنہ جسقدر اور ملک والے اپنے صنایع اور بدایع اس ملک مین بہیجکر یہان سے جلب منفعت کر لیتے ہین اوسیقدر یہ ملک والے بہی اگر اپنے صنایع اور بدایع

ں اوسکو کیونکر کرے چاہو وہ اسی شش و پنج میں بیچارہ تباہ ہوگی روتا تا جو بیماری ہم تکلیف
تا ہے۔ خیر اوپر کی حدیث سے آخرت میں جو عزت تاجر کو ہوگی وہ تو معلوم ہوئی اب
رت کو دیکھو آج جو بڑی بڑی نامی سلطنتیں ہیں جنکو سطوت اور شوکت کی تمام عالم میں دھوم
جیسے انگلستان اور جرمن اور فرانس اور آسٹریا سب تجارت کرتے ہیں اور وہ انکو
ے جو معزز اور روسا اور شاہزادے تجارت کو فخر جانتے ہیں اور نوکری کو عیب جانتے
داری کو ننگ اور عار سمجھتے ہیں اگر بلحاظ بہبودی اور خیر خواہی قوم کی کوئی خدمت یا کام قبول
تے ہیں تو محض تفریح طبع کے واسطے اپنے ملک کے فائدہ رسانی کی نیت سے اوسکا انصرام
رتے ہیں اسی واسطے ہر وقت اور ہر حال میں آزادی سے کام کرتے ہیں اور سچی وفاداری اور
خیر سگالی اپنے مالک اور ملک کی کرتی ہیں یہ نہیں کہ نوکری قائم رہنے کے لحاظ سے وہ ناواجب
خوشامد یا رعایت اپنے بالادستوں کی کریں یا اونکی بدنیتی و کیفیت سرکار سے اونکی اطلاع گورنمنٹ
نہ پیا کہ ہمارے ملک میں ہوتا ہے جس ملک یا سلطنت میں تجارت کا رواج نہیں ہے یا وہاں کے عماید
ور ویسا تجارت کرنے کو عار جانتے ہیں جیسے سلطنت روم اور ایران و افغانستان وغیرہ اونکا
ال دیکھو بالکل آفت رسیدہ اور مصیبت دیدہ ہیں خزانے خالی رعایا مفلس ملک تباہ سلطنت مقروض
ایر قرضدار وہ ملک گویا آتش ہی کے دہانے میں ہیں اگر آج نہ گئی تو کل جاوینگے ابھی ابھی دیکھو اس
چند برس کے عرصے میں مسلمانوں کی کتنی سلطنتیں اور ریاستیں برباد ہوگئیں کاشغر اور بخارا اور خیوا
ہندوستان اور روم اور جو باقی ہیں وہ بھی افلاس کی وجہ سے گویا سسک رہے ہیں اونکا
دم نکلے تو کیا دوسری سانس آنیکی بھی آس نہیں ہے غرض میں
سے اونکی پھر زندہ ہونیکی ... کہاں تک تجارت کے فضایل کو بیان کروں ہو سکتا ہے مگر خلاصہ کلام
... تجارت ... دنیا میں نہیں ہے اور تجارت میں دنیا اور آخرت دو
... تحصیل دولت کا دنیا میں ... اسلئے کہ اگر کسی قوم میں صنعت کا نام
... صنعت کے نہیں ہو سکتا ... اوس قوم کے ترقی نہ ہوگی کیونکہ
... جب ... اور ہر اپنے
... کو گراں قیمت پر خریدتا ہے
... برتے ہیں یہ شخص کا اپنا

پیداوار کے اجزا کو دیکھین اور جس چیز کی قیمت گران اور اوسمین منفعت زیادہ اور محنت کم ہو جیسے روئی اور نیل اور قہوہ اوسکی کاشت کراوین اور باغات کی درستی اور اصلاح کرین اور عمدہ تخم میوون کے اور پھولون کے اور ممالک سے منگا کر اون کو یہان بووین اور اونکا امتحان کرین اور اور جو نقص نکلے اوسکی اصلاح کرین پھر ذرایع اور وسایل آبپاشی کی ترقی کرین اور نہرون اور نالابون سے جا بجا شاخین نکالین اگر ان سب کامون پر ہمارے ملک کے عمدہ اور رئیس زیادہ تر توجہ کرین اور جو عہدہ دار سرکار سے مقرر ہوت وے خیرخواہی اور دلسوزی سے محنت کرین اور اپنے ملک اور قوم کی بہبودی چاہین تو یقیناً روزافزون ترقی ہمارے ملک مین شروع ہووے۔

(۵) تجارت بھی ایک عمدہ ترین اسباب تحصیل دولت اور عزت مین سے ہے مگر ہماری قوم کے اکثر اشخاص اسطرف التفات نہین کرتے بلکہ بعض تجارت کو بیعزتی کا باعث جانتے ہین اور نوکری کو جو سراسر بیعزتی ہے عزت خیال کرتے ہین حدیث صحیح مین ہے التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یعنی سچا سوداگر امانتدار قیامت مین پیغمبرون اور اولیاء اور شہیدون کے ساتھ ہوگا تجارت مین کسی کی تابعداری نہین ہوتی آدمی آزاد اور خودمختار ہوتا ہے نوکری مین بالکل غلامی کرنا پڑتی ہے تجارت مین آمدنی کی کوئی حد مقرر نہین سیکڑون سے ہزارون ہزارون سے لاکھون لاکھون سے کروڑون کی نوبت آتی ہے نوکری مین وہی گنی ہوئی بوٹیان نپا ہوا شوربا ہمیشہ آمدنی محدود ہوتی ہے تجارت مین آدمی روز بروز ہوشیار اور چالاک اور عالی ہمت ہوتا جاتا ہے نوکری مین برخلاف اسکے روز بروز بخیل و پست ہمت ہوجاتا ہے۔ تجارت مین کبھی زوال کا خوف نہین ہے اگر اتفاق سے کسی چیز مین نقصان ہوگیا تو دوسرے چیزون مین اوس سے زیادہ نفع ہوجاتا ہے برخلاف اسکے نوکری مین ہمیشہ فکر رہتی ہے کہین دیر مین گیا تو دیر حاضری ہوئی نگیا تو غیر حاضری۔ بشریت سے اتفاقاً غلطی ہوگئی تو جرمانہ یا موقوف ہوتا ہے پھر اگر موقوف ہوگیا تو دھوبی کے گدھے کیطرح نہ گھر کا نہ گھاٹ کا ہے نہ کوئی اوسکو نوکر رکھتا ہے اسخیال سے کہ فلان جگہہ نوکر تھا ضرور اوس نے کوئی قصور کیا ہوگا یا شرارت کی ہوگی جب تو برطرف ہوا نہ وہ تجارت کرسکتا ہے اسواسطے کہ آمدنی محدود تھی جتنا کماتا تھا اوتنا ہی اوڑاتا تھا اگر اتفاق سے کچھ پس انداز بھی کرتا تھا تو تجارت مین دخل کہان بچپن سے نوکری کیا کئی جب سے آنکھ کھلی عقل آئی نوکری کا خیال رہا سوا اسکے اور کوئی ذریعہ معیشت اوسکے ذہن ہی مین کبھی نہین گذرا اگر کبھی توجہ کام

واسطے تعلیم علوم دنیاوی کے قایم کرین ہمارے عوام کو لازم ہے کہ ان نصیحتون کو سنین
اور سناوین اور پڑہین اور پڑہاوین تفرق اور اختلاف کو یک قلم دلسے دور کرین جو مسلمان توحید نبوت ملائکہ
اور حشر اجساد کا معترف ہو منکرین کے مقابلے مین اوسکو اپنا بہائی سمجہین اور دل سے اوسکی
مدد اور معاونت پر مستعد رہین قومی حمیت اور غیرت اور جوش پیدا کرین۔

(۴) ان اسباب مین سے بہت بڑے سبب تنزل کے دو ہین ایک عمدہ تعلیم کا نہ ہونا دوسرے
زراعت اور تجارت اور صنعت مین ترقی نکرنا عمدہ تعلیم کے لئے بالفعل ہماری سرکار نے ہندوستان مین
مختلف کالج اور اسکول قایم کئے ہین پر جو کچہ کہ ہماری قوم کی سستی اور کاہلی ہے کہ تعلیم کیطرف
توجہ نہین کرتی اور ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا رائیگان کر دیتی ہین زراعت اور تجارت اور صنعت تو دنیا مین
تحصیل دولت کی یہی تین ذریعے ہین زراعت کی اصلاح سرکاری پر متعلق ہے کہ وہ علم زراعت کی مدارس
جاری کرے اور عمدہ اور لایق عہدہ دارون کو انتظام مالگذاری کیلئے مقرر کرے جو بذات خود تمام ممالک
محروسہ کی اراضی کو دیکہین اور دریافت کرین کہ کل اراضی کی مقدار کیا ہے اور اوسمین سے کس قدر
بیگہہ مزروع ہین اور کتنی غیر مزروع پہر غیر مزروع کی فیصدی کیا ہے بعد اوسکی غیر مزروع مین سے
دریافت کرین کہ کتنی اراضی قابل الزراعت ہین اور کتنی زراعت کی لایق ہی نہین ہے اب جو قابل الزراعت
اراضی ہون اور غیر مزروع اون کی فیصدی لگاوین اور اوس فیصدی کو اور ممالک آباد اور مہذب کے
فیصدیون سے مقابلہ کرین تاکہ معلوم ہو کہ غفلت اور کاہلی اور خرابی انتظام کی وجہ سے ہماری آمدنی
مالگذاری مین بمقابلہ اور ممالک کی کسقدر نقص ہے جب یہ نقص معلوم ہو جاوے تو اور ممالک کی
انتظام مالگذاری کی تراکیب اور طرق کو دیکہین اور اونکی کتابون کو زبان ملکی مین ترجمہ کراوین
اور اوسکے واسطے مجلسین منعقد ہون تاکہ کسی صورت سے وہ اراضی جو قابل زراعت ہین لیکن
غیر مزروع مزروع اور آباد ہو جاوین اور جب تک اونکی آبادی پوری نہ ہو جاوے اوس وقت تک
انتظام مالگذاری مین نقص سمجہین اور اوسکی اصلاح کرتے جاوین غافل نہ ہین زمیندارون پر
یہ متعلق ہی کہ جو اراضی غیر مزروع ہین اونکی ہر جنس کے پیداوار کا اور ممالک کی اراضی مزروعہ کی پیداوار سے مقابلہ کرین اور
کمی اور زیادتی کی وجوہ پر غور کرین اور اوسکا بندوبست کرین اسیطرح آلات زراعت جو اور ممالک مین مروج ہین اونکو بھی
اور جن آلات سے کاشتکار کو زراعت مین آسانی ہوتی ہی اونکو طلب کرین اور کاشتکارون مین رواج کرین بعد اوسکے

دوازدہم اسراف اور فضول خرچی شادی اور موت اور لہو ولعب مین خلاف آیہ کریمہ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

سیزدہم جو کچھ اگلے لوگ دینی علوم اور دنیوی علوم مین لکھہ گئے اوسی پر قناعت کرنا علوم وفنون مین روز بروز تحقیق اور ترقی نکرنا۔

چہاردہم حالت موجودہ پر قناعت کرنا۔

پانزدہم دنیا کو فانی سمجھہ کر اوسکے اصلاح نہ کرنا اور حدیث صحیح اللھم اصلح لی دنیای التی فیہا معاشی سے غافل ہوجانا۔

شانزدہم قومی اور ملکی منفعت پر شخصی منفعت کو ترجیح دینا۔

ہفدہم عمدہ عمدہ علوم اور فنون کو نشر نکرنا بلکہ اخفا کرنا۔

ہیژدہم سلطنتہای گذشتہ اور حال کو انقلابات اور تنزلات اور ترقیات سے غافل ہونا اور اونکی وجوہ اور اسباب پر غور نکرنا

الغرض جو اسباب اوپر بیان ہوئی ہین وہ قوی ترین اسباب ہین جنکی وجہ سے ہماری قوم پر ادبار اور تنزل چھا گیا باوجودیکہ روز بروز یہ ادبار اور تنزل بڑہتا جاتا ہی مگر ہم اون کو اسباب پر غور نہین کرتے اور اور اقوام شبانہ روز برخلاف ہماری ترقی کرتے جاتی ہین اگر ہم اور چند یوہی خواب غفلت مین پڑے رہے تو ہمارا مرض لاعلاج ہوجاویگا اور ان اسباب کا زوال ہمارے امکان مین نرہیگا یہہ وہ وقت ہے کہ ان اسباب کا ازالہ اور رفع ہم مین سے ہر ایک شخص پر حتی المقدور فرض ہے لیکن ایک شخص کو کوئی کیا ہوتا ہے جب تک ہماری قوم مین سے ہر قسم کی اشخاص اوسپر متوجہ نہون کوئی امید بہتری کی نظر نہین آتی ہمارے امرا کو چاہیئے کہ وے اپنی دولت کو عمدہ تعلیم علوم اور فنون مین صرف کرین جو جو مجالس اور محافل ترقی علوم و صنعت کی لئے قایم ہون اونکی اعانت کرین ہمارے علما اور مشائخین کو چاہیئے کہ وی عوام کو تعلیم علوم اور فنون کیطرف رغبت دلاوین اور اتفاق اور اخوت اور اتحاد قوم مین سعی کرین جتنے اختلافات اور تعصبات عوام مین پڑے ہوئے ہین اون کو دور کرین وقتاً فوقتاً اور عملاً عملاً یہی وعظ کرین اور یہی پند سناوین کہ علوم اور فنون سیکہو اور تعصب ومخالفت کو دل سے دور کرو اور سب مسلمان بلکہ مثل شیر و شکر کے ہوجاؤ اور جو اختلافات جزئی ہین اون سے قطع نظر کرو یہہ اختلافات جزئی اصل اتحاد ایمانی کے مانع نہین ہین حدیث صحیح مین ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم ہمارے ... والیان ملک کو لازم ہے کہ عمدہ عمدہ کارخانہ صنعتی کے اور عمدہ عمدہ ...

معلوم ہوتی ہے کہ وہ کئی امور ہین-

علوم اور فنون دنیا مین کارآمد مین جیسے تاریخ اور حساب اور ہندسہ اور انجینیری اور پیمایش اور

اور جر ثقیل اور مناظر اور طبیعیات یعنی علوم جمادات و نباتات اور حیوانات اور معدنیات

آب و ہوا اور برق اور تحلیل اور ترکیب اشیا اور طب وغیرہ سے غافل اور لاعلم رہنا اور جو علوم

ہین نہ دنیا مین مفید نہ آخرت مین نافع جیسے منطق اور الٰہی اور کلام شعر شاعری وغیرہ اون کی

ضرورت سے زیادہ تحصیل کرنا اور اپنی اکثر عمر عزیز اون مین رایگان کردینا اور حدیث صحیح اللھم انی

اعوذ بک من علم لا ینفع کو بھلا دینا-

دوم زراعت اور تجارت اور صنعت کا اصول اور فروع پر غور نکرنا اور اون کی ترقی اور ترویج مین

سعی نہ کرنا اور نوکری کو ان پر ترجیح دینا بلکہ زمانہ حال کے موافق نوکری کی بھی لیاقت حاصل

نکرنا-

سوم غیرت اور حمیت اور جوش اور ہمدردی قومی کا چھوڑ دینا-

چہارم نااتفاقی اور تعصب بیجا بات بات پر مسئلے مسائل پر جھگڑنا اور لڑنا اور اخوت ایمانی کو چھوڑ دینا

اور آیہ کریمہ انما المومنین اخوة اور واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا اور حدیث صحیح

من قال لا اله الا الله دخل الجنة اور من قال لا اله الا الله حرم الله علیه النار

پر دھیان نکرنا-

پنجم تقدیر سے منکر ہونا یا تدبیر سے غافل رہنا-

ششم شخصی رای پر عمل کرنا اور مشورے کو ترک کرنا خلاف آیہ کریمہ وامرهم شوری بینهم

ہفتم ظلم و تعدی-

ہشتم بے انتظامی-

نہم ترک سیر و سیاحت-

دہم خیالات کو تنگ کردینا اور آزادی کی رای نہ دینا ہر شخص کو-

یازدہم سلطنت اور خدمات پر مامور کرنے کے لیے ذاتی علم اور لیاقت نہ آزمانا صرف بطور وراثت کرا...

... کہ باپ کے بعد بیٹے کو کردیا-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر دلپذیر

ترقی قومی وملکی

مسلمانونکی تقریر

(۱) ای میرے ہم وطن اور ہمقوم اور ہم مذہب بہائیو اور ای میرے امرا اور رؤسا اور عمایدین اور ارباب دول اور ای میرے علما اور فضلا اور مشایخ اور ای میرے تجار اور صناع ذرا متوجہ ہو کے اس تقریر کو سنو یا اس تحریر کو دیکھو ہوشیار ہو ہوشیار بہت زمانہ غفلت اور جہالت مین گذر گیا اب بہی جاگو اور علوم وفنون اور تجارت اور صنعت اور دستکاری کیطرف التفات کرو — ای کہ پنجاہ رفت و در خوابی * مگر این پنج روز دریابی * کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا بہائی ہے جو اپنے بہائیون کی بہلائی نہ چاہتا ہو کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا شخص ہے جو اپنی قوم اور اپنے ملک کی ترقی پر خوش نہ ہو کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا فرد ہے جسکو مطلق غیرت اور حمیت اپنے ملک کی نہ ہو کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا ہے جو دولت اور عزت کا خواہان نہ ہو کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا ہے جو اپنے ملک اور قوم کی رونق اور رفعت کا جویان نہ ہو کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا ہے جو اپنے بہائیونکی ذلت و خواری دیکہکر نہ گہبراوے کیا تم مین سے کوئی بہی ایسا ہے جو اپنی قوم کی مفلسی اور تباہی پر آٹھ آٹھ آنسو نہ بہاوی نہین نہین ہرگز نہین ای میرے ملک کی باحمیت باشندو اور ای میری قوم کی باعزت بہائیو اٹھو ہمت کرو سب ملکر پھر ترقی اور دولت اور عزت اور حکومت کی تدبیرین کرو * ہر کاریکہ ہمت بستہ گردد * اگر خاری بود گلدستہ گردد * —

قومونکی ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اپنے اسباب تنزل کو سمجہین اور اون پر غور کرین — یعنی اون ذرات پر جنکی وجہ سے ہمارے ملک اور قوم پر تباہی اور مفلسی و کمزوری کی گھٹا چہا گئی ہے استقلال کی

مشتهر قیصر هند حضور نواب کلب علیخان بهادر فرمانروای دار الریاست مصطفی آباد عرف
رامپور دام اقبالهم و ملکهم مطبع محمد حسنخان مین باهتمام محمد حسین مهتمم اخبار دبدبه سکندری کی ۱۹ تاریخ ماه صفر سنه ۱۲۹۸
مین زیور الطباع پہنکر جلوه آرای عالم شهرت هوئی

قطعه تاریخ طبع نتیجه فکر منشی امیر احمد صاحب امیر مصاحب سرکار

فکرت تسلیم آمد واجب التسلیم خلق — به ازین نظم وقایع می نگنجد در خیال
منصف از اہل سخن داند که چون گردید نظم — ذکر اسلاف کرام شاه و شاه خوشخصال
مثنوی محبوب و حسن طبع باشد آئینه — کاندران آئینه این محبوب می بیند جمال
حسن صورت حسن معنی هر دو باهم آمده — فخر سازد طابع و شاعر بنازد بر کمال
بسکه شد مطبوع و شد مطبوع سالش گفت امیر — گشت حسن طبع و حسن طبع حسن بی زوال ۱۲۹۸

قطعه تاریخ جناب محمد احمد صاحب قمر خلف منشی امیر احمد صاحب امیر

تسلیم نمود نظم تاریخ بدیع — وصفش نبود حوصله هر عامی
تاریخ طبع آمدنش کلک قمر — بنوشت که ذکر روسای نامی ۱۲۹۸

تاریخ طبع میر ضامن علی صاحب جلال

مثل این نیست نظم در تاریخ — طبع گردید مثنوی غریب
سال طبعش رقم نمود جلال — مثنوی چه بیمثال و عجیب ۱۲۹۸

قطعه تاریخ سید عبد الجلیل صاحب مارهروی که هر مصرعش

زد رقم خامه منشی تسلیم ۱۹ سنه ۳۷ — واقعات امرا ذی ... ۱۲۹۸

ذکر ... سلطان ۱۲۹۸

غرض آپ کامل ہین ہر بات مین — ہزارون فضائل ہین اک ذات مین
کہانتک لکہون مدحت خسروی — دعا پر کرون ختم یہ **مثنوی**
الٰہی ہی جبتک سخن کو قیام — سخن سی ہی جبتک سخنور کا نام
سخنور کا جبتک ہی حسن بیان — شکیب آزمای دل قدردان
تہ گنبد چرخ فیروزہ مند — رہی نام **کلب علیخان** بلند
سخن سنج کی قدر کرتے رہین — دہن روز موتی سی بہرتی رہین
شب و روز بخت عدو مال سی — رہین حکمران جاہ و اقبال سی
نہ کم ہو کبہی شوکت و احتشام — غلامی کرین بخت و دولت مدام
ہمیشہ خوشی کامرانی رہی — یہی عالم شادمانی رہی

گلستان عالم مین باصد فراغ
برنگ گل تر رہین باغ باغ

خاتمۃ الطبع ہزاران ہزار شکر و سپاس اوس خلاق عالم کو سزاوار ہی جسنی لفظ کن سی ہیزدہ ہزار عالم کو تخلیق فرما کر اپنی قدرت و عظمت کا جلوہ دکہایا اور لکہہ لکہہ وصف و ثنا اوس برگزیدہ عالم محبوب یزدان کو زیبا ہی جسنی بیشمار گمکردہ راہون کو بادیہ ضلالت سی بچاکی چراغ رہنمای دکہایا اما بعد مشتاقان علم تاریخ پر روشن ہو کہ ان دنون کتاب لاجواب مسمی بہ تاریخ بدیع تصنیف لطیف جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکہنوی ملازم سرکار حسب الحکم حضور فیض گنجور سکندر صولت سلیمان شوکت حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی مقبول بارگاہ شہنشاہ خاقان حاجی حرمین شریفین

تقاریظ و اسناد کو دیکھ کر — ہوئی شاد نواب والا گہر
او سیدن تقاضی سی ارمان کی — دیا حکم چہپنی کا دیوان کے
سفیرِ سپہرِ ہمہ دان یہان — رہا مدتون روز و شب میہمان
برابر مدارات ہوتی رہے — مراعات و برات ہوتی رہی
پسِ سال رخصت کیا آپنی — بہت کچہ عنایت کیا آپ نی
او ہر چہپ کی یہ نسخہ بمیثال — ہوا عینک چشم اہل کمال
جو نامی گرامی تہے ارباب فن — زبانداران و یکتای شعر و سخن
اونہون نی دواوین کو دیکھ کر — کیا اتفاق آپ کی فضل پر
سو مدح و اوصاف مائل ہوئی — کمالات علمی کی قائل ہوئی
ہزار و دوصد اور پنجاہ مین [۱۲۵] — نکو فال ذی حجہ کی ماہ مین
بلا اختلافِ زبان ہر کہین — زمانی مین تاریخ تہی بیسوین [۲۰]
دمِ صبح یکشنبہ خورشید وار — ہوئی جلوہ گر خسروِ نامدار
شرف بخش روزِ سعادت ہوئی — نوید جہان ولادت ہوئی
کم و بیش تا ختم نظمِ کتاب — اگر کیجئی اوس گہری سی حساب
تو ہو عمر نواب جم جاہ کی — چہیالیس [۴۶] سال اور نہ [۹] ماہ کی
اکابر اصاغر کو شام و سحر — تعجب ہی یہ کیف فضل و ہنر
یہ علم و کمالات حسن قبول — ہوئی کیونکر اس کم سنی مین حصول

بڑی مرتبی کی جو اوستاد ہین — اونہین کو یہ اسرار فن یاد ہین
اور اوسپر یہ اعجاز لطف بیان — کہ خالی تکلف سی نطق زبان
اثر شعر مین نقش تسخیر کا — مزا درد کا میرزا میر کا
فقط فارسی ایک دیوان ہے — بلیغان ذی فہم کی جان ہی
پس جمع یہ نسخہ کیمیا — مع ہدیہ ایران بہیجا گیا
وہان ہین جو فخر فن شاعری — جہان علوم سخن گستری
فلک شان ہم جلوہ ماہ و مہر — ندیم شہنشاہ اعنی سپہر
اونہون نی اسی دیکہکر حرف حرف — شب و روز کی چندی اوقات صرف
ہر رنگ زر نقد کامل عیار — ہر اک طرح پاکر تمام اعتبار
سند کی لیی دلکش و خوبتر — لکہی ایک تقریظ اتمام پر
جو تعریف تہی واقعی یکقلم — وہ کی نثر مین بی تصنع رقم
سوا اونکی ہین اور بہی جو وہان — فن شعر مین یادگار جہان
ہر اک نی تقاضای انصاف سے — بہری خاتمی مدح و اوصاف سے
پس چندی مدت سفیر سپہر — ہوا جلوہ گر صورت ماہ و مہر
اوسیدم ہر اسباب راحت ملا — مکان ایک بہر اقامت ملا
اراکین پیش آئی مہمان سے — عنایت کرم لطف احسان سے
قدمبوس سی جب ہوا کامیاب — کیا پیش وہ نسخہ لاجواب

کتابیں ہی تحسین شہر بنا ... چہار — نہین سرمہ دیدہ روزگار
فقط ایک انمین ہی اردو زبان — لکھی ہے کوئی غم ربا داستان
طرب بخش ہی دافع درد و رنج — اسی کہتی ہین بلبل نغمہ سنج
سوا اسکے ہر نسخہ ہی نظیر — زبان عجم مین ہی شہرت پذیر
کرون نام تحریر قدرت نہین — کہ بحر تقارب مین وسعت نہین
جو استاد ہین ماہران سخن — سمجھتے ہین سرمایہ کسب فن
کیا کرتے ہین سیر آٹھون پہر — ورق سی اوٹھاتی نہین ہین نظر
تتبع مین رکھکے پیش نگاہ — کیا کرتے ہین روی کاغذ سیاہ
پس چند مدت یہ صورت ہوئی — سوی نظم مائل طبیعت ہوئی
ذہانت نی طوفان برپا کیا — دیا فکر عالی نی دریا بہا
ہزارون کہی شعر وہ بی نظیر — کہ چونک اوٹھی مدفن مین سنکر ظہیر
نئی جان معجز بیانی کو دی — حیات دوبارہ معانی کو دی
بلند ایسی مضمون کی بیگمان — زمین سخن بن گئی آسمان
وہ اشعار جسدم فراہم ہوئی — کسی جا زیادہ کہین کم ہوئی
برنگ گل باغ پیراستہ — ہوئی پانچ دیوان آراستہ
طرب بخش جان چار دو مین ہین — زبان دل آویز لہجہ مین
ہزارون ہین انمین وہ قیدین نہان — کہ ماہر نہین جن سی ہر نکتہ

کہا کرتی ہی دیکھکر برتری — یہی ہی یہی لایق سروری
اسیکو ہی زیبندہ شاہنشہے — سزاوار تاج و نگین ہی یہی
یہی ہی رعایا کا پشت و پناہ — یہی ہفت کشور کا ہو بادشاہ
وقار و تحمل کا وہ رنگ ہے — کہ کوہ گران سنگ پاسنگ ہی
سخاوت مین دریا شجاعت مین شیر — دہش مین تامل نہ حملی مین دیر
عطوفت سی آفاق دلشاد ہی — مروت فتوت خداداد ہی
شریعت کی پابند شام و سحر — طریقت مین پای طلب پیشتر
وحید جہان ہی جو **عبد الرشید** — جگر گوشہ **شاہ احمد سعید**
مقامات عالی سی تہی بہرہ مند — کہ تہا نقشبندی طریقہ پسند
مرید اونکی ہین مدتون سی حضور — اونہین کی بدولت سراپا ہی نور
جو **نواب** مخزن فضیلت کے ہین — یہ انوار سب فیض حضرت کی ہین
کسی اور مین یہ محاسن کہان — یہ ظاہر کہان حسن باطن کہان
فنون لطیفہ کی جانب مدام — رہا التفات طبیعت تمام
لکہی **نثر** ایسی کہ جسکا جواب — کسی اہل فن کا نہین انتخاب
زبان اچہی تشبیہ نایاب و چست — معانی صحیح استعاری درست
فصاحت ہی قربان تقریر پر — فدا ذوق انداز تحریر پر
بلاغت مین پیدا کیا ہی وہ اوج — کہ ہر فقرہ ہی آب کوثر کی موج

ہوا ثابت الفاظِ القاب سی   کہ مملو ہی تہذیب و آداب سی
مضامینِ الطاف پڑہ کر حضور   ہوئی جلوہ بخشِ نشاط و سرور
سفیرِ شہنشاہِ عالم ستان   خدیوِ جہان کا رہا میہمان
ادا سب حقوقِ ضیافت کئی   گرانمایہ تحفے عنایت کئی
کیا رخصت اعزاز سی شان سے   گیا وہ دل آسودہ احسان سی
اسی طرح کی سیکڑون ہین بیان   کرون سبکو تحریر ممکن کہان
نہ گنجایش اتنی سخن مین مری   نہ وسعت خیالاتِ فن مین مری
جدہر دیکہئی کچہ عجب رنگ ہی   خرد صورتِ آینہ دنگ ہی
کمالات ہین آپ مین اس قدر   کہ حیران عالم ہی شام و سحر
دیا حافظہ حق نی ایسا قوی   کہ حاصل ہی ہر کہنگی کو نوی
جو آنکہون سی دیکہا سُنا کان سی   علاقہ نہین اوسکو نسیان سی
زمانی کی تاریخ سی باخبر   قدیمی وقائع ہین پیشِ نظر
ہر اک علم معلوم تحقیق سی   تعلق طبیعت کو تدقیق سے
حدیث و تفسیر و فقہ و اصول   سب آئینۂ حسنِ روی قبول
[illegible] معقول مین جس قدر   حکیمانہ سب پر ہی یکسان نظر
[illegible] کیا مسائل ہین یاد   کہ ہو بوعلی بہی جنہین سنکی شاد
[illegible] امداد سے   کہ بوسی لئی شوکت و جاہ نی

ہزارون ہوئی دونون جانب ہلاک / بنا لالہ گون خون سی روی خاک
اوس آشوب مین آپ نی بےخطر / کمر باندہی تائیدِ اسلام پر
مدد زر سی کی قیصرِ روم کی / ہوئی دہوم مقدارِ معلوم کی
پسِ صلح سلطانِ والاگہر / ہوئی جنگ دشمن سے جب بےخطر
نگاہِ عنایت سی شام و پگاہ / نظر کی سوئِ خیر خواہانِ جاہ
خدیوِ جہان کا نظر کرکے حال / ہوئی خرم و آفرین خوان کمال
سمِ خط و تمغای کوکب نظیر / روانہ کیا ایک نامی سفیر
وہ آیا یہان دور تر راہ سے / سلامی ہوئی عزت و جاہ سی
جو خورشید منزل ہی قصرِ بلند / رہا حسبِ حکم اوسمین وہ ارجمند
تواضع مین پاس مدارات مین / دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
مراعاتِ مہمانِ والامقام / بخوبی ادہر سی ہوئی صبح و شام
تجلی دکہائی اوسی طور کی / ہر اک شب ہوئی روشنی نور کی
بہر پل سے وقتِ سحر ناگہان / کمشنر بہی تشریف لائی یہان
سفیر اونکی ہمراہ نواب سے / ملا شرطِ آئین و آداب سے
کیا پیشتر پیشِ فرمانِ شاہ / دیا پہر وہ تمغای ہمتاب ماہ
لیا خود بدولت نی اعزاز سے / ثنا خوان ہوئی عمدہ انداز سے
کیا وا جو بستہ فرمان کو / پڑہا اوسکی شایستہ عنوان کو

ترقی مراسم مین پیدا ہوئی — طبیعت روابط کی شیدا ہوئی

ہوئی شانِ اخلاص باہم بلند — دلون مین نظر آئی الفت دوچند

پھر آئی یہان شوق مین بیقرار — **لوہارو** کی نواب والا تبار

رہی جاہ و اعزاز سی چند روز — مکانات عمدہ مین رونق فروز

تواضع مدارات ہوتی رہے — ملاقات دنرات ہوتی رہی

اوٹھائی مزی دعوتِ خاص کی — ثنا خوان گئی لطف و اخلاص کے

اسی طرح **ٹیری** کی اعلی رئیس — مع خادمان و جلیس و انیس

ہوئی رونق افروز اس شہر مین — نظیر آج جسکا نہین دہر مین

جو تہی شرطِ حفظ مراتب ضرور — بجالائی سب بندگانِ حضور

کئی روز کے بعد رخصت ہوئی — روانہ مع جاہ و حشمت ہوئی

غرض جسقدر ہین رئیسانِ ہند — فزون جنکی شوکت سی ہی شانِ ہند

ہر اک سی ہین مستحکم و استوار — روابط مراسم کی لیل و نہار

شب و روز باہم ہی نامہ پیام — سفیر آتی جاتی ہین ہر صبح و شام

یہی اوج اقبال دنرات ہی — زیادہ ترقی کی یہ بات ہے

کہ بارہ سو پچانوی (۱۲۹۵) مین بہم — لڑی جب دو سلطانِ گردون حشم

صف آرا ہوا لشکرِ روم و روس — گیا تا فلک غلغل بوق و کوس

چلی خوب شمشیر و توپ و تفنگ — ہوئی مدتون تک قیامت کی جنگ

خوشی سے دلون مین سرور آگیا | جو دیکھا تو آنکھون مین نور آگیا

چمن مین نئی سر سے آئی بہار | مقدر نے تازہ دکھائی بہار

ہوا دور غم جانِ مشتاق سے | پھر آئی خوشی جاگی آفاق سے

بنا شہر آئینۂ روے خلد | گلی کوچہ دینے لگے بوے خلد

بجین نوبتین اہلکارونکے گہر | ہوئی رت جگے جان نثارونکے گہر

رعیت ہوئی شاد و خرم سپاہ | چھٹے قیدِ تشویش سے خیرخواہ

اوسی طرح دربار ہونے لگا | وہی کارِ سرکار ہونے لگا

اوسی شان شاہانہ سے روز و شب | ریاست کا کرنے لگے کام سب

رعیت کو پاکر خریدارِ عدل | کیا ہر طرف گرم بازارِ عدل

جو مصروف ادہر طبع والا ہوئی | ریاست کی رونق دوبالا ہوئی

ترقی یہ سن سنکے ہر صبح و شام | ہوئے دنگ رایانِ عالی مقام

یہ چاہا کہ چلکر کسی طور سے | کرین دید خود دیدۂ غور سے

چنانچہ مہاراجہ گوالیار | یہان لائے تشریف بے اختیار

ملی آکے نواب جم جاہ سے | رہی شوکت و شانِ دلخواہ سے

ادہر سے تواضع مناسب ہوئی | مدارات حسبِ مراتب ہوئی

وہ اخلاق کی ڈہنگ باہم رہی | کہ جبتک رہی شاد و خرم رہی

دمِ رخصتِ راجۂ نامدار | وہ کی صرف ہمت کہ لیل و نہار

تمنا تھی ہر چند دل مین یہی ۔ کہ چھوٹی نہ یہ سر زمین اب کبھی
یہین زندگانی بسر کیجئے ۔ یہین رہئے حج عمر بھر کیجئے
تمنای عالم پناہی نہین ۔ سرِ سطوتِ کج کلاہی نہین
بہت کچھ تھا چرخِ فیروزہ رنگ ۔ برآئین مرادین نکالین امنگ
ولیکن رعایا کا آیا خیال ۔ کہ ہوگی پریشان و آشفتہ حال
ودیعت خداوندِ عالم کی ہے ۔ ازل سی ضمانت مری دم کی ہی
اگر ہوگی یہ میرے ہوتی خراب ۔ توکیا دونگا اللہ کو مین جواب
انہین باتون سی ہوکی مضطر وہان ۔ کیا آپ نی قصد ہندوستان
اکابر اصاغر سی رخصت ہوئی ۔ روان چشم سی اشکِ حسرت ہوئی
تہی جس روز تاریخ صحت قرین ۔ زمانی مین ذی حجہ کی چودہوین
لئی اپنی ہمراہ خیل و خدم ۔ چلی ہند کو خسرو جم حشم
اوسی شوکت و شان و اعزاز سی ۔ اوسی خاص شاہانہ انداز سی
رہی راہ بھر صرفِ جود و نوال ۔ کئی بی سروبرگ لاکھون نہال
سلامی رئیسون سی لیتی ہوئی ۔ غریبون کو انعام دیتی ہوئی
تہی بارہ سو نوی عیان دہر مین ۔ چہٹی تہی محرم کی بر شہر مین
برنگِ نویدِ مسرت اثر ۔ ریاست مین آکر ہوئی جلوہ گر
رعایا ہوئی دیکھکر باغ باغ ۔ جلے شہر مین گھی کے گھر گھر چراغ

جبی آرزو ہوا اس احوال کی
تمنا ہو تفصیلِ اجمال کی

وہ رستم اپنی شوق جگر پر کری
سفرنامی کی سیر دم بھر کری

مفصل ہی سب حال اوسمین رقم
حقیقت سی ہرگز نہین بیش و کم

ہوا ماہِ ذی حجہ جب جلوہ گر
خوشی سی ہوئی ختم راہِ سفر

اوسی روز عشرہ کو باصد سرور
مع الخیر **کعبی** مین پونہچی حضور

اوسی طرح شاہانہ انداز سے
فروکش ہوئی شان و اعزاز سے

تصدق مین اللہ کی شان کی
فدا اوسکی رحمت کے احسان کی

قدومِ مبارک ہمایون ہوا
یہ فضلِ خداوندِ بیچون ہوا

کہ اوس سال حجاج بیت الحرام
ہوئی حج اکبر سی سب شادکام

جو تھی ساتھ خدامِ عالی دماغ
نسیم خوشی سی تھی سب باغ باغ

...سدیو جہاندار کو خاص و عام
دل و جان سی دیتی دعائین تمام

...رض جبکہ ہر طرح فرصت ہوئے
حج و عمرہ سب سے فراغت ہوئی

...ہر اصاغر کو لیل و نہار
علی قدرِ حیثیت و اعتبار

...ین تواضع مین اکرام مین
دیی سیکڑون سبکو انعام مین

...ین و محتاج کو سیم و زر
کیی آرزو سی عطا بیشتر

...ضای خدای ودود
خداوندِ نعمت رہی صرفِ جود

...ن سوا ہند سی صبح و شام
کرم کی بدولت ہوئی نیکنام

یہ سردار ذیجاہ والا تبار | تھی ینبوع کی حاکم نامدار
عمر نامی ایک شخص سردار تھا | بیابانیون کا طرفدار تھا
قبیلے کے اعیان واحباب سے | ملا راہ مین آکی نواب سی
سرافراز پابوس خدمت ہوا | شرفیاب لطف وعنایت ہوا
وہ پیش آیا اعزاز واکرام سے | کیا آپ نی شاد انعام سی
اسیطرح ہرقوم مابین راہ | مشرف ہوئی جابجا گاہ گاہ
اطاعت سی جو پیش آیا جہان | کیا اوسکو احسان سی شادمان
خوش آیا جسی کبر مین انحراف | ہوا سرکش ورہ نورد خلاف
سزا تو ادب سی نہین دی مگر | نہ فرمائی چشم عنایت اودہر
رہا کاوش بخت ناکام سے | پشیمان ومحروم انعام سی
چنانچہ حدیدہ سی کچھہ دور اور | قریب بیابان خدمای تر
رہ تنگ مین زیر دامان کوہ | بیابانیون کا ملا اک گروہ
بظاہر تو صورت کی انسان تھے | حقیقت مین بی شاخ حیوان تھے
خلاف اطاعت وہ ناحق پژوہ | مقابل مین آئی نظر سوی کوہ
ملا اس طرف سی وہ ترکی جواب | کہ بھولی وہ سرگرمی ناصواب
پشیمان اپنی خطا سی ہوئی | پریشان یاس عطا سی ہوئی
ضروری سمجھکر بیان کالعدم | کیا مینی یہ حال کچھ کچھ رقم

معیت مین شیخ الحرم کی جناب　　ہوئی حجرۂ خاص تک باریاب

جمالِ مزارِ پُر انوار کے　　اوٹھائی مزی خوب دیدار کے

وہان کی تہی تصنیف دن رات مین　　کتاب ایک نعت و مناجات مین

کرون مین اگر نام اوسکا رقم　　تو ہو بعدِ قندیل لفظِ حرم

اوسی کاغذِ زرفشان پہ تمام　　کیا جلوہ بخشِ خطِ مشک فام

مطلّا کیا عمدہ عنوان سے　　بنایا مرقع نئی شان سے

پی کسبِ فیضِ زیارت وہان　　کیا پیش اوسی صورتِ ارمغان

دکہایا یہ سوزِ دلی نے اثر　　کہ وہ نسخۂ کیمیای جگر

پسندِ حبیبِ الٰہی ہوا　　قبولِ رسالت پناہی ہوا

ہوا داخل اوس منزل پاک مین　　کتب خانۂ شاہِ لولاک مین

جو خالد ہین مشہور شیخ الحرم　　گرامی منش مفتخر محترم

ہوا خاص دفتر سے اونکی وصول　　شرفنامۂ اعتبار قبول

ہر اک قبر نامی کی زائر ہوئے　　بقیعِ مقدس مین حاضر ہوئی

نوین دن کہ ذیقعدہ کی ہر کہین　　تہی مشہور تاریخ اکیسوین ۲۱

دیا آپ نی حکم بہرِ سفر　　سوی مکہ لی راہ شام و سحر

اکابر نے یہ پاسِ عزت کیا　　کہ آکر اوسی طرح رخصت کیا

بجا لا کی خالد نی تعظیم کو　　کیا ساتہ قاضی براہیم کو

جہان قلعہ یا فوج سلطان کی تہی ‌‌ مطیع ایسی ذی جاہ مہمان کی تہی
عمائد ملی آکی نواب سے ‌‌ سلامی ہوئی خاص اداب سی
غرض ماہ ذیقعد مین جنیطرہ ‌‌ کہ تاریخ تہی تیرہوین مشتہر
اوسی ولولہ سے مع راحلہ ‌‌ مدینے مین داخل ہوا قافلہ
ہوئی شاد مشتاق دیدار کے ‌‌ ارادی بڑہی ہر طلبگار کے
عمائد نی بڑہ کر لیا آپ کو ‌‌ مدارات سی خوش کیا آپ کو
مدینے مین شایستہ اندازسی ‌‌ لی آئی ملوکانہ اعزاز سی
اداشرط والامقامی ہوئی ‌‌ چلی توپ یعنی سلامی ہوئی
تہی سید حسین ایک والاتبار ‌‌ گرامی گہر عمدۂ روزگار
اونہین کی مکان مین پی چند روز ‌‌ ہوئی آپ خاطر سی رونق فروز
قریب اپنی آرام کی واسطے ‌‌ رفیقان و خدام کی واسطے
لیی کچہہ مکان اور بہی چارسو ‌‌ ہوا قافلہ اوسمین آرام جو
پی کسب فیض سعادت اثر ‌‌ رہی آٹہہ دن تک وہان جلوہ گر
زیارت سی اوس روضۂ پاک کی ‌‌ بجہائی لگی جان غمناک کی
ہجوم تمنا مین دم بہر نظر ‌‌ نہ ہلتی مزار آپ کا چہوڑ کر
شب و روز بیتابی شوق مین ‌‌ رہی بیخبر عالم ذوق مین
ادب کا یہ عالم کہ لیل و نہار ‌‌ چلی دو قدم بہی نہ ہو کر سوار

تقاطر ہوا اس قدر چار سو
کہ تر ہو گئی خشک لبہا مجو

زمین عرب منزلون ہر کہین
ہوئی تازہ مانند خلد برین

جو داؤد یہ مدرسہ ہی وہان
دلاویز و دلچسپ و رشک جنان

حرم سی اوسی قرب کامل بہی ہے
مقرر کوئی سمت داخل بہی ہے

وہین آپ ہر روز با صد نیاز
قدم رنجہ فرماتی بہر نماز

کیا کرتی تہی ظہر سے تا عشا
فرائض نوافل سنن سب ادا

کیا مکی مین ایک ہفتہ قیام
بسر کی وہین چین سی صبح و شام

کیا آٹہوین دن وہان سی سفر
ہوا ی مدینہ ہوئی راہبر

مقرر کئی پانسو راہ چلے
چلے آگی پیچہی بہم قافلے

نرالی طرح کی نئی شان کی
جلو مین بڑہی فوج سلطان کی

شریف ایک تہی عبد محسن وہان
گرامی منش زبدۂ خاندان

اونہین پا کی سنجیدہ و انتخاب
شریف حرم نی کیا ہمرکاب

تہی شوال کی بیست و ہفتمین ۲۷
روانہ ہوی سوی یثرب زمین

کہون ان منازل مین کیا کیا بیان
خدیو جہان کی اولوالعزمیان

تمکن اگرچہ تہا بہت خوب تہا
شجاعت سی آفاق مغلوب تہا

کیے کام وہ حسن تدبیر سے
جو ممکن نہ تہی اہل تسخیر سے

شہ روم کی سمت سی راہ بہر
رہا پاس اعزاز مد نظر

مگر آپ بیتابی شوق مین
اوسی حالت وجد مین ذوق

روانہ زیارت کو تنہا ہوئی
سو کعبہ تشریف فرما ہو

اوسیوقت رستہ لیا آپ نی
ادا شبکو عمرہ کیا آپ ن

وہان سی دل آسودہ و پرسرور
اوسی کوٹھی مین آکی ٹھہری حضو

کیا شب کو آرام بے درد و غم
اوٹھی بستر خواب سی صبحدم

طلب کر کے خدام سی چوکڑی
ہوئی بگھی پر جلوہ گر اوسگھڑی

شریف اور جملہ مشاہیر شہر
اراکین سلطان فیروز بہر

ہوئی ساتھ با صد شکوہ و حشم
چلی جانب کعبۂ محترم

بہجوم تمنای دیدار مین
قیامت کا مجمع تھا بازار مین

غرض کوٹھی سی تا مکان شریف
عجیب ایک تھا ازدحام لطیف

بہت جلد مثل نسیم سحر
سواری ہوئی مکہ مین جلوہ گر

تماشائیون کی برآئی مراد
بلائین نگاہون نی لین شادشاد

دعا خلق دینی لگی چارسو
ہمیشہ رہی یہ شہ ناجو

کان شریف حرم مین حضور
ہوئی رونق افروز عیش و سرور

لامی کی توپون نی زیر فلک
سنائی نوید طرب دیر تک

وم مبارک کی تاثیر سے
ہوئی تازہ بہبود تقدیر سی

سال کی بعد اوسدن وہان
ہوا ابر رحمت محیط جہان

وہان کی مشاہیر فرخندہ فر
قدوم مبارک کی سنکر خبر

فراہم لب ساحل آب تھے
طلب گار پابوس **نواب** تھے

ہراک کی لکھون نام قدرت نہین
کہ اس بحر مین اتنی وسعت نہین

جہازون مین خشکی مین شام و سحر
معین وہان فوج تھی جس قدر

وہ فرمان شاہنشہ **روم** سے
سلامی کو آئی بڑی دہوم سے

فراہم ہوئی ایک جگہہ اہل حرب
چلی وقت پہر توپ اونیس[19] ضرب

وہان ایکدن رات ٹھہری حضور
رہی رونق افروز بزم سرور

وکیل **شریف** حرم ناگہان
ہوئی ملتمس بہر دعوت وہان

سمجھکر محبت کی عنوان آپ
رہی تین وقت اون کی مہمان آپ

ٹہری دوسری دن شہ نیک رو
ہوئی خاص جدّے مین رونق فزو

یہان بہی کیا ایک ہی شب قیام
چلی صبح کو سوی بیت الحرام

حجالیہ مین پیشتر سی وہان
سجی ایک کوٹہی مثل جنان

سراپا تکلف سی آراستہ
دل صاف کیطرح پیراستہ

شب و روز کی صبح کی شام کی
مہیا سب اسباب آرام کے

یہ سامان جو شان و شوکت سی تہا
شریف حرم کی محبت سی تہا

اونہین کی وہ کوٹہی تہی بیرون شہر
نہایت دلاویز و نایاب دہر

وہین پیشوائی کو آی بہی تہی
وہین پہلے تشریف لائی بہی تہی

دکہائی یہ دریا دلی اوسگہڑی — کہ تہی اک جماعت وہان پر پڑی
نہ زادِ سفر تہا نہ صرفِ جہاز — فقط دل سے مشتاقِ خاکِ حجاز
کیا رحم دوسو کی ارمان پر — دیا حکم دو انکو زادِ سفر
اوسیوقت دلوا کی سیم و درم — روانہ کیا سوی بیت الحرم
درِ عصر لنگر اوٹہا ناگہان — چلا دودکش مثلِ عمرِ روان
ہوا آٹہوین روز وقتِ سحر — سوادِ **عدن** جلوہ بخشِ نظر
وہان تہا جو مدت سی فرمان روا — کیی اوسنی جملہ مراسم ادا
لبِ ساحل آکر ملا چاہ سے — انہین لی گیا شوکت و جاہ سی
اوتارا نفیس ایک ایوان مین — نہ تہا کم جو فردوس سی شان مین
اوسی طرح **نواب** عالی ہمم — ہوی مائلِ لطف و جود و کرم
وہان دفن ہین دو بزرگانِ دین — جہانِ کرامات و کشف و یقین
لحد ایک ہی چرخ درگاہ کی — **ابان ابنِ عثمانِ** ذیجاہ کی
دوم نورِ عرفان و شمسِ شموس — گرامی گہر **سید عیدروس**
خبر سنکی خادم جو حاضر ہوی — قدمبوس آکر مجاور ہوی
دیا اونکو اسدرجہ زر عیار — کہ ذرہ ولیش سی بن گئی مالدار
ہوا دوسری دن وہان سی سفر — سوی جدہ لنگر اوٹہا بیخطر
اوسی دودکش پر بیس پنجہ زن — ہوی جدہ ہی مین شبکو دلق فروز

وہان سی مع فوج وخیل و خدم | روانہ ہوئی ریل پر صبحدم
ملا شہر جو بنبئی تک جہان | سلامی کی توپین ہوئین سر وہان
ملاقات کی آکی حکام سے نے | بجا لائی شرط ادب سامنی
خداوندِ نعمت نی بہی راہ بہر | لٹائی مساکین پر سیم و زر
امیدِ خلائق سی بڑہ کر دیے | ہزارونکو لاکہون تکر ر دیے
اوسی بست[27] و ہفتم کو با صد سرور | ہوئی جلوہ گر بنبئی مین حضور
کیا ایک بستانسرا مین قیام | ہوئی جمع حکامِ انگلش تمام
اکابر تہی اوس شہر مین جسقدر | قدمبوس کو آئی شام و سحر
سفیرِ شہ روم بہی چند بار | ملاقات کو آئی ہو کر سوار
کمالِ عطوفت سی اخلاق سے | ملی آپ خاصانِ آفاق سی
اوسی باغِ شاہی مین شام و سحر | رہی آپ نہ[9] روز تک جلوہ گر
کمشنر تہا کوئی وہان رامنین | ستودہ منش لائقِ آفرین
وہی جان و دل سی ہوا چارہ ساز | اوسیکے ذریعہ سی ٹہرا جہاز
کرایی کی بابت وہین چہرہ دار | دیی آپ نی ایک لاک و دہ ہزار
دخانی تہا وہ مرکبِ برق دم | خلائق مین مشہور دہاکا علم
اوٹہا کر عمائد نی رنج و تعب | اوسی پر کیا بار سامان سب
تہی شوال کی ساتوین آشکار | ہوئی آپ بہی ظہر پڑہ کر سوار

پہر اک جمعی کو خسروِ پاکباز | ہوئی زیبِ مسجد برای نماز
قیامت کا اوس روز تہا ازدحام | بہری تہی خلائق سی مسجد تمام
اوس انبوہ مین ہر مسلمان سے | یہ الفاظ فرمائی اعلان سے
مری ہین حقوق آپ پر جس قدر | کیی مینے بخشد سب درگذر
دکہائی وہ خلقت کو شانِ کرم | کہ سب بن گئی بندۂ بی درم
زبس ساز و سامانِ راہِ سفر | مہینون سی تیار تہا پیشتر
ریاست سی تا بمبئی جابجا | مہیا ہر اسبابِ آرام تہا
تہی ماہِ مبارک کی بائیسوین ۲۲ | مسلمان روزی سی تہی ہر کہین
ملا حکم لشکر کو بہرِ سفر | ہوا رستم آباد مین جلوہ گر
مع چند خاصانِ والا تبار | ہوئی خسروانہ حشم سی سوار
بڑہی آگی کو وہ فرشتہ جناب | سعادت ہوئی پای بوسِ رکاب
خبر سنکی یہ رستم آباد مین | خلائق تہی کُل آپ کی یاد مین
مشاہیر حاضر برابر ہوئے | درِ خیمہ پر جمع آکر ہوئی
وہین پیشتر سی پیادہ سوار | فراہم تہی حکامِ فتح تبار
ہوئی رونق افروز جب در حضور | بڑہی آگی حضار با صد سرور
ملی سب خدیوِ جہاندار سے | سلامی ہوئی سمتِ سرکار سے
سرافراز پابوسِ خدمت ہوئے | شرفیاب اعزاز و رفعت ہوئے

پر آشوب ماتم مین گلیان ہوئین — تاسف سی جائین پریشان ہوئین

نہ ہنگامہ شادمانی رہا — نہ وہ عالم کامرانی رہا

سجاوٹ سی لوگون کے دل ہٹ گئے — گریبان مثلِ کتان پہٹ گئی

پسِ سال وہ نوشۂ ذیوقار — عروسِ اجل سی ہوئی ہمکنار

مکانات شاہانہ کو چہوڑکر — بسایا لحد کا پسِ مرگ گہر

کیا شوقِ فردوس نی بیقرار — ندیکہی گل زندگی کی بہار

اسی کہتی ہین ضبط و صبر و رضا — کہ نواب گردون حشم نے ذرا

اس آشوب و اندوہِ جانکاہ مین — ہجومِ غم و دردِ ناگاہ مین

کسی وقت کم استقامت نہ کی — کبہی کوئی بیجا شکایت نہ کی

رہی راہِ تسلیم مدِ نظر — کسی دم نہ لغزش ہوئی بال بہر

پس مدتِ یک ہزار و دو صد — کہ ہشتاد و نہ تہی قریبِ نود

زیارت کی پیدا ہوئی حوصلی — زیادہ ہوئی شوق کی ولولے

سفر کو حضر پر مقدم کیا — پی حج ارادہ مصمم کیا

ہوا رہنمون شوق سوی حرم — تمنا نے کعبہ مین اوٹہی قدم

ہوئی تنگ دنیا کی جنجال سے — کنارہ کیا ملک سی مال سے

ذریعی سے ہر کار پرداز کے — کیی کام شایستہ انداز کی

رعایا سی درخواست کی صاف صاف — حقوق اپنی کردین مجہی سب معاف

کرین جشن اپنی جگہہ پر تمام ۔ اوٹہائین مزی عیش کی خاص و عام
غرض تا بہ چند دن تک یہ عالم رہا ۔ کہ مست می عیش عالم رہا
دلون مین تمنائین تہین جوش پر ۔ نہ تہا نامرادی سی کوئی خبر
ہر اک جام عشرت سی بیہوش تہا ۔ جو تہا بیخود و خود فراموش تہا
رہا دست سلطان عالی ہمم ۔ گہر ریز مانند ابر کرم
یہانتک دیا ہر کسیکو کہ بس ۔ پکارا اوٹہی گہبرا کی اہل ہوس
عمائد کو خلعت مین گہوڑی دیی ۔ جو کم رتبہ تہی اونکو جوڑی دیی
رئیس اور جو محض مہمان تہی ۔ خداوند عزت تہی ذیشان تہی
عنایت کرم سی عطیات سے ۔ اونہین بہی کیا شاد ہر بات سی
نئی بات یہ بڑہ کی عالم سی کی ۔ نرالی سلاطین اعظم سے کی
کہ خوش خوش ہوئی جبکہ رخصت برات ۔ دکہاتی چلی شان و شوکت برات
خدیو جہاندار نی راہ بہر ۔ لٹائی عوض سیم و زر کی گہر
رہی لوٹنی والی سب سے کہرے ۔ گہر ہای روشن سی دامن بہری
یہ عالم تہا رستون کا بازار کے ۔ کہ دامن تہی ابر گہر بار کی
مگر حیف چرخ ستمگار نے ۔ سپہر فسون ساز مکار نی
یکایک دکہائی وہ آفت کی دن ۔ کہ بہولی خلائق کو عشرت کی دن
نگاہون مین تاریک عالم ہوا ۔ زمانی کا کچہ اور عالم ہوا

کہ خانہ شماری کی روسی یہان ‏ ‏ ‏ کہ ومہ ہین لاکھہ آدمی بیگمان
کئی توری تقسیم کل شہر مین ‏ ‏ ‏ ہوا شور دریادلی دہر مین
گہرونمین مساجد مین شام وسحر ‏ ‏ ‏ روانہ کئی خوان بالای سر
مسافر سرا مین جو آکر رہی ‏ ‏ ‏ ملی کہانی اونکو بہی سب بہی کہی
نہ محروم ادنی نہ اعلے رہا ‏ ‏ ‏ نہینون رہی کار جنانا رہا
کنوین عمدہ تہی شہر مین جسقدر ‏ ‏ ‏ اونہین بہر دیا شہد سی بیشتر
خلائق نی شام وسحر ہر زمان ‏ ‏ ‏ کیی آب کوثر سی ترکام جان
چراغان سی آفاق روشن ہوا ‏ ‏ ‏ ہراک کوچہ مہتاب ایمن ہوا
درِ قصرِ دولت سی تا بی نظیر ‏ ‏ ‏ بنی نور سی ذرّی بدر منیر
ہوا خاک کا روشن السیا جگر ‏ ‏ ‏ کہ آیا زرِ گنجِ قارون نظر
پری پیکرون کا برابر ہجوم ‏ ‏ ‏ گلی کوچہ مین رقص نغمی کی دہوم
خبر سنکی شادی کی نزدیک ودور ‏ ‏ ‏ چلی سیکڑون طائفی رشک حور
فراہم ہوئین رنڈیان دہر کی ‏ ‏ ‏ پرستان گلیان بنین شہر کی
یہ تہا شہر والون کو حکم حضور ‏ ‏ ‏ کہ ہو ہر محلی مین بزم سرور
شب وروز خوبانِ نوخاستہ ‏ ‏ ‏ رہین رونق بزم آراستہ
ضرورت پی صرف ہو جسقدر ‏ ‏ ‏ وہ لیجائین سرکار سی بی خطر
شب و روز گہر گہر رہی راگ رنگ ‏ ‏ ‏ نکالی خلائق دلون کی امنگ

الٰہی اسیطرح شام و سحر　　رہین آپ اعزاز سی بہرہ ور
ترقی رہی جاہ و اجلال کی　　نہ کم ہو چمک نجم اقبال کی
برنگ خضر شاد و فیروز مند　　ہمیشہ رہین زیر چرخ بلند
یہانتک ہو عمر گرامی دراز　　کہ عیسٰی کی مہدی پڑہائین نماز
دل آسودہ و خوش احبّا رہین　　پریشان و برباد اعدا رہین
ہوئی جبکہ بارہ سو ستاسی سن　　بنا نوجوان آسمان کہن
عجب دن خوشی کی دکہانی لگا　　نئی طرح ہردم ہنسانی لگا
کہی حال دل کون مہلت نہین　　لبون کو تبسم سی فرصت نہین
خدیو جہان نی اوسی سال مین　　زبان نکو فرخی فال مین
جو فرزند ارشد تہی والا گہر　　سرور دل و جان و نور بصر
زمانی مین کہتی تہی سب خاص و عام　　جنہین **ذوالفقار علیخان** مدام
خزانی کیی اونکی شادی مین صرف　　بنی بزم عشرت طلسم شگرف
کسی شخص نی ایسی شادی کبہی　　کہین آنکہون دیکہی نہ کانون سنی
خریدی گئی جملہ شئی بیحساب　　زمانہ ہوا منتفع کامیاب
کیی گرم باورچی خانی ہوئے　　تکلف کی تیار کہانی ہوئی
ہوا موجزن بحر احسان عام　　دیا حکم تقسیم خوان طعام
سخاوت کرم کا کہون کیا حساب　　یہ ادنی ہی نمکو فیض جناب

وہ جب ریل جلوہ آرا ہوئی | ریاست کو یہ عزم فرما ہوئی
حقیقت مین یہ چار باتین یہان | ہوئین خاص بہر خدیو جہان
یہ اعزاز لندن کی سرکار مین | کسی کے لیے تھے نہ دربار مین
مین تفصیل کرتا ہون اونکی رقم | سنین نکتہ سنجان و اہل قلم
ہوئی ایک یہ بات اعزاز کی | نئی ڈھنگ کی طرفہ انداز کی
کہ جسدن رئیسان فرخندہ فر | گئی لینی شہزادی کو ریل پر
گورنر بہادر نی یکبار گے | کیا سبکو زینت دہ بارگی
فقط آپ کو بہر پاس وقار | دیا حکم چلیے چھرٹ پر سوار
دوم یہ کہ جب شاہزادی کی پاس | گئے آپ اُنکی پس التماس
لیا آگی حکام نے دور سی | چلین تو ہین شایستہ دستور سے
ملاقات سی پاکی فرصت حضور | پھری اپنی خیمہ کو با صد سرور
زیادہ یہ والا مقامی ہوئی | کہ بار دگر پھر سلامی ہوئی
سوم شاہزادی جب آئی یہان | کیا حسن اخلاق سی شادمان
طلب کرکی تصویر نواب کی | گہی آرزو جان بیتاب کی
ملاقات کا شوق ظاہر کیا | خصوصیت دل سی ماہر کیا
چہارم وہ شہزادی کا ریل پر | بلانا محبت سی وقت سفر
قدم رنجہ فرمانا نواب کا | وہ اخلاص اوس رشک مہتاب کا

بجالائی خدام درگاہ کی — مراتب سب اعزاز کی جاہ کی
سلامی ہوئی پیشوائی ہوئی — وہی جملہ خدمت نمائی ہوئی
بہم بیٹھی تہی دونون والا گہر — زبانین تہین آب تکلم سی تر
تقاضای شوقِ جگرتاب سی — کہا شاہزادہ نی نواب سی
کہ مین اپنی تصویر زیبا نگار — محبت سی دونگا پی یادگار
مجہی آپ بہی اپنی تصویر دین — مین مشتاق ہون نقشِ تسخیر دین
جدائی کی عالم مین شام و سحر — مین دیکہا کرونگا اوسی بیشتر
کوئی دم طبیعت بہل جای گی — کسی وقت حسرت نکل جای گی
یہ نواب نی سنکی اظہارِ شوق — کیی زیبِ لب حرفِ تکرارِ شوق
کہا ماجرا جانِ مشتاق کا — کہا شکر ادا حسنِ اخلاق کا
سمجہکر خلافِ مروت عدول — کیا شاہزادی کا کہنا قبول
ہوئی جبکہ رخصت وہ عالی گہر — کہا مین ہون آمادہ بہرِ سفر
دمِ صبح کل ہونگا بیشک سوار — یہ امید رکہتا ہون ای جم وقار
گہڑی بہر کو تکلیف فرمائیے — کرم کیجئے ریل پر آئیے
ملاقات ہنگامِ رخصت بہی ہو — تسلی بہی ہو رفعِ وحشت بہی ہو
مبادا کہ ہون شاہزادی ملول — کہا آپ نی یہ بہی خوش خوش قبول
دمِ صبح وعدہ کی ایفا کیا — عنایت سی ممنون اپنا کیا

کسیکی نہ ایسی سلامی ہوئی	نہ حاصل یہ والا مقامی ہوئی
اوسی ہفتی مین بعد صرف کثیر	ہوئی منعقد صحبت دلپذیر
بڑی شان وشوکت سے دعوت ہوئی	رئیسون کی ہر سمت کثرت ہوئی
دلون مین نہ باقی رہا نام رنج	ہوا اخاص اسکے لئے تاجگنج
تہی نواب بہی شبکو مدعو وہان	شرف بخش صحبت ہوئی ناگہان
اراکین لندن نے اعزاز سے	بٹھایا رئیسانہ انداز سے
تمکّن سے بالای کرسیِ زر	جہان آپ محفل مین تہی جلوہ گر
ملوکانہ فرمائی لطف وکرم	وہین آئی شہزادۂ جم حشم
عنایت محبت عطوفت کی ساتہ	ملائی اوسیطرح آپس مین ہاتہ
لیا ساتہ نواب جم جاہ کو	چلی سیر لطف شب ماہ کو
لب بام بالای کرسی زر	ہوئی دونون رشک قمر جلوہ گر
خوش آتا نہ کیون وہ مقام بلند	کہ تہی دل کو سیر چراغان پسند
پہر آخر کو نواب رخصت ہوئی	شرف بخش جای اقامت ہوئی
مراتب تہی اعزاز کی جس قدر	بخوبی ہوئی سب ادا وقت پر
پہر اکیسوین[۲۱] کو پے بازدید	ہوئی آمد شاہزادہ کی عید
اراکین واعیان درگاہ سی	ملی آکی نواب جم جاہ سے
دکہاتی ہوئی شوکت کروفر	ہوئی خیمۂ خاص مین جلوہ گر

بجا لاکی آداب مثلِ خدم
وہین بیٹھی ایجنٹ و سمسن بہم

برابر سوِ دستِ چپ فرش پر
چمرلین صاحب ہوئی جلوہ گر

قریب اونکی کچہ اور اہلِ فرنگ
زمین بوس خدمت ہوئی بیدرنگ

کہا شاہزادی نی نواب سی
کہ سنتا ہون مین اکثر احباب سے

بہت خوب ہی آپ کا انتظام
ریاست کی ہین منضبط جملہ کام

مہمات ملکی ہین رای رسا
نہین کرتی ہرگز کسی جا خطا

رعایا ہی خوش ملک آباد ہی
یہ حسنِ فراست خداداد ہی

نہایت ہی شایستہ عنوان سے
ریاست کو رونق ہی سامان سے

مقر ہین ذکاوت کی خورد و کلان
گورنر بہادر بہی ہین مدح خوان

یہ نواب نی سنکی وصف و ثنا
کیا حرفِ شکریہ خوش خوش ادا

دمِ گفتگوی سراپا صواب
دیی آپ نی سب مناسب جواب

کہڑی ہو کی شہزادی نی عطر و پان
عنایت کیا وقتِ رخصت وہان

اراکین دولت جو ہمراہ تہی
معظم مکرم تہی ذی جاہ تہی

نہایت محبت کی انداز سے
دیا اون کو سمسن نی اعزاز سے

دوبارہ وہی پہر سلامی ہوئی
نمودار عالی مقامی ہوئی

یہ اعزاز تہا خاص نواب کا
سکندر حشم رشکِ داراب کا

وگرنہ وہین نون بنفسِ نفیس
تہی کلکتی مین جمع صد ہا رئیس

یہ سنکر خدیو جہانِ وقار — اوسیدم ہوئی بی تامل سوار
لیا ساتھ بھائی کو فرزند کو — ولیعہد کو خاص دلبند کو
مع چند اعیانِ دولت پناہ — ہوئی جلوہ فرما سوِ بارگاہ
جو نزدیک پونہچی تو آیا نظر — تمامی رئیسانِ والا گہر
فراہم ہین اعزاز سی جاہ سی — سڑک سی الگ دور تر راہ سی
یہ منتر مین جسوقت داخل ہوئے — شرف بخشِ فوجِ مقابل ہوئی
اونہون نے سلامی اوتاری شتاب — بجالائی شاہانہ آئین و داب
برابر ہوئین توپین آتش فشان — پکاری فلک پر ملک الامان
بڑہی پیشوائی کو تانیمہ راہ — اراکین سرکارِ عالم پناہ
خصوصًا سکرٹر فلک اقتدار — گرامی منش سمسن نامدار
محبت کی ہنگامہ آرا ہوئی — چبرٹ تک یہ تشریف فرما ہوئی
اوترکر سواری سی جسدم حضور — گئی خیمہ تک خرم و پرسرور
پڑی شاہزادہ کی ان پر نگاہ — اوٹھی بہرِ تعظیم با فر و جاہ
لبِ فرش تک آئی شوکت کی ساتھ — ملایا بکمالِ محبت سی ہاتھ
پہنچی تہین مکلف برابر دو ہان — سرِ مسند اک سمت دو کرسیان
سوِ راست نواب کو دی جگہہ — ہوئی چپ مین خود زینتِ جایگہ
اراکین نواب کرسی نشین — ہوئی رونق افروز سوی یمین

رئیس اور جتنے ہین باکروفر ... یہ سب ہونگی ہمراہ رہوار پر
چنانچہ موافق اسی بات کی ... رہی قاعدی دن ملاقات کی
تہی اٹھارہوین ماہ مذکور کی ... ہوئی آمد اوس شکِ فغفور کی
تمامی رئیسانِ والاگہر ... گئے پیشوائے کو رہوار پر
فقط خاص نوابِ والاتبار ... جیرٹ پر ہوئی اپنی اوسدن سوار
جنوبی طرف ہی جو جسرِ چمن ... رہی مثلِ خورشید پرتو فگن
جلوس سواری کہ تہا زرق برق ... سراپا زر و سیم و گوہر مین غرق
تمکن سی ٹھہرا ربابی ہراس ... سڑک سی ذرا دور سنتر کی پاس
سواری جو شہزادہ کی آ گئے ... بہارِ چمن اوس سے شرما گئی
زیادہ ہوئی عزت و شانِ ہند ... جلو مین تہی فرمانروایانِ ہند
سواری نظر آئی جب غور سی ... ہوئی اہلِ دل شاد ہر طور سی
پسند آئی تہذیب و ترتیب وہ ... مزہ دی گئی خاص ترکیب وہ
پہر اوس شاہزادی کو تا بارگاہ ... رئیسونے پونہچا کی لی اپنی راہ
خدیو جہان بہی بصد کروفر ... ہوئی خیمۂ خاص مین جلوہ گر
پہر اونیسوین کو یہ ٹھہری کہ آج ... اسیوقت نواب عالی مزاج
ملین شاہزادہ سی عزت کی ساتھ ... قدم رنجہ فرمائین شوکت کی ساتھ
جلو مین اراکین ذی جاہ ہون ... اقارب بہی دو ایک ہمراہ ہون

وہ اخبار مین چہپ چکی ہین تمام — یہان عرض کرنا ہی طولِ کلام
مگر بعض باتین ہو ہین انتخاب — وہ لکہتا ہون مین بہر زیب کتاب
کہ شوال کی چودہوین[14] کو حضور — خداوند ممدوح نزدیک و دور
مناسب سمجہکر ملاقات کو — دیا سب کو حکمِ سفر رات کو
دمِ صبح اعیانِ دولت کی ساتہ — روانہ ہوئی شان و شوکت کی ساتہ
اوسی سولہوین[16] کو بصد کر و فر — ہوئی اکبر آباد مین جلوہ گر
اودہر سی یہ عزت فزائی ہوئی — کہ دو کوس تک پیشوائی ہوئی
بڑی دہوم سی تا درِ خیمہ گاہ — گئی ساتہ حکامِ عالم پناہ
ملی آپ لفٹنٹ سی ایک روز — رہی دیر تک صحبت دلفروز
پسِ قصہ این و آن دو بدو — یہ اوسوقت باہم ہوئی گفتگو
کہ کلکتی مین جبکہ آئی رئیس — ریاست سی تشریف لائی رئیس
گئی پیشوائی کو شوکت کی ساتہ — ملی شاہزادی سی الفت کی ساتہ
کیا سب نی یہ پاس اعزاز و فر — کہ تہی جلوہ گر آپ رہوار پر
فقط شاہزادی جیرٹ پر سوار — رہی رونق افروز جاہ و وقار
یہان بہی وہی طور منظور ہے — وہی جملہ آئین و دستور ہی
تامل ہوا صاحبِ نواب کو — کیا طی پسِ بحث اسباب کو
یہی بات خاطر سی پائی قرار — کہ ہون آپ تنہا جیرٹ پر سوار

وار ہو جای جسکا علاج
ں ہی مناسب یہی ہی صواب
بان اب توقف نفرمائیی
ازل سی جو پائی تہی ہمت بلند
گورنر بہادر نی سنکر یہ حال
مصر ہو کی سمت گرم نہضت کیا
وہان سی اوہر عزم فرما ہوی
اوسی جاہ و شاہانہ انداز سی
سر ریل جہڑہتی او ترقی ہوی
شب قدر کی دن بصد احتلا
ہوئی جب یہ چرخ فیروزہ گون
پی سیر شہزادۂ مہ لقا
سفر کرکے شام و سحر ناگہان
بڑہی پیشوائی کو ارباب ملک
اسی وجہہ سی شاہ جم جاہ بہی
گئی شان و اعزاز و اجلال سے
مراتب تواضع مدارات کی

اونہالی کی صحت کی بہم مزاج
کہ ہون آپ عازم بوطن کو شتاب
ریاست کو تشریف لیجائیی
نکی آپ نی یہ گزارش پسند
کیا ظاہر اخلاص باطن کمال
بڑی شان و شوکت سی رخصت کیا
ریاست کی جانب روانا ہوی
اوسی خاص تعظیم و اعزاز سے
ہر ایک شہر کی سیر کرتی ہوی
ہوئی رونق افزای دولت سرا
ہزار وو صد پر چہیاسی فزون ۱۲ ۹۶
مسمی ڈیوک آف ایڈنبرا
ہوئی رونق افروز ہندوستان
ملی شان و شوکت سی اصحاب ملک
فلک رتبہ و غیرت ماہ
ملی اوس مہ برج اقبال
عنایت کرم لطف دنراز

عناصر سے جاتا رہا اعتدال
ہوا کثرت ضعف سے اور حال

قدیمی عوارض کی جدت ہوئی
حقیقۂ حرارت مین شدت ہوئی

ہوا آفت آب و ہوا کا خلاف
کدورت سے دم بھر رہا دل نہ صاف

مگر آپ اسپر بھی ہوکر سوار
شرف بخش کونسل ہوئے چند بار

وہان دو بڑے صاحب اقبال تھے
گورنر تھے ہا لفٹنٹ بنگال تھے

دم گفتگو جب ہوا کچھ خطاب
دیا آپ نے وہ مناسب جواب

کہ حسن کی ارباب فرہنگ و ہوش
رہے شکل تصویر بیجان خموش

ہوئے قائل انداز تقریر کی
بنے بندے فرزانہ تحریر کی

سوا اسکے جسوقت بگڑا مزاج
ضروری ہوا چارہ دربان علاج

گورنر بہادر کی اصرار سے
ہر اک دم کی تاکید و تکرار سے

مداوا ہوا ڈاکٹر کا شروع
کیا ہیلی صاحب کی جانب رجوع

ولیکن مزاج تقدس اثر
نہ آیا کسی طرح اصلاح پر

کیا ہیلی صاحب نے یہ التماس
کہ اے نجم چشم خسرو حق شناس

مزاج آپ کا ہے نہایت لطیف
یہان کی ہوا ناموافق کثیف

دکھائے گی بیشک یہ اپنا اثر
شکایت رہے گی یہی بیشتر

عوارض مین ہوگی نہ ہرگز کمی
رہے گی یہی روز و شب برہمی

مجھے ڈر ہے ناگاہ ایسا نہو
کوئی عارضہ اور پیدا نہو

ی پیشوائی کو حکام سب — بجا لائی تعظیم و اکرام سب
لامی کی توپون نے دی کر صدا — کیا شکرِ احسانِ مقدم ادا
رمانی کو آئین و دستور سے — سنائی نویدِ طرب دور ہی
جب آیا قدمبوس ہوئی پراگ — وہان روک لی رخش سرعت کی باگ
ملی آکی حضرت سی حکام سب — بجا لائی آئینِ اکرام سب
بنارس مین آکر کیا جب قیام — ہوئی ہر جگہہ سے سوا دہوم دہام
زمین بوس حکام آکر ہوئی — شرفیاب خدمت سی افسر ہوئے
سلامی کی توپون نے آواز سے — کیا سبکو آگاہ اس راز سے
قدیمی روابط کی جدت ہوئی — کہ راجہ کی جانب سی دعوت ہوئی
تہی مستعجل اس راہ مین گو حضور — مگر خاطرِ میزبان کی ضرور
کیی آپ نی دو برابر مقام — رہی صحبتِ عیش سے شادکام
وہان سی ہوئی ریل پر پہر سوار — بڑہی آگی وہ آسمان اقتدار
شرف بخش کلکتہ جب دم ہوئے — اراکین انگلش فراہم ہوئی
گئی پیشوائی کو سامان سے — ملی شوکت و جاہ کی شان سی
برابر سلامی کی توپین چلین — پڑا قلعہ مین زلزلہ ہر کہین
رہی آپ کچہ دن وہان متصل — مگر سست و ناچاق و افسردہ
قلق رنج و اندوہ دل پر رہا — مزاج مبارک مکدر رہا

یہانتک کہ سنکر فراست کا حال | ہوا انکو انکو نہایت خیال
جو کونسل کا ہی محکمہ بی نظیر | ہوا کرتے ہین جمع جسمین مشیر
پی مہرِ اوجِ کرم گستری | گورنر نی تجویز کی ممبری
لکہا چہیڑ کر ذکر احباب مین | طلب کی رضامندی اسباب مین
اون ایام مین گو مزاجِ حضور | رہِ تندرستی سی کوسون تہا دور
نحافت سی دل سخت ناچاق تہا | سفر خاطرِ پاک کو شاق تہا
مگر چونکہ رکہتی تہی ہمت بلند | سفر مین نہ آیا تامل پسند
مسافت کی صدمی سمجہکر فضول | کیا آپ نی بی تردد قبول
ہزار و دو صد پر زیادہ قلم | تراسی برس کر چکا تہا رقم
مہینی مین شعبان کی ناگہان | کہ تاریخ تہی بیسوین بیگمان
جلو مین لئی فوجِ عیش و سرور | ہوئی سوی کلکتہ راہی حضور
نمائش مین سمجہی مناسب کمی | لیی ساتہ کل چار سو آدمی
سرِ شام شکلِ قمر ریل پر | ہوئی درجۂ خاص مین جلوہ گر
گورمنٹ اعزاز نواب مین | تواضع مدارات کی باب مین
جو نامی مقامات تہی جا بجا | جہان عمدہ حاکم تہی فرمان روا
کیی رہ نہ اس عزم سی پیشتر | خبر دی چکی تہی اونہین تار پر
شکوہ و تجمل سی جس دم حضور | ہوئی دفعتہً داخلِ کانپور

ڑا اک طرف قلعہ میدان مین — فرشتون نی دین انگلیان کانین
صدا توپ کی بم کی گولون نی دی — زمین آسمان کی برابر ہلی
کلس قصر شاہی کی مہتاب سی — چمکنی لگی تاب مہتاب سے
چلین زور مین اسقدر چرخیان — کہ چکر مین آیا سر آسمان
غرض خاک سی چرخ تک رات بہر — سوا شعلے کی کچہ نہ آتا نظر
تماشائیون کی تمنای دل — نکلتی رہی رات بہر متصل
عیان جب ہوا حسن لجوی صبح — چہپی شب پس جلوۂ روی صبح
کیا خواب نی چشم انجم کو بند — کہلی سر اوٹہا مہر فیروزمند
ہوا ختم میلا خواص و عوام — گہرون کو چلے خرم و شادکام
جو اسباب بکنی سی باقی رہا — وہ سب لے لیا دیکی کامل بہا
ہر اک کو علی قدر اعزاز و جاہ — عنایت کیا آپ نی زاد راہ
وہان سی مع ساز و سامان ہر — ہوئی رونق افروز ایوان شہر
او سمید لنسی ہر سال میلا یہان — مقرر رہی بہر رفاہ جہان
ہزارون ہین اس فیض سی کامیاب — خلائق کا ہی فائدہ بی حسا
کمالات نواب جم جاہ کے — خدایو جہان غیرت ماہ کے
زمانی مین ہر سمت مشہور ہین — زیادہ وظیفی سی مذکور
ذکاوت فراست مین اخلاق مین — نہین دوسرا آج آفاق

وہ بے مثل تہا ہر طرف انتظام | کہ بے خوف چورون سی تہی خاص و عام
دکانین شب و روز ہوتین نہ بند | پہونچتا کسیکو نہ کوئی گزند
تماشائی طرح کا ہر کہین | ٹھہرتین نگاہین نہ دم بہر کہین
کہین جلسہ یاران دمساز کا | کہین مشغلہ نغمہ و ساز کا
کسی سمت بازیگرونکا ہجوم | کہین بانک لکڑی بنیٹھی کی دہوم
یہ ہنگامہ عشرت متصل | رہا سات دن تک طرب بخش دل
شب ہشتمین کو ہوا اور رنگ | بندہا روشنی کا گلاسون مین ڈہنگ
پی دید انجم سی چرخ برین | سراپا بنا دیدۂ دوربین
چراغان سی پہولی زمین پر شفق | شب ماہ کا ہوگیا رنگ فق
جو برق ضیا چمکی افلاک پر | گری چاندنی کہا کی غش خاک پر
لب نہر اک عالم نور تہا | تہ آب بہی جلوۂ طور تہا
یہ دعوی تہا ہر ایک گرداب کو | کہ نسبت نہین مجسی مہتاب کو
چراغون کی پرتو سی بالای آب | بنی کہکشان موج و انجم حباب
ادہر تو یہ عالم تہا مد نظر | خدیو جہان نی یکایک ادہر
دیا حکم نور علی نور کا | کہ ہو جائی عالم سوا نور کا
فتیلون مین دی آگ خدام نی | غباری ہوا مین چلی سامنے
ہزارون جو یکبار چہوٹی انار | ہوا صحن گلشن مین رقص شرار

...پشس مین سوی طرفِ چمن — گل و لالہ و نرگس و یاسمن
...وئی آپ جاہ و حشم سی سوار — چلی سوی باغِ ہمیشہ بہار
...وسی کوٹھی کو دیکھکر ہر طرف — کیا فیض مقدم سی بیت الشرف
...مچی وہ ہوم میلی کی ہر صبح و شام — ہوا چار سو خلق کا ازدحام
گڑی خیمی صدہا وہ میدان مین — جو افلاک سی کم نہ تھی شان مین
ہزارون رئیسانِ والا تبار — امیرانِ ذی مرتبہ بیشمار
ہر اک شہر کے نامی اربابِ فن — ہنر پیشہ و تاجدارانِ زمن
یہ سب آئی مشتاق دیدار کی — ہوئی خاص مہمان سرکار کی
نظر کر کی اوجِ مراتب کی شان — عنایت کیی سبکو خیمی مکان
شب و روز و شام و سحر غور سی — ہوا کی مدارات ہر طور سے
تماشائیون کی یہ کثرت ہوئی — کہ نظرون کو پھرنی مین دقت ہوئی
پڑا پشت پر بارِ خلق اسقدر — کہ گاوِ زمین کا ہوا شق جگر
ہوئی گرم باہم خرید و فروخت — مٹی ہر زیانِ تجارت کی سوخت
جو تھی تاجرانِ سفر آزما — ہوئی منتفع آرزو سی سوا
دکانین ہوئین جب خالی اسباب سے — بھری کیسی سیم و زرِ ناب سی
کیا طرہ او سپر پہ سرکار نی — خدیوِ جہان و جہاندار نے
...کی نسبت و با حکم صاف — کیی جملہ محمل بتنے ...

مکانات شاہی ہی نور سے — اوڑین دیکھکر ہوش فغفور کے
گلستان مین ہی کہکشان کا جواب — کہچی دور تک جدولِ نہرِ آب
حقیقت مین یہ دونون ہمثل باغ — زمین و فلک کے ہین چشم و چراغ
بلایا ارکین ذی جاہ کو — دیا حکم اعیانِ درگاہ کو
کہ ہر سال عمدہ سرانجام ہی — یہان جشن اجلاس کی نام ہی
مقرر کرو ایک میلا ضرور — کسی بات مین ہو نہ اصلا قصور
رہی ہفتی تک مجمعِ خاص و عام — خلائق کا ہو ہر طرف ازدحام
نئی طرح آرایشِ باغ ہو — جسی دیکھکر خلد بہی داغ ہو
جو باہر سی احباب آئین یہان — پیِ سیر تشریف لائین یہان
اونہین جملہ اسباب ہر کام کے — نشاط و طرب عیش و آرام کی
عنایت کیی جائین سرکار سے — زبان آشنا ہو نہ تکرار سے
یہ سنتی ہی ارکانِ دولت تمام — ہوئی روز و شب مائلِ انتظام
سجا بیشتر باغ دل خواستہ — کیا لاکہہ صورت سی پیراستہ
کیی دن مین آراستہ کردیا — زمانی کی اسباب سی بہر دیا
ذریعی سے اخبار کی اشتہار — روانہ کیی ہر طرف بیشمار
خبر سنکی یہ تاجرانِ جہان — گہرون سی چلی کاروان کاروان
ہوا جبکہ غنچو نسی پیدا او بہار — نکہرنی لگی نوعروسِ بہار

دھمان جنات وکلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم ملکہم

تجویز فرمائی زیب بیان
کہ ہر سال ہو ایک میلا یہان

رعایا ہواس سی بہی کچہ کامیاب
اوٹہائی مزی عیش کی بیحساب

دکانین جمین جنسِ نایاب کی
بہم ہو خریداری اسباب کی

فزون ہو دل آسودگی کی اُمنگ
تجارت دکہائی ترقی کی رنگ

بو مشہور دو باغ ہین قربِ شہر
ترو تازہ و سبز و فردوس بہ

بنہین بی نظیر اور بدرِ منیر
زمانی مین کہتی ہین برنا و پیر

ں وارغوان سی ہی جسکی زمین
زیارت گہِ باغِ خلدِ برین

منظرگاہ تک سبزۂ سرگران
ٹپراسست لیتا ہی انگڑا

محبت کی عالم مین شبنم مدام
وُہلاتی ہی غنچون کے مُنہ صبح و شام

گُلون سی برنگِ بُت نوجوان
صبا کرتی پہرتی ہی اٹہکہیلیان

اقِ تبسم لبِ گل مین ہے
مزہ دردکا آہِ بلبل مین ہی

من مین ہین گلہای سوسن کہلے
شب وروز ملتی ہین باہم گلی

اکڑتی ہین شمشاد طرفِ چمن
غضب کا ہی جوبن عجب بانکپن

ں کی شاید سواری مین ہے
کہ سو بچ ملکہی چترداری

ا کی اگر دیکہی رضوان بہار
کری ہشمت جنت کو صدق

اردن طرح کی شجر سربلند
ہمیشہ بر و برگ سی بہرہ

روز مانندِ نخلِ جنان
ترکانہ کہٹکا نہ بیم خ

ہوا حکم خدام با صد شرف ۔ درِ دولت مغربی کی طرف
بنی ایک کوٹھی نہایت وسیع ۔ بشکل سپہر مقرنس رفیع
اوسی دم سی مزدور آنے لگے ۔ عمارت کی سامان لانی لگے
مہینون مین آخر وہ قصرِ بلند ۔ ہوا اونکی تیار و قیصر پسند
پس زیب آرایش و صرفِ گنج ۔ مقرر ہوئی محکمی اوس مین پنج
کہین اہل دیوانی آکر تمام ۔ ہوئی کارپرداز ہر خاص و عام
مقرر کہین فوجداری ہوئی ۔ کہین صدر کی روبکاری ہوئی
کہین جمع اہل رجسٹر ہوئی ۔ مکمل کاغذ برابر ہوئے
تھی درجہ مین مثل شمس و قمر ۔ وہ عالی عدالت ہوئی جا وہ گر
کہا کرتی ہین جسکو اکثر عوام ۔ کچہری مرافعہ کی وقت کلام
یہ شوق عمارت جو حضرت کو ہی ۔ مدام اس سی اک شغل خلقت کو ہی
مثل سچ یہ مشہور و مسرات ہی ۔ کہ تعمیر بھی نصف خیرات ہی
ہزارون ہر اک قسم کے پیشہ ور ۔ بڑی چین سی کرتے ہین دن بسر
بڑھی حوصلے کامرانی کی ہین ۔ ہری روز و شب زندگانی کی ہین
کبھی شکوہ سی آشنا لب نہین ۔ غم و رنج دنیا سی مطلب نہین
شروعِ مہ و سالِ اجلاس مین ۔ دمِ اوج اقبال اجلاس مین
خلائق کی بہبود کے واسطے ۔ اسی خاص مقصود کے واسطے

جو مزدور تھی مدتون کے فقیر
بنی اسکے بنی سی خاصی امیر

بنا فیلخانہ نئی شان سے
مقابل ہر ایوان ایوان سی

ہوئین گاؤخانہ کی تیاریان
دکھائین تکلف کی گلکاریان

اسی طرح فراش خانہ بنا
کہ جسکی بدولت زمانہ بنا

در دولت خاص کی ہی وہ شان
کہ ہی کہکشان سی بلند آستان

جلوخانی ایسی بنی خوش فضا
کہ وسعت مین صحن فلک سی سوا

وہ جلوہ ہی چاندی کی دروازہ پہ
خجل جسکی پرتو سی سیم سحر

غرض جتنی ہین کارخانی یہان
بنی اون مین ہمیشل صدہا مکان

زمانِ خدیو جہاندار مین
دکانین بنین پختہ بازار مین

گلی کوچون مین صورت کہکشان
نکالی گئین عمدہ سڑکین یہان

کئی گنج آباد ایسے کیے
کہ انسان دیکھی سی جنکی جیے

جو اشیا کہ نایاب ہین دہر مین
وہ کثرت سی موجود اس شہر مین

یہان کی اگر جنس دیکھی بشر
خریدار ہو آپ کو بیچکر

یہان باغ خسرو جو مشہور ہے
بہار عجائب سی معمور ہی

نئی ایک بنوائی کوٹھی وہان
جسی دیکھکر ہو خجل آسمان

دلاویز و دلکش چمن کی طرح
سجی ہی سراپا دلہن کیطرح

اسی طرح اک دن جو آیا خیال
پی نفع مخلوق آشفتہ حال

نکل کر زکات اہلِ افلاس پر — ہمیشہ رہی وقف شام و سحر

چنانچہ یہ حکمِ شہِ حق شناس — شب و روز اب تک ہی محکم اساس

اسی طرح بہرِ رفاہِ انام — دیا حکمِ تعمیرِ سنگِ رخام

بنین جابجا کوٹھیان نور کی — چمک جن مین ہی عارضِ حور کی

سراپا دولہن کی طرح دلفریب — ملک دیکھکر دل مین ہون ناشکیب

وہ تعمیر کی مسجدِ لاجواب — کہ عالم مین نکلی نہ جسکا جواب

یہ رفعت نہ دیکھی سنی خواب مین — کہ نہ چرخ ساجد ہین محراب مین

فضا صحن مسجد کی ایسی کہ دل — تمنائی جنت سی ہو منفعل

اگر آنکھہ پڑجائی دیوار پر — صفا سی نظر آئی عکسِ نظر

وہ پائی ہی عظمت کہ مین کیا کہون — بجا ہی اگر گھر خدا کا کہون

ہزارون مسلمانِ اہلِ نیاز — جماعت سی پڑھتی ہین باہم نماز

مقرر ہین روز و شب و صبح و شام — خطیب و موذن مکبر امام

وہ بنوائی مہمانسرا بیمثال — کہ ہی تنگ وسعت سی جسکی خیال

دکھائین قیامت کی تیاریان — مقرر کین شایستہ بھٹیاریان

مسافر کو بھی پرسشِ خوب و زشت — میسر ہی دنیا مین لطفِ بہشت

محافظ مقرر ہین شام و سحر — نہ رہزن کا کھٹکا نہ چورون کا ڈر

پھر اصطبل تیار ایسا ہوا — کہ جسکا زمانی مین شہرہ ہوا

سوا ان مصارف کی جنکا شمار — ابہی ہین نے لکھا ہی یادگار
بہت کچہ کیا آپ نی صرف زر — نہ ہمت نی بس کی کبہی عمر بہر
اسی بزمِ جشنِ طرب خیز مین — اسی مجمعِ عشرت انگیز مین
زمانی نی دیکہا سُنا باربار — کہ اک شہر رئیسانِ قرب وجوار
ہوئی آکی جو رونقِ انجمن — بلاشبہ سب ہونگی چالیس تن
رہی خاص مہمان سرکار کے — اوٹہائی مزی لطف دربار کی
یہان ختم محفل تک آغاز سی — رہی روز وشب جاہ واعزاز سے
ہراک کو عطا سرفرازی ہوئی — تکلف سی مہمان نوازی ہوئی
زرِ نقد ہنگامِ رخصت دیا — ہراک کو گرانمایہ خلعت دیا
غرض یادگارِ جہان تہا یہ جشن — طرب بخشِ پیر وجوان تہا یہ جشن
کسی نی کہین جشن ایسا کبہی — نہ ابتک سُنا ہی نہ دیکہا کبہی
ہوئی آپ جس دن سی مسند نشین — ہمیشہ تہ آسمان برین
رہی صرف ہمت اسی بات پر — کہ جو کارِ دنیا ہو نا منظ
رفاہِ خلائق مقدم رہی — رعایا خوش اوقات ہردم ر
یہان تک کہ فرمادیا آپ نی — یہ فرمان نافذ کیا آپ
کہ جو کچہ خزانی مین ہی سیم وزر — متاعِ گرانمایہ ہی جس
کیا جائے ہر سال سب کا حساب — بلا حیف وغم حسبِ حکمِ کتا

ازانجملہ تھی **مارکہم** نیکنام — بریلی کے اسٹنٹ والا مقام
دوم صاحب عزت واعتبار — **پیرومن** امیر فلک اقتدار
کلکٹر تھی جو **شہ جہان پور** کے — بڑی ماہر آئین و دستور کے
انہین آپ نی یون کیا شادکام — دئی نقرئی دو ولایت کی جام
عطا کی دم جوشش دریادلی — حسینی صفاہانی ایک تیغ بہی
یہ جلسہ ہوا ختم نزدیک شام — پہری گہر کو نواب والا مقام
کمشنر بہادر نی وقت سحر — دیا حکم لشکر کو بہر سفر
گیارہ بجی دن کو باصد سرور — ہوئی رونق افروز پیش حضور
جو مشہور کوٹھی ہی **مچھی بہون** — سراپا فرح بخش رشک چمن
اوسی مین کیا چند ساعت قیام — وہین آئی نواب جم احتشام
تپاک دلی سی ملاقات کی — عطوفت مدارات کی بات کی
بہت خوش جو ارباب صحبت ہوئے — تو صاحب اجنٹ اوٹھکی رخصت ہوئے
بجا ایک جب ڈہل گئی دو پہر — بریلی کو راہی ہوئی ڈاک پر
دم آمد و رفت و کوچ و مقام — سلامی کی توپین چلین لاکلام
عجب روز جشن طرب خیز تہا — کہ ہر دم دم عشرت انگیز تہا
مفصل اگر حال تحریر ہو — تو بی انتہا طول تقریر ہو
بلا شبہ اس جشن مین روز و شب — روپی ہو گئی صرف دو لاکہہ سب

یہی صحبتِ عیش و فرحت اثر | رہی پچھلی تک جلوہ بخشِ نظر
ہوا سیمگون جب رخِ ماہتاب | بنا زرفشان مطلعِ آفتاب
طلب کی گئین کشتیان سامنی | اوسی وقت حاضر کی خدام نی
موافق مراتب کی باصد وقار | ہوئی میہمانون کو تقسیم بار
وہ جتنے تہی حکامِ والا نژاد | نہایت ہوئی خُلقِ حضرت شاد
عنایت کرم کی ثناخوان ہوئی | دل و جان سی ممنونِ احسان ہوئی
اوسی طرح حکامِ فرخ تبار | ہوئی ہودجِ زرفشان مین سوار
خداوندِ نعمت سی رخصت ہوئی | شرف بخشِ جای اقامت ہوئی
ہوا دن تو حکامِ عالم پناہ | ہوئی مائلِ کارہای سپاہ
پی امتحان چند مردانِ کار | کیی جمع دی چاندماری قرار
سمجھکر اسی صحبت دلپذیر | چلی گہر سے نواب گردون سریر
ہوئی شانِ جاہ و حشم سی سوار | بڑہی عالمِ شوق مین بیقرار
پہونچکر وہان خرم و شادمان | شرف بخشِ صحبت ہوئی بیگمان
اودہر بولی آپس مین کچہ بولیان | چلین منچلون کی ادہر گولیان
یہ ہنگامہ کچہ دیر برپا رہا | نشانہ اوڑانی کا چرچا رہا
ہدف سی ہوا کین نظر بازیان | دکہاتی رہی حکم اندازیان
مگر جیتی میدان دو نام جو | رہی معرکی مین یہی سرخرو

خرامان خرامان سواری چلی ‌‌ برنگ نسیم بہاری چلی
وفور تکلف سی سارا مکان ‌‌ حقیقت مین تہا نور چشم جنان
جو یہ مجمع خسروانہ ہوا ‌‌ پریخانہ دیوانخانہ ہوا
مہیا تہا سامان دعوت یہان ‌‌ زمانی کی حاضر تہی نعمت یہان
بجی ہونگی سات اوسگہڑی رات کے ‌‌ کہ مہمان پابند اوقات کی
ہنسی دل لگی مین غذا کہا چکے ‌‌ مئی غم ربا نوش فرما چکی
پہر آئی جو سیر چراغان پسند ‌‌ ہوئی جلوہ افروز سقف بلند
برابر برابر بچہین کرسیان ‌‌ ہوئی رونق افروز کل میہمان
جلوخانی کے آگی میدان مین ‌‌ ہوئی روشنی حملہ ایوان مین
چراغان کی کثرت سی فرش زمین ‌‌ بنا دور تاک رشک چرخ برین
دم صبح تک انجم افلاک پر ‌‌ تصدق رہی عالم خاک پر
جدہر دیکہی عالم نور تہا ‌‌ جو ذرہ تہا وہ ذرۂ طور تہا
ہوئی سیر مین سیر نو آشکار ‌‌ دکہانی لگی گلفشانی بہار
ہر اک پہول قدرت کی ہوتا دلیل ‌‌ دکہاتا تماشای باغ خلیل
مقابل تہی مہتاب مہتاب سی ‌‌ ستاری تہی بی نور سیماب سی
نظر آتی تہی گردش چرخ ہیچ ‌‌ دکہاتی تہی چرخی مقدر کی پیچ
غبارون نی لی چرخ ہفتم کی راہ ‌‌ منور ہوئی اون سے قندیل ماہ

ہوا ہر طرف مہ رخون کا ہجوم | مچی پہر سی گانی بجانی کی دہوم
دلون کو کفِ پا سی ملنی لگین | اشارون سی تلوارین چلنی لگین
جدہر دیکہی گرم بازارِ رقص | دل آشوب اشوبِ رفتارِ رقص
زبس رات وہ شادمانی کی تہی | سرور و نشاطِ جوانی کی تہی
نظر کرتی کرتی سحر ہو گئی | نگاہون مین جلدی بستر ہو گئی
حکایت لکہون سولہوین[۱۶] کی عجیب | کہ نواب پہر دو بجی کی قریب
محل سے برآمد ہوئی زرق برق | سراپا زر و لعل و گوہر مین غرق
اوسی شان سی خرم و پر بہار | ہوئی فیلِ گردون نشان پر سوار
پڑی ڈنکی پر چوب یکبارگی | چلی شوق مین لاکہون نظارگی
وہی سامنی ساتہہ سارا جلوس | وہی خوشنما پیارا پیارا جلوس
سوار و پیادہ کی کثرت وہی | نگاہون مین انبوہِ خلقت وہی
ہجومِ خلائق سی کوسون کہین | دکہائی نہ دیتی تہی تل بہر زمین
اسی شان سی پہونچی تا خیمہ گاہ | اوترکر ہوئی رونق افروز
عمائد اراکینِ دولت تمام | سواری کا کرنے لگی انتظا
جہانتک تہی حکامِ والا تبار | خوشی سی ہوئی ہاتہیون
اشارے سی نواب کی جا بجا گر | چیرٹ پر ہوئین میمین
وہان سی پہر آہستہ آہستگان | روانہ ہوئی صورتِ ابر

وہ خلعت جو آیا تہا سرکار سی — فلک رتبہ ملکہ کے دربار سی
جو دیکہا مع فیل رہوار کے — تو بائیس سے کم نہ تہی پارچے
کمشنر نے اوسکو منگایا وہان — تکلف سی عزت سی آیا وہان
نہ دیکہا تہا آنکہون نے جو عمر بہر — وہ کثرت سی تہا سامنی جلوہ گر
دلون مین ہوئی دولی عید کی — نگاہون نی لوٹے مزی دید کے
وہ ملکہ کی جانب سی وقت سرور — ہوا زیب اندام و دوش حضور
سفیر ریاست تہا جو نامدار — ملا اوسکو بہی خلعت زرنگار
ہوئی رخصت آخر کمشنر سی آپ — روانہ ہوئی شوکت و فر سے آپ
سلامی کی پہر توپین چلنے لگین — دعائین دلون سی نکلنی لگین
در قصر دولت سی تا خیمہ گاہ — نگاہین خلائق کی تہین فرش راہ
ہزارون سواری کی مشتاق تہے — دو رویہ کہڑی مثل عشاق تہی
ہجوم خلائق سی پیک خیال — سمجہتا تہا اپنا گذر نامحال
اوس انبوہ مین زر لٹاتی ہوئی — سواری کا جوبن دکہاتی ہوئی
سر شام مانند بدر الدجی — ہوئی جلوہ افروز دولت سرا
یہان بہی سلامی کی توپین چلین — اوسی طرح کوسون زمینین ہلین
اراکین و خویشان والانسب — فراہم تہی دیوانخانی مین سب
مراتب سی نذرین دکہانی لگی — مزی کام دل کے اوٹہانی لگی

کہ ہون بہرہ ور بختِ بیدار سے — نہ رہ جائین محروم دیدار سی
شہانہ تزک خسروی شان سے — سواری چلی خاص ایوان سے
جو خلقت تہی مشتاق دیدار کی — سلامی کی تو یون سنے آواز دی
صدا سنکے ڈنکی کی پیر و جوان — ہوئی شوق مین ہر طرف سی دوان
تمنائین بہرِ تماشا ٹہرین — نگاہین سوِ شاہ والا ٹہرین
اوڑائی صبا نی خبر دمبدم — بہار چمن دوڑی لینے قدم
سواری اسی طرح پونہچی وہان — فروکش تہی ایجنٹ صاحب جہان
یہ دیکہا کہ دو صاحب اعزاز ہی — الگ لشکر جنگ پرواز سے
سرِ راہ چپ ایک پرتاب پر — کہڑی پیشوائی کو ہین ہمد گر
سواری کی مشتاق ہین ہر گہڑی — اوسی سمت ہی چشم حسرت لڑی
کمشنر ہی اک گہاٹی سی پیشتر — درِ خیمۂ آسمان اوج پر
مع چند حکام عالی مقام — کہ ہین تیس تعداد مین لاکلام
اوسی مجمع خاص احباب مین — کہڑی ہین تمنای نواب مین
بجی ستے او دہر تین دو پہر پر — کہ نزدیک پونہچی سواری ادہر
اوسی وقت نواب مسند نشین — ہوئی فیل سے جلوہ بخش زمین
سلامی برابر او ترنے لگے — دمِ تہنیت توپ بہرنے لگے
گیا خیمی مین آکی اجلاس جب — ہوئی جمع حکامِ ذیجاہ سب

کیا شہر کو پہر سی آراستہ — بنا روی خوبانِ نوخاستہ
کدورت تو کیسی کہین نقشِ پا — نہ پاتا تہا تنکا برای عصا
فراہم پہر اسبابِ دعوت ہوا — پہر آغازِ بزمِ مسرت ہوا
غرض تہی مہِ حال کی چودہوین — دل افروز تہی چاندنی ہر کہین
کمشنر مع چند حکام کے — بڑی دہوم سے چہہ بجی شام کے
طربناک و دلشاد و فیروزبہر — ہوئی رونق افروز بیرونِ شہر
سلامی کی توپین چلین شان سے — زمانہ ہوا خوش اس اعلان سے
تلنگون کی دو کمپنی زرق و برق — ترب دو سوارون کے آہن مین غرق
یہی فوج اوس وقت ہمراہ تہی — یہی باعثِ شوکت و جاہ تہی
ہوئی دس بجی دوسری دن سوار — فلک رتبہ نواب عالی وقار
جریدہ ملاقات کر کے شتاب — پہر آئی سو قصرِ دولت مآب
اوسی روز پہر دو بجی فیل پر — ہوئی جاہ و اقبال سی جلوہ گر
گرامی نژادانِ والا تبار — ہوئی ہودجِ زرفشان پر سوار
تکلف سی شاہانہ آگی جلوس — زمین پر گمانِ جبینِ عروس
جلو مین عمائد یمین و یسار — صبا سیر رہوار پر سب سوار
دو رویہ سواران چابک رکاب — تلنگے پیادی روان بیحساب
صدا کوسِ شاہی کی دیتی خبر — فرشتون کو ہر بار افلاک پر

خدیو جہان نواکلب علیخا انضاہما دام اقبالہ

بہ کی ایجنٹ فرخندہ رو — ہوئی شان و شوکت سی رونق

اوسی روز نواب عالی وقار — عصر کیوقت ہو کر سوا

دیوانخانہ ہی مشہور عام — ہوئی شان سی جلوہ بخش قیام

ریسنٹ کی سمت سی پہر وہان — ہوئی تازہ تخصیص عزت عیا

یت عجب سربلندی ہوئی — اوا رسم دستار بندی ہو

اوسی رات کہا پی کی دعوت شتاب — ہوئی رخصت ایجنٹ عالیجناب

دم صبح نواب گردون حشم — ہوئی درفشان مثل ابر کرم

اراکین دولت جو ممتاز تہی — سزاوار توقیر و اعزاز تہی

دیی اونکو خلعت بصد احترام — بڑہائی مراتب مناصب تمام

بیشہو و نامی تہی اہل قلم — جہانتک تہی ارباب تیغ و

او نہین اونکی امید سی بیش — عنایت کیی سیم و لعل و

رجب مین حضور شہنشاہ سی — فلک رتبہ مالک کی درگاہ

یت ہوا خلعت زرفشان — بڑی شان و شوکت سی آیا

دہم سی ہوا آمد آ — چلے چہوڑ کر کام حکام کو

مقرر ہوا پہر خیار روز جشن — اوڑی پہر نوید دل افرو

اوسیدن اعیان عالیمقام — شب و روز کرنی لگی تیا

شی کی دیپ دور ہونی لگی — وہی دلربا طور ہونے

کیا شہر کو پہر سی آراستہ ۔ بنا رووی خوبان نوخاستہ
کدورت تو کیسی کہین نقش پا ۔ نہ پاتا تہا تنکا برای عصا
فراہم ہہر اسباب دعوت ہوا ۔ پہر آغاز بزم مسرت ہوا
غرض تہی مہ حال کی چودہوین ۔ دل افروز تہی چاندنی ہر کہین
کمشنر مع چند حکام کے ۔ بڑی دہوم سے چہہ بجی شام کے
طربناک و دلشاد و فیروزبہر ۔ ہوئی رونق افروز بیرون شہر
سلامی کی توپین چلین شان سے ۔ زمانہ ہوا خوش اس اعلان سے
تلنگون کی دو کمپنی زرق وبرق ۔ ترب دو سوارون کے آہن مین غرق
یہی فوج اوس وقت ہمراہ تہی ۔ یہی باعث شوکت وجاہ تہی
ہوئی دس بجی دوسری دن سوار ۔ فلک رتبہ نواب عالی وقار
جریدہ ملاقات کرکے شتاب ۔ پہر آئی سو قصر دولت مآب
اوسی روز پہر دو بجی فیل پر ۔ ہوئی جاہ واقبال سی جلوہ گر
گرامی نژادان والا تبار ۔ ہوئی ہودج زرفشان پر سوار
تکلف سی شاہانہ آگی جلوس ۔ زمین پر گمان جبین عروس
جلو مین عمائد یمین ویسار ۔ صبا سیر رہوار پر سب سوار
دو رویہ سواران چابک رکاب ۔ تلنگے پیادی روان بیحساب
صدا کوس شاہی کی دیتی خبر ۔ فرشتون کو ہر بار افلاک پر

بریلی کی ایجنٹ فرخندہ روز ہوئی شان و شوکت سی رونق فزا
اوسی روز نواب عالی وقار گئی عصر کیوقت ہو کر سوار
جو دیوانخانہ ہی مشہور عام ہوئی شان سی جلوہ بخشِ قیام
گورمنٹ کی سمت سی پہر وہان ہوئی تازہ تخصیصِ عزت عیان
عنایت عجب سربلندی ہوئی ادا رسمِ دستاربندی ہوئی
اوسی رات کہانی کی دعوت شتاب ہوئی رخصت ایجنٹ عالیجناب
دم صبح نواب گردون حشم ہوئی دُر فشان مثلِ ابرِ کرم
اراکین دولت جو ممتاز تہی سزاوارِ توقیر و اعزاز تہی
دیی اونکو خلعت بصد احترام بڑہائی مراتب مناصب تمام
جو مشہور و نامی تہی اہل قلم جہانتک تہی اربابِ تیغ و علم
او نہین اونکی امید سی بیشتر عنایت کیی سیم و لعل و گہر
رجب مین حضورِ شہنشاہ سی فلک رتبہ مالک کی درگاہ سے
عنایت ہوا خلعتِ زرفشان بڑی شان و شوکت سی آیا یہان
دہوم سی ہوا آمد آمد کا غُل چلے چہوڑ کر کام حکام کُل
مقرر ہوا پہر نیا روزِ جشن اوڑی پہر نویدِ دل افروزِ جشن
اور سیدن سے اعیانِ عالیمقام شب و روز کرنی لگی انتظام
خوشی کی وہی دَور ہونی لگی وہی دلربا طور ہونے لگے

یہ سلطانِ عالم سلامت رہی | یہ جاہ و حشم تا قیامت رہی
ہمیشہ فزون بخت و اقبال ہو | جو ہو دشمنِ جاہ پامال ہو
زبس پیر گردون گران گوش ہی | زمان کہولت سی بیہوش ہی
سلامی کی توپون نی سونا رسی | یہ مژدہ دیا اونچی آواز سے
ادہر تہا یہ سامانِ عیش و سرور | اودہر فکرِ خلقِ خدا مین حضور
یہی ہر گہڑی دل مین پیہم خیال | کہ پہونچی کسیکو نہ ایذا ملال
رفاہِ خلائق تہی جس مین مدام | اوسی کا کیا پیشتر انتظام
مدام اس ریاست مین معمول تہا | کہ ہر غلہ پر خاص محصول تہا
وصول اوس سے ہوتا تہا ہر حال مین | بلا جبر لک روپیہ سال مین
ہوا روزِ اجلاس ارشاد صاف | کیا ہمنی محصولِ غلہ معاف
یہ سنکر رعایا ہوئی شاد کام | دعائین یہ دینی لگی صبح و شام
کہ یارب یہ شاہِ رعیت نواز | رہی ہفت اقلیم مین سرفراز
یہی حشر تک پادشاہی کری | یہی یونہین عالم پناہی کری
یہی مثلِ خضر و مسیحا مدام | رہی دونون عالم مین عالیمقام
غرض جب ہزار[۱۲۰۰] و دو صد کی سوا | بیاسی[۸۲] کا آغاز ہونے لگا
پسِ عشرہ تہا روزِ پنجم ضرور | کہ لائی نیا رنگ بزمِ سرور
مچی چار سو جانِ انگلس کی دہوم | ہوئی پہر وہی اہل مجلس کی دہوم

طرب خیز سامان ہونی لگا | دلاویز سامان ہونے لگا
ہوا چار سو شہر آراستہ | بنا کوی فردوس ہر را
مکانات جوبن دکہانی لگی | نگاہون مین ہردم سمانی لگی
صفای عمارت سی پای نظر | پہسلنے لگا نقش دیوار پر
دکانین تکلف سی بازار کے | نمونہ بنین صحن گلزار کے
وہ روز معین جب آیا قریب | ہزارون کی یکبار جاگی نصیب
مکانات سب رشک گلشن ہوئی | کنول جہاڑ فانوس روشن ہوئے
چراغان کی پرتو سی چمکا جہان | ہوا خاک پر آسمان کا گمان
ملی لطف واحسان سی شام وسحر | امیرون کو خلعت غریبون کو زر
جو تہی اہل خدمت صداقت اساس | دیی اونکو انعام و رنگین لباس
کرم کا یہانتک تہا پیدا اثر | کہ غنچی بہی رکہتی تہی مٹہی مین زر
خوشی سی ہوئی وسعت سینہ تنگ | نکلنی لگی دل سی دل کی اُمنگ
لیا جابجا طائفون نے ہجوم | مچائی مبارک سلامت کی دہوم
اداؤن کا اظہار ہونی لگا | قیامت کا دربار ہونے لگا
ملا کر بہم سازسی ساز رقص | ہوئی شعلہ رو گرم پرداز رقص
ہوا ہر طرف شور نغمہ بلند | بنی تان چرخ برین کی کمند
یہ جشن طرب دیکہکر بار بار | یہی کہتی خلقت کہ پروردگار

کرون حال کلب علیخان بیان | سناؤن نوید مسرت نشان
کہ یوسف علیخان گردون حشم | روان جب ہوئی سوی باغ ارم
اوسی روز مانند نقش نگین | ہوئی یہ سلیمان مسند نشین
پڑین توپون پر ہر طرف بتیان | لرزنی لگا قلعۂ آسمان
مراتب سی نذرین گذرنی لگین | مرادین فلک سی اوترنی لگین
گئی پہلے پیش خداوند فر | گرامی نژادان والا گہر
پہر ارکان دولت سران سپاہ | ہوئی بہرہ اندوز اعزاز و جاہ
بجین نوبتین چار سو شہر مین | خوشی کا ہوا غلغلہ دہر مین
نظر کر کے اس لطف دربار کو | گیا بہول خورشید رفتار کو
قدمبوس اقبال شاہی ہوا | فدا بخت عالم پناہی ہوا
ادہر نغمۂ تہنیت تہا بلند | کہ ناگاہ وہ خسرو بخت مند
اوسی شوکت و جاہ و اقبال سے | اوٹہی مسند فرخی فال سی
ہوئی مسجد قلعہ مین جلوہ گر | پڑہا فرض آدینہ صف باندہ کر
نوافل سنن کر چکی جب ادا | پہری سوی ایوان عشرت فزا
کیا مفتخر مسند جاہ کو | دیا حکم اعیان درگاہ کو
پی جشن سامان یکجا کرین | مناسب ہو جو کچہ مہیا کرین
ہوئی جشن کی شہر مین دہوم دہام | اراکین کرنے لگے انتظام

اوسی روز پائین قبر پدر ہوئی دفن وہ خسرو نامور
مرآپ کا چہپ گیا ہی تمام پسندِ ہنرمند ہی صبح و شام
منظم کرکے طرزِ بیانِ سخن اوٹھاتی ہین فن کے مزی اہلِ فن

ذکر سراپا سرور بندگان آستانِ حضور یہ

ہارِ تاجِ ابہت و شہریاری یاقوتِ اکلیلِ مملکت و تاجداری سرِ امہ سران دولت پناہی سرخیل صدر نشینانِ مجالسِ والاجاہی فرازندۂ دیہیم ریاست فروزندۂ شمع سیاست حاجی حرمین شریفین زائر روضۂ شہنشاہِ خافقین جناب معلی القاب حامی دینِ محمد نواب کلب علیخان صاحب بہادر نواب تخلص ادام اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ

بہت سو چکا ساقیِ بخبہ اوٹھا بالشِ خوابِ غفلت سی سر
شبِ نامرادی اوڑی بنکے دُو ہوئی صبحِ روزِ تمنا نمود
جدہر دیکہی عالم نور ہی نگاہون مین ہر سنگِ رہ طور ہے
طرب خیز سامان ہی ہر طرف نکلنی پر ارمان ہی ہر طرف
لگاوٹ ہی رندِ می آشام سی تبسم ہی پیدا لبِ جام سی
اچہوتی پلا آج ایسی شراب پیری مین پیدا ہو کیفِ شراب

حقیقت مین وہ رنگ پیدا کیا ... کہ عالم کو مفتون و شیدا کیا
یہانتک کہ وہ رشکِ نظمِ گہر ... نہ پرہوا طبع اس طور پر
کہ پہلی ہوا منطبع وہ کلام ... کہ دیکہا تہا غالب نے جسکو تمام
ملا کر بہم پہر چہپا بی نظیر ... بناتی تہی جسکو جناب امیر
مسدس رباعی مخمس غزل ... ہر اک رنگ مین آپ تہی بی بدل
اگر لکہون مین عہد دولت پناہ ... تو وہ سال پر ہون فزون چار ماہ
نہ کافی ہو ماہِ دل افروز بہی ... زیادہ کرون یازدہ روز بہی
رہی اتنی مدت وہ فرخندہ فال ... شرف بخش اقبال جاہ و جلال
اوٹہائی جو پہر صدمے سرطان کے ... شب و روز لالی پڑی جان کی
بہت کچہ ہوئی چارہ جوئی مگر ... مداوا نہ کوئی ہوا کارگر
عیان ماہِ ذیقعدہ تہا دہر مین ... تہی مشہور چوبیسوین شہر مین
سنین عدد ہائے غفار مین ... اوسی جمعہ برکت آثار مین
ریاست سے ہنگام نصف النہار ... ہوئی رونق افروز دار القرار
اگر عمر نواب والا حشم ... لکہی اس جگہہ کلکِ مشکین رقم
تو افزون نہون سال پنجاہ سے ... گہٹین پانچ دن اور نہ ماہ سے
بڑی دہوم سے موتی مسجد کے پاس ... موافق وصیت کی ہنگام یاس
عزاخانۂ پاک سبطین مین ... مقام غم شاہ کونین مین

شرف بخش کلکتہ جا کر ہوئی ۔ شریک اونکی جلسون مین اکثر ہوئی
ولیکن موافق نہ آئے ذرا ۔ وہان کی کسی طرح آب و ہوا
یہانتک ہوئی قلت آرام کی ۔ کہ پہر آئی رخصت سی حکام کی
عدالت سی مانند نوشیروان ۔ ریاست مین اپنی رہی حکمران
سوے علم رکہتی توجہ مدام ۔ کیا کرتے ارباب فن سی کلام
یہی لطف صحبت شب و روز تہا ۔ یہی رنگ بزم دل افروز تہا
وہ منطق مین حکمت مین تہی دستگاہ ۔ کہ ماہر کی منہ سی نکلتی تہی واہ
شب و روز تنقیح و تدقیق تہی ۔ مسائل کی ہمیشہ تحقیق تہی
غرض علم عقلی کی علام تہی ۔ فنون شریفہ کی فہام تہی
طبیعت بہی موزون لڑکپن سی تہی ۔ بہت فکر مانوس اس فن سی تہی
کہا کرتی تہی شعر اردو مدام ۔ فصاحت بلاغت سی مملو تمام
رہی رازدان آموز شعر و سخن ۔ بہت روز دن تک مومن سحر فن
پہر انداز نو کی جو طالب ہوئی ۔ اسی فن مین شاگرد غالب ہوئی
پس چند پہر لکہنوئی کے زبان ۔ پسند آئی نواب کو ناگہان
یہانتک ہوا میل خاطر اودہر ۔ کہ کہنے لگی شعر اوسی طور پر
مظفر علی کو دکہانی لگی ۔ مزی طرز نو کے اوٹہانی لگی
ہوا جمع دیوان انجام کار ۔ پڑی چار سو اہل فن مین پکار

اوسی غدر مین لکھنؤ سی یہان
شب و روز راحت سی بی خوف و بیم
غرض فوج باغی کی بیداد سی
بچاکر زر و مال و اطفال کو
دم رخصت و حالت اضطراب
کیا آپ نی شہر کا بندوبست
وہ کی صرف ہمت کہ شام و سحر
ہزارون پریشان و خستہ تباہ
جو حکام ٹہری تہی کہسار پر
پس ختم آشوب غدر سپاہ
اشکر احسان و منت کیا
جسکی تحصیل نذر کا شمار
اک شرف بخش تمغا کیا
و اعزاز کی آب و تاب
[illegible]

یہ راقم بہی آیا تہا بہر امان
رہا قلعہ مین دس مہینی مقیم
فرنگی گئی رستم آباد سے
روانہ ہوئی نینیتال کو
وہ نواب کو دی گئی اختیار
رہی فتنہ گر ڈر سی کوتاہ دست
ہوا بہی نہ بلوی کی آئی ادہر
یہان روز لیتی تہی آکر پناہ
اونہین بہی نہ پونہچا کبہی کچہ ضرر
سمجہ کر گورمنٹ نی خیر خواہ
صلی مین علاقہ عنایت کیا
یہان یک لاکہ و بیست و نہ ہزار
جسی کہتی استار آف انڈیا
کہ ملکہ کی جانب سی آیا خطاب
لکہا بعد فرزند کی دلپذیر
[illegible] مین و توقیر افزون [illegible]
کیا اہل کونسل مین شامل انہین

کہ جب آپ کو مسندِ جاہ پر — گئے دو برس دو نہین گذر
سو صوم مصروف تہی اہلِ دین — کہ ماہِ مبارک کی تہی چودہوین
ہزار و دو صد کی سوا دہر مین — بہتر تہی مشہور سن شہر مین
یکایک جو بگڑی سپاہِ فرنگ — دگرگون ہوا ہند کا رنگ ڈہنگ
خرابی ممالک مین پڑنی لگی — نصاریٰ سی وہ فوج لڑنی لگی
گئی دہلی کو جملہ باغی سپاہ — کیا لوٹ کر شہر پہلی تباہ
پسِ غارت و قتل اربابِ زر — بٹہایا ظفر شاہ کو تخت پر
فرامین لکہی رئیسون کی نام — کہ ہون شاہ کی جان و دل سی غلام
سلاح و سلب سی زر و مال سے — کرین سب کمک آکی ہر حال سے
اگر اسمین فرق آئی گا بال بہر — ملا دینگی ہم خاک مین کر و فر
یہ افسانۂ غم کرون کیا بیان — خبردار اس سی ہی سارا جہان
یہان طولِ تقریر بی سود ہے — مفصل کتابون مین موجود ہے
اوس آشوب مین آپ نی صبح و شام — فراست سی ایسا کیا انتظام
کہ راضی رہی دونون انجام تک — نہ آیا کبہی غدر کا نام تک
ریاست کو صدمہ نہ پونہچا کوئی — نہ آیا ادہر اہلِ بلوا کو [illegible]
ستم کا نہ خطرہ نہ لٹنے کا [illegible] — رعایا رہی روز و شب بی خ[illegible]
یہان بلکہ عہد [illegible] و غریب — جو ہوئی آکی شہرون سی مامون [illegible]

جب ہین کہ تاریخ تہی تیرہوین	ہوئی رونق افزای خلد برین

ذکر خیر چمن آرای بوستان دولت و اقبال بہار پیرای گلستان جاہ و جلال فرید الآفاق حمید الاخلاق جناب نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلسیہ فردوس مکان

پلا شام سی آج ساقی شراب	کہ دورِ قمر ہی پس آفتاب
مزہ دل مین آئی تو کہولون زبان	کرون حالِ یوسف علیخان بیان
کہ جب دہر سی جنت آرامگاہ	ہوئی عالمِ قدس کی بادشاہ
اوسی روز فرزند والا گہر	ہوئی مسند آرا بجای پدر
ہوا اہلِ جاہ و حشم کا ہجوم	مچی ہر طرف کامرانی کی دہوم
نویدِ طرب بخت و دولت نے دی	صدای مبارک سعادت نی دی
برابر سلامی او ترنے لگی	دم دوستی توپ بہرنے لگی
جو یوسف علیخان فرخندہ فر	ہوئی وارثِ ملک و مالِ پدر
ریاست کا عمدہ کیا انتظام	رعایا برایا ہوئی شادکام
ممالک کا کو آباد ایسا کیا	کہ فردوس ہونی کا دعوی کیا
غرض قابلِ تخت شاہی تہی وہ	سزاوارِ عالم پناہی تہی وہ
لیاقت کا اونکی مقر ہی جہان	کرون ایک ذکرِ فراست بیان

...ن آپ کی حضرت سے پاک ہین
یہان گنگ ارباب ادراک ہین

...وت مین ہمیشل آفاق تھی
شجاعت مین رستم کی مصداق تھے

...یغ آزمائی تھی ہر رنگ مین
بہت صاف تہا ہاتہہ چورنگ مین

...ن طب مین حاصل تھی وہ دستگاہ
کہ بیمار آتا جو پیش نگاہ

...اصول حذاقت سے رکہتی غرض
بتادیتی ہی نبض دیکہی مرض

جو تھے لکہنوی ایک نامی حکیم
مسیحای خاک عظام رمیم

خبردار سرّ خفی و جلی
فلک رتبہ **مرزا محمد علی**

اونہین سے کے تلمذ بہی ممتاز تھی
اونہین کے فن طب مین ہمراز تھی

سوا اسکی نثار تھی بے عدیل
کہ تھی خاص شاگرد **مرزا قتیل**

خصوصًا وہ فارسی مین تہا رنگ و ڈہنگ
کہ سن سنکی تھی برج سعدی بہی دنگ

کتابین جو درسی ہین زیر فلک
پڑہین تہین وہ کل **قطبی و میر** تک

مگر کہتی تھی وہ ذکاوت شعور
کہ ہر فن مین ہوتا تہا ثابت عبور

رجب کی مہینی کی تھی بیسوین
پہر دن رہے جمعہ کو بالیقین

تھی بارہ سو مشہ ہو ہجرت کی سال
کہ پیدا ہوئی تھی شہ خوش خصال

شرف بخش جاہ و حشم وہ حسن
رہی پندرہ ۱۵ سال اکیس ۲۱ دن

ہوئی تھی تہ چرخ فیروزہ گون
ولادت کی سن پر اکہتر فزون

شب و روز ایسی تھی عارض بڑی
کہ سل مین دوشنبی کو کچھ دن چڑہے

قواعد حکومت کی جاری کیے ‎ ‎ موافق شریعت کی جاری کیے
رعایا ہوئی شاد آباد ملک ‎ ‎ ہوا چند ہی مین مثل بغداد ملک
ہجوم کرم بخشش عام سی ‎ ‎ مکانات پختہ بنی خام سے
ہوئی راستی صاف سڑکین درست ‎ ‎ ملازم تہی ہر کام مین تیز و چست
زمانی مین پہرنی لگی بی حجاب ‎ ‎ خرابی مری طرح خانہ خراب
کیا خوب لشکر کو آراستہ ‎ ‎ ہوا شور و شر فتنہ برخاستہ
متاع گران قیمت آنی لگی ‎ ‎ ترقی تجارت دکہانی لگی
عوض کہیس لنگی کی ارباب زر ‎ ‎ ہوئی شال رومال سی بہرہ ور
جو نایاب اسباب تہا دہر مین ‎ ‎ وہ کثرت سی ملنی لگا شہر مین
ہوئی آپ جس سال مسند نشین ‎ ‎ کیا ملک اجداد زیر نگین
رعایا نہایت پریشان تہی ‎ ‎ ریاست جہانتک تہی ویران تہی
ترقی کمی کی تہی معمول مین ‎ ‎ یہ تہا فرق تحصیل محصول مین
کہ آیا خراج ضیاع و عقار ‎ ‎ فقط چار لک اور پنجہ ہزار
مگر آپ کی حسن تدبیر سے ‎ ‎ ہوئی گنج لبریز توفیر سی
ہراک دیہ آباد ایسا ہوا ‎ ‎ کہ ہر سمت شہرون مین شہرا ہوا
زبس آپ تہی قدردان ہنر ‎ ‎ ہراک فن کی کامل ہوی ناموَر
مراتب مناصب سی اعزاز سے ‎ ‎ کیا فخر دوران ہر انداز سی

ہوئی بہرہ ور مشہور آفاق مین | فراست لیاقت مین اخلاق مین
ہر اک سمت شہرت ہوئی نام کی | پڑی دہوم فکرِ خرد کام کی
جب احمد علیخانِ والا تبار | ہوئی رونق افزاے دار القرار
مع جملہ سامانِ اعزاز و جاہ | بلند ایوان مین تہی وہ فلک بارگاہ
کمشنر کے ہمراہ با صد سرور | ہوئی ایک دن داخلِ رامپور
تہی بارہ سو چھپن شہور و سنین | جمادِ دوم کی تہی اکیسوین
یہان پنجشنبہ کو با صد وقار | ہوئی مسند آرا وہ عالی تبار
سلامی کی توپین چلین ہر طرف | تردد دلون سی ہوئی برطرف
خوانین اوس عہد مین یکقلم | ستم کی شب و روز بہرتی تہی دم
نہایت ہی سرہنگ و خونخوار تہی | عبث سرکش و مردم آزار تہی
قیامت ہر اک شخص آفت مین تہا | جہنم کا شعلہ شرارت مین تہا
غضب شور شر جور فتنہ فساد | یہ سب انکی عادت سی تہی بامراد
کیا کرتی تہی بدعتین بیحساب | نہایت تہا نظمِ ریاست خراب
کوئی رسم انصاف جاری نتہی | عدالت نہ تہی فوجداری نتہی
کچہ ایسا کیا آپ نی بند و بست | کہ سر ہوگئی سربلندونکی پست
ریاست سیاست کے صدہا اصول | نکالی طبیعت سی زیبا اصول
مقرر کیے محکمے جابجا | عدالت سی ہر کام ہونی لگا

رائی جہجاہ انجم سپاہ جناب مستطاب معلی القاب
نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ

خبر لی ذرا ساقی پر غرور — کہ بی کیف ہوتا چلا ہی سرور

پلا می کہ تر ہون دہان و زبان — سنبہل بیٹہون پہر بہر عرض بیان

کہ نواب جمجاہ حاتم کرم — سلیمان نگین و سکندر حشم

خدیو جہان و جہان پناہ — سپہر عطا جنت آرامگاہ

جو خان لکہی بعد محمد سعید — تو فی الفور ہو نام نامی پدید

پس جنگ آصف جب انکی پدر — بنارس مین آکر ہوئی جلوہ گر

کیا قصد کعبہ بصد اشتیاق — روانہ ہوئی سوی ملک عراق

یہ حضرت اوسی شہر مین چند روز — رہی جاہ و عزت سی رونق فروز

وہان سی جو برخاستہ دل ہوئے — سوی لکہنو آپ مائل ہوئی

زبس ہمت ملک و دولت کی تہی — طلبگار ارتقای ریاست کی تہی

اسی سی وہ خورشید عالم فروز — یہان بہی نہ ٹہہری مگر چند روز

یکایک بصد شوکت و اعتلا — ہوئی سوی کلکتہ رونق فزا

پہنچکر وہان لطف و آرام سی — ملی لائق و عمدہ حکام سے

اونہون نی انگلیسانہ کی آبرو — ریاست کی بابت ہوئی گفتگو

وہ جتنی تہے ارباب تدبیر سی — ہوئی خوش حکیمانہ تقریر سی

...لیی افسرون نی ستم اور بہی
یہ سب کچہہ ہوا شہر مین شور و شر
اوسی حالت غش مین وہ نامور
جو اتوار کی شب ہویدا ہوئی
پہر رات ہوگی کہ شہ حکمران
جو مشہور ہی موضع اک نانکار
اوسی جا حسن شاہ صاحب کے پاس
دم حشر تک ان محاسن کی ساتہہ
پر اوس روز تاریخ ای ہمنشین
خطون مین جو لکہتی تہی سال اہل خط
عیان ہو زمانِ حکومت کا حال
اسی جاہ سی وہ مسیحا نفس
زبس تہی طبیعت سخن دستگاہ
کتب خانۂ فیض آثار مین

ترستہہ کی جانین گئین اور بہی
پر احمد علیخان رہی بیخبر
رہی جمعہ سی ہفتہ تک بی خبر
دم نزع کی شکل پیدا ہوئی
ہوئی سو جنت یہان سی وان...
بنا تہا وہان پیشتر سی مزار
ہوئی دفن نواب روشن قیاس
رہی بعدِ مردن بہی مرشد کی ساتہہ
مہ پنجمین کی تہی پچیسوین [۲۵]
وہ بارہ سو چہپن [۱۲۵۶] تہی ہجری فقط
بڑہا دو چالیس پر سات سال...
رہی زندہ دنیا مین پچپن [۵۵] بر...
کیا کرتی تہی نظم بہی گا...
کچہہ اشعار ہین جمع...

ذکر خیر مرکز دائرہ عدل و داد و واسطۂ نظم...
ایجاد مبدع قوانین نظم ماحی نقوش ظ...
داد بخش و جہان آرای رستم رخش افا...

زبانی فداون بہیجا پیام — کہ ہی نواب والا مقام

تر کوئی جنگلی کرکے شکار — لی آؤ توقف نہو زینہار

اسی دم حضور اوسکو پکوائین گے — ابہی شوربا نوش فرمائین گے

بجالائی وہ حکم سرکار کو — دیا جلد لاکر محلدار کو

دوسری دن اونہون نے بیان — کہ اچہی ہین نواب عالی مکان

فائدہ شوربی نی کمال — اوسیوقت سی ہی طبیعت بحال

اگر دیکھئی دیدۂ غور سے — مرض مین کمی ہی ہر اک طور سی

یہ فرماتی ہین افسرونسی حضور — کہ وہ ہو نکل ہی دشمن مرا پر ضرور

اوسی کی ہون جادوسی مین بخبر — بنی ہی ہر اک دم مری جان پر

بلا عذر و تکرار جائین ابہی — بہت جلد سر کاٹ لائین ابہی

یہ کارندہ وہ تہا کہ لیل و نہار — ریاست کے کرتا تہا سب کاروبار

یہان جتنی سرکش تہی سرہنگ تہے — سیاست سی اوسکی بہت تنگ تہی

وہ سنتی ہی اس جعلی ارشاد کو — چلے جوش مین تازہ بیداد کو

یہ افسر پہونچکر وہان خشمگین — ہوئی مائل قتل رکن رکین

ہوئی اوسکے ہمراہیون سے ستیز — چلی دونون جانب سے شمشیر تیز

ہوا گرم بازار شر چار سو — قیامت ہوئی جلوہ گر چار سو

اربجبر مارا گیا — تن خستہ سی سر اوتارا گیا

دم وہ تہی ساتوین
ہوا تہا نہ کامل ہلال

رو دو صد اور دو بست و یک
تہی اوسوقت یہ سال زیرِ فلک

ماراسے لگے آگ بارود مین
اوٹہا شعلہ قصرِ فلک سودین

واوس گہر مین رہتی تہی شام وپگاہ
وہ سب اوڑگئی صورت برگِ کاہ

مکانات وایوانِ قرب وجوا
نظر بہی نہ آئی برنگِ شرار

لکری تختی اودہر گرگری دور دو
ہوئی اکثر انکی بہی صدمی سی چور

تہا شہر مین زخمیون کا شما
کوچہ تہا عرصہ کارزار

جان سی اپنی چہ[illegible]
دہر سی سوئی جنت سفر

روز تک ماتعا تہا
جدہر دیکہی ایک کہرام تہا

وتہ دو

ہوا دوسرا حادثہ یہ نیا
جسے ... ری عالم نی دیکہا سنا

نواب آخر مین بیمار تہے
بہت دن سی مستسقی و زار تہی

مہینون اِسی مین رہی مبتلا
یہانتک کہ تاثیرِ غش اونکو ہوا

طبیبون نی کی جان نثاری بہت
... ی حذاقت شعاری بہت

ولیکن نہ تدبیر کوئی چلی
شب و روز بڑہتی گئی بیکل

پر اندوہ وبیہوش رہنی لگی
زبان بند وخاموش رہنی ل

اوٹہایا اوسی غشی مین برملا
زنانِ محل نی نیا شغ

عرض بخطه دور ایام سی — بسر کرتی تهی عیش و آرام سی
غم خلق و سودای منصب نه تها — او نهین کچهه ریاست سی مطلب نه تها
او نهین روز ون تقدیر سی ناگهان — هوئی قحط کی شکل پیدا یهان
دکهایا کیا چرخ پر آفتاب — زمین کیطرف کو چشم عتاب
سوا اشک مظلوم کی سال بهر — فلک سی نه قطره گرا خاک پر
کهین جز خط نوخطان حسین — نه تها سبزه بالای روی زمین
حرارت سی فاقه کی هر استخوان — برنگ سر شمع دیتا دهوان
قدم اوٹهه نه سکتی تهی حیوان سی — نه لیجاتی تهی سانس انسان سی
یهان تهی جو بی انتظامی کمال — هوئی اور بهی خلق آشفته حال
شب و روز بی دانه و آب و نان — هزارون کی جا هین گئین رائگان
مساکین و محتاج خانه خراب — دکانون مین پڑ رهتی جو وقت خواب
وه رهتی نصیبون سی ناکام صبح — نظر آتی بیجان هنگام صبح
اگر کیجیی حادثی کل رقم — تو هو عمر بهر کم نه یه کیف و کم
مگر اس جگهه مختصر طور پر — مین لکهتا هون دو حادثی بیخطر

حادثه اول

سنا هی که بارود خانه یهان — تها اوس عهد مین شهر کی درمیان
بنایا تها با تخت خدام نی — در دولت خاص کی سامنی

وہان خود حمین جا کی نوکر ہوئی ‌‌ موافق لیاقت کی افسر ہوئی
اسیطرح صدہا شریف زمن ‌‌ ہوئی کاوشون سی غریب الوطن
ہوا شہر سنسان گلیان اوداس ‌‌ ہر اک سمت آتی نظر شکل یاس
سیہ روز روشن سوارات سی ‌‌ اوداسی برستی مکانات سی
ہمیشہ سی نواب گردون محل ‌‌ لگاتی تہی گولی عدیم المثل
شب و روز اکثر وہ عالی تبار ‌‌ رہا کرتی مصروف سیر و شکار
بیابان و صحرا مین تہی صید گاہ ‌‌ مہینون وہین رہتی شام و پگاہ
یہان کارسازان اعیان ملک ‌‌ کیا کرتی تہی سازو سامان ملک
انہین کو ریاست کی سب کار تہی ‌‌ یہی لوگ مالک تہی مختار تہی
جب آتی بیابان سی شاد کام ‌‌ رہا کرتی مصروف عیش مدام
سر شام سی صبح تک بیٹہی آپ ‌‌ سنا کرتی مستی مین طبلی کی تہاپ
کبہی دیکہتی ناز و انداز رقص ‌‌ کبہی سنتی آواز دمساز رقص
کبہی لیتی بوسی لب جام کی ‌‌ کبہی ساقی نازک اندام کی
لگا چمٹنا کبہی بجنبہ ‌‌ لگاتی تہی پیمانی مین ڈوب کر
دم صبح بہر تا فلک جب شتاب ‌‌ مے نور سی ساغر آفتاب
تو بزم طرب ہوتی برخاستہ ‌‌ چلی جاتی خوبان نوخاستہ
اوسی نشۂ بادۂ ناب مین ‌‌ وہ رہتی سر شام تک خواب مین

تمام افسروں مین کہ تہی رشک شیر | معظم مکرم رہی اک دلیر
سبب یہ کہ دل مین وہ فرخندہ خو | سمجھتے تہی باقی کو اپنا عدو
پدر پر ہوئی تہی جو بیجا ستم | وہ یاد آتی تہی آپ کو دمبدم
کوئی افسر آتا اگر رو برو | تو آنکھون مین انکی اوترتا لہو
یہی چاہتی تہی کہ یہ فتنہ گر | نہون عزت وجاہ سی بہرہ ور
عوض باپ کا ایکدن لیجئے | کسی طرح برباد کر دیجئے
عمائد ہون یا افسران سپاہ | انہین کیجیے بی نشان وتباہ
سلامت نہ ارباب دولت رہین | رہین بہی تو پابند ذلت رہین
مٹاؤن مین نام اہل بیداد کا | نہ رکہون نشان انکی بنیاد کا
اسی وجہ سی شہر مین چارسو | ہُوا فتنہ وشور وشر کو بکو
بہم خون ہونی لگا بیحساب | ہوا بند وبست ریاست خراب
پریشان جو رون سے خلقت تمام | ہوا چین سی شب کو سونا حرام
نکلتے تھے گہر سی جو باہر غریب | نہوتا تہا پہرنا سلامت نصیب
ہوئی ہر طرف خانہ جنگی کی دہوم | جدہر دیکہی اہل شر کا ہجوم
کوئی داد بیداد سنتا نہ تہا | رعایا کی فریاد سنتا نہ تہا
خلائق جہان تہی پریشان تہی | مصیبت مین ہر ایک کی جان تہی
بمجبوری اکثر نی باندہی کمر | کیا جانب ٹونک عزم سفر

جو ہو لفظِ نصر اللہ اول رقم　　تو آخر کو خان و بہادر ہو ضم
پتا نام کا اون کی یون دیدیا　　خبردار اہل نظر کو کیا
نیابت کا اونکو دیا اختیار　　ریاست کا کرنے لگی کاروبار
سوا بارہ[12] سو نو[9] کی اے ہمنشین　　جمادی اولی کی تہی پانچوین
کہ نائب ہوئی وہ خداوندِ نام　　رہی حکمران روز و شب صبح و شام
ہوا مختصر جبکہ طولِ حیات　　ملی روح کو قیدِ تن سے نجات
تہی چہبیسوین[26] ماہِ شوال کی　　نمایش تہی آخر مہِ حال کی
تہی بارہ[12] سو پچیس[25] ہجرت کی سن　　یہی دور تہا زیرِ چرخِ کہن
بڑا پندرہ[15] سال پر پانچ ماہ　　پہر اکیس[21] دن اور بی اشتباہ
تو ہون بی غم و رنج فکر شمار　　زمانِ نیابت تمام آشکار
غرض اتنی مدت وہ فرخندہ روز　　رہی بی تردد نیابت فروز
اونہون نی کیا جسگہڑی انتقال　　ہوا مملکت کا دگرگونہ حال
ہر اک طرح اوس اوج اقبال مین　　تہی نواب پچیسوین[25] سال مین
ریاست مین اونکو ملا اختیار　　ہوئی مستقل مرجع کاروبار
خوانین کو رنج دینی لگے　　عوض باپ کا اپنی لینی لگے
اراکین دولت کی عزت نگی　　کسی خاندانی سے ملت نکی
فقط مصطفےٰ خان کی اولاد سے　　رہی شاد احسانِ امداد سے

جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم

کہانتک کرون انتظار شراب	عوض می کی دی کاش ساقی جواب
کسی اور پیر مغان سی ملون	یہ دل دی کی ایک ساغر بادہ لون
لب خشک تر ہون تو گویا کرون	دو رنگی کے مضمون انشا کرون
کہ آصف پس فتح باصد سرور	ہوی جس گہڑی داخل رامپور
خزانی مین تہا جس قدر مال و زر	کیا اپنی قبضی مین سب بی خطر
جو سیراب تہا ملک آباد تہا	شکست محاصل سی آزاد تہا
بنی بگڑی کچہہ ہو مگر بیزوال	خراج اوس سی آتا تہا چہہ لاکہہ سال
اوسی ملک مین اپنی شامل کیا	مقرر رہان اور عامل کیا
کئی شرط کی ساتہہ لیکر قلم	کیا اک نیا عہد نامہ رقم
پہر احمد علیخان کو پیش نگاہ	کیا مسند آرای اعزاز و جاہ
زبس تہی یہ نواب فرخندہ فال	نو آموز و نابالغ و خرد سال
نہ تہی کچہہ خبر نیک و بد حال کی	کہ عمر گرامی تہی ۹ سال کی
کسی حال مین بی مدار المہام	ریاست کا ممکن نہ تہا انتظام
اوسیوقت آپسمین شورا کیا	نیابت کی وعدی کو پورا کیا
ملی تہی جو آصف سی خود پیشتر	کیا تہا خوانین کو منتشر

راک علم سے آپ تھے کامیاب	قوی حافظہ ذہن تھا لاجواب
کتب بینی اکثر تھی مرغوب دل	ہمیشہ تھی تحقیق محبوب دل
سمجھتے تھے تنقیح کو فرض عین	محقق تھے منطق مین تازا ہین
زیادہ نہ پڑھنے کی مہلت ملی	نہ دنیا کی جھگڑون سے فرصت ملی
گیارہ سو اسی [۱۱۷۶] مین تھے چار کم	کہ پیدا ہوئی تھی وہ گردون حشم
ترسٹھ [۶۳] برس دہر مین روز و شب	رہے بہرہ اندوز عیش و طرب
تھی بارہ سو اڑتیس [۱۲۳۸] ہجرت کی سن	کہ ناگاہ وہ اعتبار زمن
ہوئے مبتلا رنج و آلام مین	خلل آگیا عیش و آرام مین
گرا فالج ایسا کہ بار دگر	نہ پھر آئی صحت کی صورت نظ
جب آئی چھٹی ماہ ساون کی آہ	تو لی پنجشنبہ کو جنت کی راہ
ہوئے دفن ناودن مین دھوم سے	چھٹے ہمنشینان مغموم سے
اوسی شہر مین ہے مزار آپ کا	وہین حشر تک ہے قرار آپ کا
کرم خان نے اوسوقت باصد الم	یہ تاریخ بے مثل کی تھی رق
ز دنیا سوی خلد رحلت نمود	چو نواب حاجی بیت الح
ریاض جنان گشت آرام گاہ	بسالش خرد گفت رضوا

ذکر خیر نواب احمد علی خان صاحب
رند تخلص خلف الصدق نواب محمد علیخان بہا

کہا پیا کہا تا ہی گولہ جہان — بچھایہ مصلے اوٹھا کر وہان
اوسی وقت خدام نی دوڑ کر — کیا حسب ارشاد و مدنظر
نیت کی وہان بہی دو رکعت پڑہی — اوسی طرح آخر کی سنت پڑہی
دم سجدہ پہر آکی گولہ گرا — وہی فرق پہر سر سی پایا گیا
قیام و قعود و رکوع و سجود — کیی سب ادا بی غم ہست و بود
فراغت سی پہیرا سلام آپ نی — کیا لوگون سی یہ کلام آپ نی
کہ بی حکم پیمانہ بھرتا نہین — کبہی بی اجل کوئی مرتا نہین
بہت مینی چاہا میان نماز — شہادت کی رتبہ سی ہون سرفراز
مگر بی مشیت نہ کچہ ہو سکا — یہ جان حزین بہی نہین کہو سکا
تہور شجاعت کا یہ حال تہا — سنو قوت جسم کا ماجرا
فزون زور و طاقت مین رستم سی تہی — زبردست مردان عالم سی تہی
سوا اور چیزون کی شام و سحر — غذا کی بہی مقدار تہی بیشتر
کہ دم پخت ایک عمدہ حلوان کا — کیا کرتی تہی نوش جان دائما
لگاتی تہی بہتر زمانی سی تیر — نہ رکہتی تہی اس فن مین اپنا نظیر
محاسب بہی تہی آپ ایسی کہ بس — کسیکو نہ تہی ہمسری کی ہوس
جو اس فن مین ہی ایک درسی کتاب — مرکب خلاصہ سی لفظ حساب
زبانی تہی وہ یاد شام و سحر — برابر تہی جملہ عمل پر نظر

اولوالعزمیون کی نہایت نتہی — تہور شجاعت کی غایت نتہی
رقم اس جگہہ اک حکایت کرون — قلمبند عمدہ روایت کرون
دلون مین جو پیدا جلادت کری — شجاعت پر اونکی دلالت کری

حکایت

کوئی قلعہ تہا سخت بالای کوہ — بشکلِ حصارِ فلک پر شکوہ
برابر کئی دن سی ہوتی تہی جنگ — تہی وسعت گہ کوہ تو یون سی تنگ
کمالِ وغا عینِ پیکار مین — ہوا ظہر کا وقت کہسار مین
اوسی قلعہ کی سامنی بی خطر — نماز آپ پڑہنی لگی کوہ پر
نیت کر کی سنت کی بہرِ ثواب — گئی سجدہ مین جب وہ عالیجناب
گری گولی دو ایک نزدیکِ سر — مگر ہاتہہ دو ہاتہہ کی فرق پر
نہ دل کو تردد نہ کچہہ غم ہوا — کیی رکن سب بی تردد اد
یہانتک کہ پہیر اسلام آپ نی — وہ کل رکعتین کین تمام آپ
کیا حکم خادم نی بہر نماز — بچہا دی ٹہر ہا کر وہی جانم
کیا فرض ادا آپ نی پہر وہان — مقر یقینِ ضرر تہا جہا
یہان بہی وہی شکل پیدا ہوئی — وہی قدرتِ حق ہوید
گری گولی پہر چہوڑ کر سجدہ گاہ — ہوئی حصنِ ردّ مین خا
جیسا اسی بہی فرصت ملی آپ کو — ہوا داغ جوش دا

لڑہی آپ فوجِ عدو مال سی ‌‌ ‌ کیا سامنا راۓ نیپال سی
چلی خوب میدان مین تیغِ کین ‌ ‌ دلیرون نی کی خون سی تر زمین
نہایت کو وہ راجہ کہا کر شکست ‌ ‌ ہوا جنگ سی سُست کوتاہ دست
گئی دیکہکر بخت و اقبال کی ‌ ‌ مع فوج لی راہ نیپال کی
وہ شورش نہ باقی رہی دہر مین ‌ ‌ ہوا فتح کا شہرہ ہر شہر مین
پس فتح نوابِ فیروزمند ‌ ‌ پہر آئی سوِ راجہ سنسارچند
وہ بڑہ کر ملا حسنِ آداب سی ‌ ‌ ہوا شاد جم جاہ نواب سی
عنایت کا اظہار کرنے لگا ‌ ‌ شجاعت کا اقرار کرنے لگا
بنا شیفتہ حسنِ تدبیر کا ‌ ‌ ہوا محو آئینِ تسخیر کا
یہانتک کہ نامِ سفر جب لیا ‌ ‌ مصمم ارادہ کہین کا کیا
کسی طرح اوسنی اجازت نہ دی ‌ ‌ کبہی رخصتِ نقل و حرکت نہ دی
خوشامد سی منت سی روکا مدام ‌ ‌ نہ لینے دیا گاہ جانی کا نام
ہوئی سخت مجبور نواب جب ‌ ‌ گیا پیش حیلہ نہ کوئی سبب
وہین شان و شوکت سی لیل و نہار ‌ ‌ رہی زندگی بہر اقامت گذار
سوا ان مقامات کی جابجا ‌ ‌ ہوئی سیکڑون معرکی بارہا
ہمیشہ رہی آپ فیروزمند ‌ ‌ نہ پونہچا کسی طرح کوئی گزند
تمکن مین حلم و مدارات مین ‌ ‌ نہ رکہتی تہی ہمسر کسی بات مین

سرافراز رایانِ عادل مین تہا　　سوا دولت و ملک حاصل مین تہا
سمجھکر قوی فوج و اسباب مین　　اوٹہاتی نہ سر مدعی خواب مین
یہانتک تہا طول وطعیل اوسکا راج　　کہ دیتی تہی بائیس راجہ خراج
خبر سنکے وہ راجۂ نیک روز　　ملا آپ نواب سی ایک روز
کیا شکرِ احسانِ مقدم ادا　　مراسم محبت کی لایا بجا
انہین روزون رشک زر و مال سے　　خصومت بڑہی رای نیپال سے
ہوا لشکر آرا وہ مغرورِ جاہ　　سو ملک نادون بہیجی سپاہ
دیا حکم راجہ نی تسخیر کا　　ہوا سامنا تیغ کا تیر کا
ادہر بہی لڑائی کے ارمان مین　　نکالی گئی فوج میدان مین
یہ راجہ نی چاہا کہ احباب کو　　خصوصًا فلک تیغ نواب کو
کرون رخصت اعزاز و اکرام سے　　اذیت مین ڈالون نہ آرام سی
روانہ ہون مین سوی میدانِ جنگ　　کرون گرم بازارِ تیر و تفنگ
یہ نواب نے پاکی مفہومِ دل　　کہا اوس سی ای ہمدم مستقل
یہ مجھہ سی نہوگا کبہی عمر بہر　　کہ رخصت ہون اسوقت مین چہوڑ کر
رہین قلعہ مین آپ آرام سے　　سمجھہ لونگا خصمِ بدانجام سی
فقط فوج ہمراہ کر دیجیی　　دلیرون سی میدان بہر دیجیی
یہ سنکر وہ راجہ ہوا شادمان　　کیا حسبِ ارشاد لشکر روان

نظر کر کے یہ حال وحشت قرین
ہوئی مشتعل آتش خشم و کین

ادہر آپ نی پہیری توسن کی باگ
اودہر بولی نامردمی جلد بہاگ

گریزان ہوا وہ شتر کیطرح
یہ پہونچی برابر شتر کی طرح

مگر وہ رہ تنگ کہسار سے
بچا لی گیا جان تلوار سے

انہین اوس طرف سی پیش سگال
ہوا گہوڑی پر آگی بڑہنا محال

کیا عرض پہر خادم خاص سنے
نمکخوار پابند اخلاص سنے

یہان اب ٹہہرنا نہین کچہ ضرور
چلین اپنی ہمراہیون مین حضور

کہا آپ نی ای عقیدت گزین
اسی چہوڑ دون مین یہ ممکن نہین

کیا اسنے بیکار تلوار کو
مین زندہ نہ رکہون گا بدکار کو

یہ کہکر سنبہالی کمان آپ نے
کیا زور کا امتحان آپ نی

ذرا روک کر شوخ رہوار کو
کیا آشنا زہ سی سوفار کو

ادہر تیر چٹکی سی چہوٹا اودہر
وہ آیا نظر لوٹتا خاک پر

وہان سے پہری پہر وہ عالیجناب
ملی اپنی ہمراہیون سی شتاب

اوسی راہ سی خرم و شادمان
بڑہایا قدم سوی ہندوستان

اسیطرح شوکت دکہاتی ہوئی
یونہین سرکشون کو دباتی ہوئی

رئیسانہ انداز سی بیخطر
ہوئی شہر نادون مین جلوہ گر

وہان ایک راجہ تہا سنسار چند
جوان و جوان طالع و ہوشمند

پڑا تفرقہ جسم مین جان مین — گری لاش پر لاش میدان مین
پٹھانون نی آخر اونہین دی شکست — کیا سربلند اِن راجہ کو پست
گریزان ہوئی فتنہ گر کوہ پر — چلے پھر کسی کی نہ تیر و تبر
تعاقب مین نوابِ فیروزمند — بڑہی جانبِ کوہسارِ بلند
اشارہ جتایا جو راہوار کو — کیا گرم اوس برق رفتار کو
پلک تک نہ جھپکی کہ آیا نظر — چھلاوہ سا پھرتا ہوا کوہ پر
سوا ایک ممتاز سردار کے — نہ پونہچا کوئی ساتہ رہوار کی
اگر شاہ خان سی مقدم قلم — کری لفظِ ضامن برابر رقم
تو ہو نام بہی بی تکلف عیان — نہ باقی رہی کچہ تردد یہان
کیا عرض اوسنی کہ ای جم وقار — بس اب ہو چکی فتح یہ کارزار
مخالف کی لشکر نی کہائی شکست — دلیرون کی ہاتہون سی پائی شکست
فراہم تہی جتنی یہان اشقیا — پریشان سب ہو گئی جابجا
کوئی دشمنِ جان مقابل نہین — خصومت عداوت کی قابل نہین
مناسب ہی عطفِ عنان کیجئی — توقف نہ ہرگز یہان کیجئی
خوانین کی لیجئی اب خبر — کہان ہین گئی لڑتی لڑتی کدہر
یہی عرض کرتی تہی وہ جان نثار — مخاطب تہی وہ آسمانِ وقار
چلی ایک بندوق ناگہ ادہر — پڑی گولی شمشیرِ نواب پر

یہ سنتی ہی نواب گردون جناب | ہوئی عالم قہر مین پُر عتاب
کہا کہدو راجہ سی کل صبحدم | اسی کوہ پر ہو کی جائین گی ہم
اگر دعویِ مردمی دلمین ہے | کوئی حوصلہ زعمِ باطل مین ہے
تو کل راہ مین آکی ٹوکی ہمین | موافق ارادی کی روکی ہمین
کری سامنا تیغِ فولاد کا | اوٹھائی مزہ کید و بیداد کا
نہ یون سی راجہ نی سنکر جواب | دلیرانِ لشکر کیی انتخاب
ہزار آدمی سو جگہہ کی لڑی | کیی راہ مین دونون جانب کہڑی
دیا حکم جسوقت نکلین ادہر | یہ کہوڑی نہ چہوڑو کسی طور پر
اگر دیکھو آمادۂ رزم و جنگ | کرو تم بہی ہرگز نہ دم بہر درنگ
دمِ صبح نوابِ خورشید اوج | ہوی مائلِ رزم و ترتیب فوج
دو رویہ جما کر پیادہ سوار | کیا چست و محکم یمین و یسار
سنبہل کر لڑائی کی عنوان سے | دلاور بڑہی رستمی شان سی
یہ جاتی تہی امید مین راہ کی | کہ ناگہ پڑی باڑہ بدخواہ کے
دیا حکم نواب نی اوسگہڑی | کہ ان سی سمجہہ لو اوٹہا کر کڑی
بڑہی دونون جانب سی مردان کام | ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
دلیرون نی پہر دم نہ لینی دیا | گنوارون کو تلوار پر رکہہ لیا
ہٹادی بڑہی فوج بدخواہ کی | اولٹ دین صفین قوم گمراہ کی

رہی چند مدت جو گرم سفر | انہین کوہ منکوٹ آیا نظر
پہونچکر وہان رنج و اندوہ مین | فروکش ہوئی دامن کوہ مین
وہان ایک تہا رای فرمان روا | جوان و جوان زور بازو کشا
سواریکا انکی تزک دیکہکر | ہوا دنگ وہ راجۂ نامور
سمند سیہ زانوِ برق و تاز | ہوا اور بہی باعث سوز و ساز
غضب کا اوسی شوق پیدا ہوا | ہزارون تمناسی شیدا ہوا
ندیمانِ درگاہ کو بہیجکر | کیا اوسنی گہوڑا طلب بیخطر
سمجہکر خلافِ ادب یہ خطاب | دیا آپ نی صاف اوسکو جواب
کہا ہمکو پروای قیمت نہین | یہ خاصی ہین مالِ تجارت نہین
عنان گیر بار بہاری کی ہین | یہ گہوڑی ہماری سواری کی ہین
اگر دوستانہ ملاقات ہو | ترقی مراسم کی دن رات ہو
تو اوسوقت مین ایک کیا اور دس | مین راجہ کو تحفہ مین دیدون فرس
وگرنہ یہ زنہار ممکن نہین | کسیطرح زنہار ممکن نہین
یہ سنکر وہ جاتا رہا آپ سی | غضبناک و برہم ہوا آپ سی
ریاست کی سامان پر زور پر | ہوا مائل فتنہ بیدادگر
اوسیوقت بیحفظ آدابِ کلام | خلاف آدمیت کی بہیجا پیام
زر و زور سی فتنہ و جور سی | مین لی لونگا یہ گہوڑی ہر طور سی

اوسی شان سی خرم و شادمان　　عرب سی پہری سوی ہندوستان

تہی ہمراہ اوسوقت لیل و نہار　　سوا آپ کی تین سو جان نثار

سواروں مین تہی تیس باقی نفر　　پیادی تہی ہر دم شریکِ سفر

جدہر ہند مین رونق افزا ہوے　　جہان آپ تشریف فرما ہوئی

رئیس اوس ریاست کی گہبرا گئی　　جلالت شہامت سی تہرا گئی

ہوئی بسمت وہ وہ معرکہ راہ مین　　لڑائی ہوئی ملکِ بدخواہ مین

انہین تہوڑی لوگون سے ہنگامِ جنگ　　عدو پر کیا عرصۂ زیست تنگ

ہمیشہ رہی غالب و فتحیاب　　مخالف نہ لائی لڑائی کی تاب

ولیکن نہ بہلی طبیعت کہین　　نہ فرمائی جمکر اقامت کہین

سمندِ جہان گرد کی ناگہان　　اوٹہائی سوِ ملکِ کابل عنان

پہونچکر کسی سمت کی راہ سی　　ملی دوستانہ زمان شاہ سی

اونہون نے بہت کچہ مدارات کی　　ادا شرطِ اعزاز دن رات کی

سُنا دیر تک قصہ سرکشی　　کیا آپ سی عہدِ لشکر کشی

مگر بعض بیجا خیالات سی　　ہوئی مانع شاہ اسبابات سے

نہ نکلی جو مشکل کشائی وہان　　کیا قصدِ کشمیر جنت نشان

اوسی طرح پہرتی ہوئی ہر کہین　　ہوئی آکی پنجاب مین جاگزین

لئی اپنی ہمراہ خیل و حشم　　چلے سمت جمون سی وہ جم حشم

نہ ہمت سی اوٹہا یہ بارِ ثنا
ہوا موجزن بحرِ جود و سخا

زرہ وہ اُتاری تنِ پاک سے
عنایت کی طبعِ طربناک سی

وہ ہرچند انکار کرتی رہے
نہین صرفِ تکرار کرتے رہی

قسم اونکو دلوائی نواب سنے
زرہ اپنی پہنائی نواب نی

ہوئی ساکت آخر وہ آلِ رسول
کیا اوس زرہ کو بدقت قبول

جو ٹہیک آگئی وہ قدِ پاک پر
خوشی سی شریفِ ستودہ سیر

اوٹہا کر سوئے چرخ دستِ دعا
خدا سی یہ کرنے لگی التجا

کہ یارب یہ نوابِ عالی ہمم
جدہر پہیر تسخیر اوٹہائین قدم

ظفریاب تیری اعانت سی ہون
عدو خاک بر سر ہزیمت سے ہون

مرادون سی اپنی رہین کامیاب
پہرین انکی دشمن ہمیشہ خراب

دعای شریف اوسگہڑی عرش پر
ہوئی اس قدر مستجابِ اثر

کہ پہر عمر بہر وہ تہور مآب
رہی اپنی بدخواہ پر فتحیاب

جدہر جہک پڑی لیکی شمشیر تیز
مخالف بنی گردِ راہِ گریز

یہانتک کہ نواب اس باب مین
یہ فرمایا کرتے تہی احباب مین

کہ ایسی دعا پیشتر جنگ سی
مجہے کاش ملتی کسی رنگ سے

نہ سہتا جفائین ستمگار کی
نہ آصف نہ آصف کی غمخوار کے

غرض جبکہ کُلّی مین مدت ہوئی
زیارات و حج سی فراغت ہوئی

شریف ایک دلی مین تہی نیکذات
فرشتہ منش برگزیدہ صفات

ملی وہ محبت سی اشفاق سی
ملاقات کی حسن اخلاق سی

دلون کی صفائی سی انجام کو
تکلف نہ باقی رہا نام کو

قضارا یہ دونون گرامی گہر
حرم مین کہین تہی باہم جلوہ گر

ہمیشہ سی تہی بسکہ عادت پڑی
برو دوش نواب مین اوسگہڑی

زرہ ایک تہی طرفہ انداز کی
بنائی ہوی دست اعجاز کی

اوسی دیکہکر وہ ستودہ خصال
ہوئی مدح خوان بی تکلف کمال

زرہ وہ تہی جو خاطر شاہ سی
بنائی گئی تہی بڑی چاہ سی

سراپا مرصع جواہر سی تہی
سوا حسن باطن مین ظاہر سی تہی

جوان بخت احمد شہ دہلوی
خداوند دیہیم کیخسروی

ہوئی تہی سبب اوسکی بنیاد کی
گزیدہ روش عمدہ ایجاد کی

جو یعقوب خان ستودہ شعار
شب و روز دہلی مین تہی قلعہ دار

مدار المہامی بہی تہی اون کی نام
ممالک کا بہی کرتی تہی انتظام

کوئی اونکی دخت تہی عفت مآب
عفائف مین پاکیزہ خو لاجواب

جو اونکا ہوا عقد نواب سی
بہت کچہہ ملا قسم اسباب سی

عروسی کی دن شان و شوکت کیے ساتہہ
زرہ بہی عنایت کی خلعت کیے ساتہہ

ستائش مین جسدم شریف حرم
بڑہی پیش نواب حاتم کرم

جہاز ایک منگوا کی باصد سرور ۔ کہونگا کہ ہون رونق افزا حضور
سوار آپ کو کر کے وقتِ سفر ۔ پہراؤنگا مین کارِ سرکار پر
یہ سنکر ہوئی خوش وہ عالیجناب ۔ ہوئی مستعد بہرِ کارِ ثواب
کیا بار احمال و اثقال کو ۔ لیا ساتہہ ازواج و اطفال کو
سوے منزلِ مقصد جاودان ۔ ہوئی ہمرہ چیری صاحب روان
جو پونہچی بنارس مین اس طور سے ۔ نظر کر کی انجام پر غور سے
محبت کا سر رشتہ توڑا وہان ۔ عزیز و اقارب کو چہوڑا وہان
کیا مالکِ خانہ دلبند کو ۔ جگر بند کو خاص فرزند کو
یہان ہر طرح جنت آرامگاہ ۔ رہی گہر مین مختار شام و پگاہ
ضروری کچہ اسباب لیکر شتاب ۔ بڑہی آگی نواب عالی جناب
اوسی ذہن مین کلکتی ہوتی ہوئی ۔ چلے نامرادی کو کہوتی ہوئی
کشان تہا زبس شوقِ دل روز و شب ۔ ہوا مختصر طولِ راہِ طلب
بہت جلد جاری مین پونہچا جہاز ۔ ہوئی سرمہ چشم خاکِ حجاز
وہان سی بڑہی آگی وہ محترم ۔ لئی جان مین دل مین شوقِ حرم
نظر بہرِ سیر و تماشا بڑہی ۔ گہٹی نامرادی تمنا بڑہی
پہونچکر درِ خانۂ پاک پر ۔ کئی سجدی چار و طرف خاک پر
کوئی قصر تہا دلکش و دلنشین ۔ ہوئی آپ اوسمین اقامت گزین

نہ سننا یہان ہی نہ کہنا یہان
عبث ہی شب و روز رہنا یہان

پریشان ہر وقت ہونا عبث
یہان رہ کی اوقات کہونا عبث

تمنای حج دل مین کثرت سی ھے
یہ حسرت یہ ارمان مدت سی ہی

مناسب یہی ہی یہی خوب ہی
یہی وقت تحصیل مطلوب ہی

کہ اب بہرہ ور حج کی دولت سی ہون
مشرف زیارات حضرت سی ہون

کہا چیری صاحب سے ای نامور
جو ہونا تہا وہ ہوچکا خیر و شر

کوئی دل مین باقی نہین آرزو
کسی شی کی مجکو نہین جستجو

فقط چاہتا ہون کہ آپ اس قدر
کرین مہربانی مری حال پر

کہ مین ہند سی ہون عرب کو روان
کرون حج کعبہ پہونچکر وہان

یہی روز و شب حوصلا دل مین ھے
یہی شوق صبر آزما دل مین ھے

اعانت مری آپ فرمایئے
اسی کام مین کام کچہ آیئے

کہا اوسنی ای خسرو جم کلاہ
یہان سی عرب کی ہی دو سمت راہ

اگر آپ ہون بنبئی سی سوار
تو میرا نہین کچہ اودہر اختیار

مین اسباب مین آپ سی کیا کہون
سوا اسکے سب کچہ سنون چپ رہون

اگر جائین کلکتی ہوکر حضور
تو مجہسی نہین پوچہنا کچہ ضرور

ارادہ کرین آپ جسدن اودہر
مجہے کیجیے بے تردد خبر

اوسیوقت خدمت مین آکر شتاب
چلون گا مین کلکتے تک ہمرکاب

وہین چہوڑ کر ساز و سامانِ جنگ | خوانین سب چل دیے بیدرنگ
ہر اک سمت دم بہر مین مردانِ کار | نظر پہر نہ آئے برنگ شرار
ہوا جب یہ ہنگامہ گرم سرد | نہ باقی رہے آب و تابِ نبرد
وہان سے میانِ نشاط و سرور | بڑہی فوجِ آصف سوے رامپور
ہر اک سمت مردانِ فیروز بہر | ہوئی خیمہ افراز بیرونِ شہر
عمائد کی ساتہ آصفِ مہر فر | ہوئی شہر مین جلوہ بخشِ نظر
رئیسانہ انداز و معمول سے | ملی ابن نوابِ مقتول سے
بزرگانہ فرماکی شفقت وہین | کیا شان و شوکت سے مسند نشین
نئی طرح کی ساز و سامان ہوئی | رئیس اخر احمد علیخان ہوئی
خوشی کی ہوئی ہر طرف دہوم دہام | پڑا بیکسی سے مصیبت کو کام
کیا نائب اون عمدہ سردار کو | جو محکم کرآئی تہی اقرار کو
حضورِ اراکینِ جاہ و حشم | ہوا دونون مین عہد نامہ رقم
حسابِ مہ و روز و تاریخ و ماہ | شب و روز ہے اس سخن کی گواہ
کہ نوابِ جم جاہ والا مقام | جو آصف سی تہی جنگجو صبح و شام
رہی ناظمِ ملک زیرِ فلک | سوای سہ مربست و دو روز تک
غرض جبکہ نواب کو بعد جنگ | دکہایا یہ چرخِ فسونگر نی رنگ
یہ سمجھے کہ اب حسنِ تقدیر سے | برآئیگا مطلب نہ تدبیر سے

مکانات مین عزت و نام سی | بسر کرتے ہین عیش و آرام سی
یہ جنگِ دوبارہ غضب لائی گی | خرابی کی صورت نظر آئی گی
کھپیگا یہ چرخِ نیلی خیم | نہ باقی رہی گا یہ جاہ و حشم
مکانات کھدکر اوجڑ جائین گی | عمائد مصیبت مین پڑ جاین گی
کرین آپ کوشش کہ یہ ازدحام | کسی طرح ہو جائی برہم تمام
خوانین سی پہر لڑائی نہو | دلیرون سی تیغ آزمائی نہو
مین کہہ سنکی آصف سی شام و سحر | رضامند کردونگا اسبات پر
کہ احمد علیخان ابھی ہین صغیر | انہین چاہیی ایک لائق وزیر
جو انکی طرف سی کری انتظام | ریاست کو آباد رکہی مدام
شب و روز تفصیل مجمل کری | مہماتِ ملکی کو فیصل کری
تمہین پیش کرکے کہونگا حضور | نیابت کی قابل ہین یہ ذی شعور
یہ خدمت عنایت انہین کیجئی | نیابت عنایت انہین کیجئے
یہ سنکر ہوئی خوش وہ عالی گہر | کمر باندہی تکمیل اقرار پر
ملی جیری صاحب کی تدبیر سی | وزیرِ خداوندِ توقیر سی
ادا کرکے آئینِ اخلاص کو | کیا محکم اوس وعدۂ خاص کو
خوانین مین آکی دربار سی | جمایا وہ رنگ اپنی کردار سی
کہ دم بہر مین وہ لشکرِ پُرخروش | ہوا ہو گیا جیسی مستی مین ہوش

بہت بگڑی تاویل پہچان کر | مگر چپ رہی مصلحت جان کر
اوڑی یہ خبر جس گھڑی دہر مین | ہوئی مشتہر قریہ و شہر مین
خوانین باقی تھی جو کوہ پر | ہوئی رفتہ رفتہ انہین بھی خبر
ہوا خواہ یہ چیر صاحب کے چال | ہوئی سنکی تیغ غضب سے حلال
نہایت پریشان و مضطر ہوئی | پی مشورت جمع افسر ہوئی
یہ ٹہہری کہ مرنا گوارا کرین | وہی حشر پہ آشکارا کرین
جو فرزند دم ہین نواب کی | جو پیر تو ہین اوس رشک مہتاب کے
کرین اون کو سردار گردون حشم | لڑین ساتھ عبد العلی خان کی ہم
اوتر کر سر کوہ جان کاہ سی | کرین سامنا فوج بدخواہ سی
یہی قابل سروری آج ہین | یہی آب و تاب در تاج ہین
انہین لیچلین ساتھ میدان کو | انہین پر تصدق کرین جان کو
غرض جمع جب تار لشکر کیا | انہین کو سپہدار و افسر کیا
اوتر کر سر کوہ سی بیدرنگ | مقابل ہوئی چار سو بہر جنگ
سنی چیری صاحب نی جب یہ خبر | بنی صدمۂ فکر سی جان پر
کہا ایک سردار ممتاز سی | بڑی نامی ارباب اعزاز سی
کہ اچھی نہین صورت جنگ یہ | برائی سی خالی نہین ڈہنگ
تمہاری عزیز و اقارب تمام | ریاست مین رکھتی ہین ابتک قیام

ریاست کا کچھ ذکر چھیڑا نہ تھا | کوئی ملکی او سدم بکھیڑا نہ تھا
نظر سی جو گذرا وہ پرچہ پیام | لیا فکر سی چیری صاحب نی کام
سمجھکر دلِ حیلہ جو مین جواب | رہی سوچی نواب محوِ خطاب
امورِ ریاست مین جب دو بدو | قرینی سی ہونی لگی گفتگو
کہا چیری صاحب سی نواب نی | سکندر حشم رشکِ دارا بنی
مجھی ملک آصف سی دلوائیی | وفا وعدہ خاص فرمائیی
او نہون نی کیا عرض نواب سی | نہین ہون مین آگاہ اس باب سی
کسی امر آسان و دشوار مین | یہ وعدہ نہین میری اقرار مین
کہا آپ کو سہوِ تقریر ہی | مری پاس موجود تحریر ہی
کیا پیش وہ خطِ مشکین رقم | کہا دیکھیی ای سراپا کرم
او سی چیری صاحب نی پڑھ کر کہا | کہ تخمین خطی مین دھوکا ہوا
غرض میری تھی میم مکسور سی | کہ مضموم باہر ہی مقدور سی
ریاست سی جو آپ کا حال مین | مقرر ہی روزینہ ہر سال مین
زمین او سقدر حسنِ کردار سی | دلا دون گا مین اپنی سرکار سی
اسی نامہ شوق مین میم پر | کہین لکھ گیا ہون مین ضمہ اگر
تو للّٰہ احسان فرمائیی | مجھی وہ جگہ آپ دکھلائیی
یہ سنکر جوابِ فریب انتما | ہوئی تنگ نوابِ تیغ آزما

سوای غم نامرادی مدام ۔۔۔ نکلتا نہین چیری صاحب سی کام
ازل سی فریب انکی خلقت مین ہی ۔۔۔ دغا روز و شب اصل نیت مین ہے
یہ سب کچہ کیا عرض نواب سی ۔۔۔ نہ مانا چلے چند احباب سی
جو بہیجا تہا آصف نے اپنا سفیر ۔۔۔ کہا سخت اوسکو سمجہکر حقیر
وہ اسپر بہی کہتا رہا بیشتر ۔۔۔ نہ فرمائین جلدی حضور سفر
ابہی جاکی آصف سی جملہ امور ۔۔۔ مین آتا ہون طی کرکی پیش حضور
سماعت نہ کی برق وش ہوا سوار ۔۔۔ منگا کر ہوئے بی تامل سوار
ادہر پونہچی چیری صاحب کے پاس ۔۔۔ اودہر وہ سفیر پریشان حواس
یہان تیز تر آکی مثل گمان ۔۔۔ کیا حال نواب یکسر بیان
اوسی وقت آصف نی لیکر قلم ۔۔۔ کیا چیری صاحب کو نامہ رقم
کہ احمد علیخان کو مین بیشتر ۔۔۔ سمجہتا ہون حقدار ملک پدر
طلب کرکے تمنی جو احباب سی ۔۔۔ کیا وعدہ ملک نواب سی
رہی آپ کو یہ برابر خیال ۔۔۔ کہ ملک کنٹیہر ہی میرا بحال
مری سامنی آپ کو زینہار ۔۔۔ کسی طرح کا کچہ نہین اختیار
تم اپنی ممالک کی سردار ہو ۔۔۔ جسی چاہو دیدو وہ مختار
یہ تحریر اوسوقت پونہچی وہان ۔۔۔ کہ دونون تہی بیٹہی ہوئی شادمان
بہم باتین ہوتی تہین اخلاق کی ۔۔۔ عطوفت عنایت کی اشفاق کی

نگاہِ کرم اونکی ہی حال پر | رعایت ہی ہر وقت مدنظر
مبادا کہ جبسدم ملاقات ہو | خلاف طبیعت کوئی بات ہو
مجھے مفت مین جان کہونا پڑی | عبث ہاتھہ جینی سی دہونا پڑی
اسی وجہ سی ای گرامی گہر | نہین جانیکا مین وہان عمر بہر
یہہ کہکر او سیدم بصد التیام | یہی چیری صاحب کو بہیجا پیام
کہ جو آپ نی اپنی احسان سی | بلایا مجھے خاص عنوان سی
کوئی عذر زنہار مجکو نہین | کسی طرح انکار مجکو نہین
مین کر دونگا رخصت خوانین کو | نہ رکہونگا قسمتی کی آئین کو
سمجھہ کر فقط آپ کو مہربان | چلا آؤنگا بے تردد وہان
مگر آپ اتنا کرم کیجیئے | زبانی یہ تقصیر لکہہ بہیجیے
یہ نواب کا جبکہ پونہچا پیام | ہوی چیری صاحب بہت شاد کام
اوٹہا کر اوسی وقت کاغذ قلم | کیی حسب خواہش وہ مضمون رقم
روانہ کیا پاس نواب کے | فلک مرتبت رشک مہتاب کی
اوسی ڈیرہ کی پاس صداقت کیا | خوانین لشکر کو رخصت کیا
ہوئی مستعد بی خطر بی ہراس | کہ چلکر رہین چیری صاحب کی پاس
سراسر مشیران دانش شعار | ہوئی مانع اوسوقت ہی چند بار
کہا ای خداوند جاہ و حشم | یہ جانا ہی اسدم سراپا ستم

اسیوقت تشریف لیجائیے | ابہی آپ آصف سے مل آئیے
ملاقات کی بعد حسبِ مراد | بس اب کیجیے طے یہ قصہ فساد
شرائط کرین پیش جو آپ سے | کہین جس کسی امر کو آپ سے
نفرمائیے گا سے موعدول | ضرورت کو کر لیجیے گا قبول
کسی چال فقرہ سے تدبیر سے | نکلیے اس آفت کی تسخیر سے
جو انگریز آیا ہوا ہے سفیر | یہان روز و شب ہے اقامت پذیر
وہ خدمت مین جسوقت ہو باریاب | اوسے دیجیے بے تردد جواب
کہا آپ نے میری نیت مین ہے | ارادہ دلِ حق طویت مین ہے
ملون جیری صاحب سے مین بیشتر | اونہین کے وسیلے سے ہون چارہ گر
وزیر الممالک کو ہر طور سے | خیال اونکا ہوگا سوا اور سے
پسِ جنگ حافظ جو حاجت ہوی | کیا تہا یہی عرش منزل نے بہی
حمہ لین کو کر کے مختارِ عام | کیے طے مہمات ملکی تمام
کیا عرض پہر اے شجاعت پسند | یہ جانا نہوگا کبہی سودمند
نہین جیری صاحب کو یہ اختیار | کہ دلواوین وہ ملک و شہر و د
دیا سنکے نواب نے یہ جواب | جو تم کہہ رہے ہو یہی ہے صوا
مگر کیا کرون آصف جم حشم | ادہر بہر رہے ہین محبت کی
طرفدار احمد علی خان کے ہین | ارادے شب و روز احسان کے

لیی ساتہ جملہ پیادہ سوار ۔ کیا کوچ اوسنی بسوی کوہسار
وہی ساز و سامان و اسبابِ جنگ ۔ وہی ساتہ انبوہِ فوجِ فرنگ
ادہر ہو چکی تہی فراہم سپاہ ۔ بخوبی بنالی تہی جای پناہ
نہ پوہچا سکے فوجِ آصف ضرر ۔ محاصر رہی گرد شام و سحر
وزیر الممالک نی انجام کو ۔ گوارا کیا رسمِ پیغام کو
روانہ کیا ایک لائق سفیر ۔ کیا اوس سی بی پردہ رازِ ضمیر
کہا جا کی کہنا یہ نواب سی ۔ کہ ہمسے ملین چند احباب سی
خوانینِ لشکر کو رخصت کرین ۔ بیان آکی ہمسے حقیقت کرین
ریاست کی نسبت جو تکرار ہے ۔ شب و روز بیکار پیکار ہے
یہ کل جہگڑی پہلی ملاقات مین ۔ ابہی ہونگی طی بات کی بات مین
ادہر تو یہ تہی صورتِ التیام ۔ اودہر جیپری صاحب نی بہیجا پیام
کہ دل مین نہ وسواس کچہ لائیی ۔ مری پاس تنہا چلی آئیی
مناسب نہین شور و شر ہر طرف ۔ یہ ہنگامہ کر دیجیی برطرف
پی جنگ اوٹہائین نہ تلوار آپ ۔ لڑائی سی ہون دست بردار آپ
پس شرط و اقرار و عہدِ بہم ۔ دلا دین گی آصف سی کچہ ملک ہم
یہ دونون طرف سی جب آیا پیام ۔ ہوئی شاد نواب عالی مقام
کہا بعض ہمتا نَنی اوسگہڑی ۔ بگڑ کر نصیبون سی یہ بن پڑی

ارادہ کیا خود سوے رزم گاہ — روانہ ہون فی الفور لیکر سپاہ
کہا جیری صاحب نے ای جم حشم — نہ فرمایئی کچہ تردد الم
ابہی آپ تشریف رکہین یہین — لڑائی مین عجلت مناسب نہین
کہا پہر کرین اسکی تدبیر کیا — مداوای برگشتہ تقدیر کیا
کہا کچہ مدد وقت پر چاہیی — کمک بہیجیی جس قدر چاہیی
اوسیوقت ہمراہ فوج گران — کیی چند قندہاری افسر روان
یہان دونون بیٹہی تہی جسیم سے — کہ ناگہ لڑائی کی میدان سیی
پہر آواز توپون کی آنی لگی — ہوئی خوش کہ محنت ٹہکانی لگی
کہا جیری صاحب نے پہر شاد شاد — کہ ای آسمان قدر فرخ نہاد
یہ معلوم ہوتا ہی انداز سے — ہویدا ہی توپون کی آواز سی
ہوئی فتح اقبال سی جلوہ گر — بگڑ کر سب نے پہر لڑا سکے مگر
گہڑی بہر کی بعد ایک اشتر سوار — ہوا عرصۂ جنگ سی آشکار
پہونچکر شتاب اوسنی کہولی زبان — لڑائی کا قصہ کیا سب بیان
دونامی خوانین کی لاکی سر — کیی نذر نواب فرخندہ فر
جو دیکہا تو آیا نظر ناگہان — سر مصطفی خان عالی نشان
مقابل مین ہمتاب شمس و قمر — عمر خان کی بیٹی کا رکہا ہی سر
ابس خرمیہا ی دیدہ بشنید — ہوئی عید سی بڑہ کی آصف کو عید

لیی ساتہ جملہ پیادہ سوار — کیا کوچ اوسی یام سو کوہسار
وہی ساز و سامان و اسبابِ جنگ — وہی ساتہ انبوہِ فوجِ فرنگ
ادہر ہو چکی تہی فراہم سپاہ — بخوبی بنالی تہی جای پناہ
نہ پونہچا سکے فوجِ آصف ضرر — محاصر رہی گرد شام و سحر
وزیر الممالک نی انجام کو — گوارا کیا رسمِ پیغام کو
روانہ کیا ایک لائق سفیر — کیا اوسسے بی پردہ رازِ ضمیر
کہا جاکی کہنا یہ نواب سی — کہ ہمسے ملین چند احباب سی
خوانینِ لشکر کو رخصت کرین — بیان آکی ہمسے حقیقت کرین
ریاست کی نسبت جو تکرار ہے — شب و روز بیکار پیکار ہے
یہ کل جہگڑے پہلی ملاقات مین — ابہی ہونگی طی بات کی بات مین
ادہر تو یہ تہی صورتِ التیام — اودہر جیری صاحب نی بہیجا پیام
کہ دل مین نہ وسواس کچہ لائیی — مری پاس تنہا چلی آئیی
مناسب نہین شور و شر ہر طرف — یہ ہنگامہ کر دیجیی برطرف
پی جنگ اوٹہائین نہ تلوار آپ — لڑائی سی ہون دست بردار آپ
پس شرط و اقرار و عہدِ بہم — دلادین گی آصف سی کچہ ملک ہم
یہ دونون طرف سی جب آیا پیام — ہوی شاد نواب عالی مقام
کہا بعض ممتاز نی اوسگہڑی — بگڑ کر نصیبون سی یہ بن پڑی

اراده کیا خود سوی رزمگاه | روانه هون فی الفور لیکر سپاه
کہا چیری صاحب نی ای جم حشم | نه فرمائی کچه تردد الم
ابہی آپ تشریف رکہین یہین | لڑائی مین عجلت مناسب نہین
کہا پہر کرین اسکی تدبیر کیا | مداوای برگشته تقدیر کیا
کہا کچه مدد وقت پر چاہیی | کمک بہیجیی جس قدر چاہیی
اوسیوقت ہمراه فوج گران | کیی چند قندہاری افسر روان
یہان دونون بیٹہی تہی جس نشسے | که ناگه لڑائی کی میدان سی
پہر آواز توپون کی آنی لگی | ہوئی خوشش که محنت ٹہکانی لگی
کہا چیری صاحب نی پہر شاد شاد | که ای آسمان قدر فرخ نہاد
یه معلوم ہوتا ہی انداز سے | ہویدا ہی توپون کی آواز سی
ہوئی فتح اقبال سی جلوه گر | بگڑ کر بنے پہر لڑاسے مگر
گہڑی بہر کی بعد ایک اشتر سوار | ہوا عرصه جنگ سی آشکار
پہونچکر شتاب اوسنی کہولی زبان | لڑائی کا قصه کیا سب بیان
دو نامی خوانین کی لاکی سر | کیی نذر نواب فرخنده فر
جو دیکہا تو آیا نظر ناگہان | سر مصطفی خان عالی نشان
مقابل مین ہمتاب شمس و قمر | عمر خان کی بیٹی کا رکہا ہی سر
پس خرمیہای دید و شنید | ہوئی عید سی بڑه کی آصف کو عید

فراہم کیے کچھ پیادہ سوار | کئی ہو رہی ہر طرف استوار

رفتن سفیر از جانب وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر برای مصالحت بجناب مستطاب معلی القاب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر نور اللہ مرقدہما

پلا جلد ساقی ئ سرخ رنگ | کہ ہوون روز کے قصے جھگڑے تنگ

کہانتک کرون جنگ شیران رقم | بہت کی نبرد دلیران رقم

بس اب مختصر زور بازو کرون | یہ افسانۂ رزم یکسو کرون

کہون آصفی فوج کا حال کچھ | سناؤن نئی شان اقبال کچھ

ہوئی پہلے کینوسی جسوقت جنگ | چلی تیغ چلکر گراب و تفنگ

لڑی گٹھ کی مردان فیروزمند | ہراک سمت سی ہو گئی توپ بند

وزیر الممالک سی ہو کر اوداس | کیا جیری صاحب نی یہ التماس

بظاہر بری ہین لڑائی کی ڈھنگ | نہین آتی آواز توپ و تفنگ

شجاعت پٹھانون کی مشہور ہے | تہورسی یہ قوم مجبور ہے

خوانین شاید ہوئی روٹھ کھڑی | یہ رش کرکی سب توپون پر آپڑی

دلیرون مین تلوار چلنے لگی | شجاعون کی حسرت نکلنے لگی

وزیر الممالک یہ سنکر قیاس | نہایت ہوئی مضطر و بدحواس

یہ ٹہرا کی وہ دو نو عالی گہر — ہوئی مستعد قصد دلخواہ پر
اوسیوقت باگ اسپ نواب کی — کسی حیلی سی پہیر کر کاٹ دی
پس پشت سی تازیان کی وار — کیے دونون صاحب نی بی اختیار
وہ بیتاب ہوکر برنگ شرر — نگاہون سی پنہان ہوا بہاگ کر
بنا اوڑنی مین صاف وہ تندخو — کہین ہوش عاشق کہین رنگ رو
یہ کمتی تہی رانون مین گوڑی کی تہام — نہ رکتا وہ اسپ گسستہ لگام
کئی کوس تک جادہ و راہ پر — سوا گرد کی کچہہ نہ آیا نظر
یہ دونون بہی ہمراہ نواب کے — ہوی ہمعنان برق بیتاب کے
یہانتک یہ شبدیز سرپٹ گیا — کہ بعد مسافت بہت گہٹ گیا
روارو اوٹہاتی ہوئی درد و رنج — یہ پونہچی دم چند مین میر گنج
وہان راہ مین خستہ و پر غبار — ملا ناگہان فوج کا ایک سوار
شتاب اوسکی گہوڑی کی لیکر لگام — کیا توسن جادہ پیما کو رام
ریاست مین ازبسکہ شام و سحر — لڑائی کی آتی تہی ہر دم خبر
ہوئی شہرت آخر اس آئین کی — کہ بگڑی لڑائی خوانین سے
محل مین تہی جتنی صغیر و کبیر — زن و مرد و اطفال برنا و پیر
یہین چہوڑ کر شان و شوکت سوا ننگ — روانہ ہوئی تہی سو لال ڈانگ
وہین پونہچی نواب جم جاہ بہی — وہ دونون عزیزان ہمراہ بہی

یہان کون ہی یار و اغیار سی | نکل چلیے میدان پیکار سی
سلامت اگر آپ کی جان ہی | تو ہر کار دشوار آسان ہی
جہان چاہین گی ساز و سامان جنگ | وہین جمع ہو جائی گا بیدرنگ
مبادا اگر نوع دیگر ہوا | تو یہ جانئی گھر ہی ابتر ہوا
کسی سی نہ بن آی گی کوئی بات | مثل ہی کہ دولہا کی دم تک برات
قریب آچکی فوج کفار کی | نہین یہ جگہہ ضد کی اصرار کی
بس اب کیجئی خیز رہوار کو | یہان سی نکل چلیے کہسار کو
دیا اون کو نواب نی یہ جواب | کہ ای ہمدمان تہور مآب
کرون کیا مین اسوقت معذور ہون | تہور کے عالم مین مجبور ہون
قدم پیچھی آگی سی ہٹتی نہین | ارادی لڑائی کی گھٹتی نہین
ابہی تک وہی شوق ہی جنگ کا | کوئی غم نہین جان تنگ کا
گذر جاؤن ہر چند مین جان سے | ولیکن ہٹونگا نہ میدان سے
یہ کہکر ارادہ کیا بیخطر | کہ حملہ کرین فوج بدخواہ پر
بڑہا کر سمند سبک گام کو | لڑین تیغ سی آپ انجام کو
اونہون نی جو دیکہی یہ بیجا امنگ | کہا اب بری ہین طبیعت کے ڈہنگ
یہ اسدم ہجوم غم و جوش مین | نہین ہین کسی طرح اب ہوش مین
خفا زندگانی سی ہین جان سی | بجبر انکو لیچلیے میدان سی

سنا جبکہ نواب نی یہ بیان / ہوئی خشمگین مثل شیر ژیان
نہ بن آئی کچھ فکر و تدبیر سی / ہوئی یاس برگشتہ تقدیر سی
بھر آیا دل غمزدہ درد سی / کیا سینہ خالی دم سرد سی
یہ ہنگامۂ بیکسی دیکھکر / کیا چشم حق بین کو اشکون سی تر
گوارا غم و رنج فرقت کیا / بہ مجبوری اونکو بھی رخصت کیا
فقط رہ گئی خود بہ نفس نفیس / چپ و راست دو خاندانی رئیس
لگاتی تھی نواب بہ مثل تیر / نہ رکھتی تھی اس فن مین اپنا نظیر
برابر دم جنگ پیش نظر / رہی ناوک انداز بدخواہ پر
ہر اک تیر مین ایک دو آدمی / گراتی تھی بالای خاک زمی
وہ ترکش جو تیرون سی خالی ہوا / نہ کم حوصلہ عزم عالی ہوا
لیا اور ترکش بصد کر و فر / لگا تہا جو پہلے سی رہوار پ
اوسی طرح ناوک لگانی لگی / تلنگون کو تودہ بنانی لگ
یہانتک لڑی حسن تدبیر سے / کہ خالی کیا اوسکو بھی تیر س
جو ہمراہ دو اہل اعزاز تھی / عزیز و اقارب مین ممتاز
طلب اون سی ترکش کیا تیر کا / لیا داغ دل پر نہ تاخیـ
اونھون نی کہا ای تہور نشان / مناسب نہین اب ٹھہ
گیا وقت مردانہ آہنگ کا / زمانہ نہین اب رہا جنگ

اوسی کثرت فوج خونریز سے — یہین آکی پہر لڑپی انگریز سی

یہ سنکے بہی نواب اس جنگ مین — رہی مستقل حالت تنگ مین

کیا ظاہر اپنا ارادہ وسے — کہا حملہ آخری پہر سہی

کہ شاید ہو غلبہ میسر ہمین — کری لطف یزدان مظفر ہمین

بڑہی پہر دلیران جنگ آزما — سوئے فوج بدخواہ کشورکشا

نہ پہونچی تہے حد تک بی سازوبرگ — کہ آیا نظر گرم بازار مرگ

وہی پہر شکست آزمائی بڑہی — گہٹا حوصلہ نارسائی بڑہی

ہوئین توپین ہر سمت آتش فشان — بنا عرصۂ جنگ دوزخ نشان

گرابون کی بوچہار پڑنی لگی — نصارا کی سب فوج لڑنی لگی

زیادہ چہارم سی پہر کٹ گئی — گڑہی کشتہ وخستہ سی پٹ گئی

بشکل مقدر دلیران جنگ — پہری پہر گذرگاہ سی ہوکی تنگ

اب اس فوج مین کل پیادہ سوار — رہی زندہ باقی اٹہائی ہزار

جہکا کر سر عجز آداب سی — کیا عرض اون سب نی نواب سی

کہ اول تو مشکل پہونچنا وہان — اور ایسا ہوا بہی تو نصرت کہان

سوا اسکی کٹ جائین کل جان نثار — نہین کچہ بہی ہو نادم کارزار

ادہر کثرت فوج سی ہر کہین — نظر آتی ہے غرق آہن زمین

اودہر خستہ ودلفگار آدمی — فقط ہین اٹہائی ہزار آدمی

ملکی اک اور حملہ کرو
شجاعت مین نام آج پیدا کرو

با افسرون نی کہ ای جم وقار
اگر کچھ بہی اسوقت ہوتی سوار

توہم گہوڑون کی اڑتین بی ہراس
اسیدم پہونچ جاتی توپونکی پاس

جوین پٹتی مردانِ پیکار سے
دکہاتی شمشیرِ خونخوار سی

مگر کیا کرین سخت مجبور ہین
کہ تو یون سی میدان مین

سنا جب یہ مضمونِ پُر اضطراب
دیا اونکو نواب نی یہ جواب

کہ ہان سچ ہی یہ عذر بیجا نہین
کسی طرح ممکن پہونچنا نہین

مگر تم بہروسی پر اللہ کے
اوٹہاؤ منزی مرگِ ناگاہ سے

یہ سنکر خوانینِ فرمان پذیر
بڑہی دشمنونکی طرف ناگزیر

گئی ہون گی کچھ دور پُر اضطراب
کہ ٹپنی لگا ہر طرف سی گراب

برسنی لگین گولیان چارسو
تڑپنی لگی خستہ جان چارسو

رہی فوج نواب کم اور بہی
ہوا قہر مین یہ ستم اور بہی

پہونچنا تو کیسا پہری راہ سے
کیا عرض نواب جم جاہ سی

کہ یہ فوج نصرت کے ارمان مین
نہ کہوائیی مفت میدان مین

مناسب نہین اب ٹہہرنا یہان
کسی ہمت لازم ہی عطفِ ع

پہونچکر کہین وامنِ کوہ مین
کسی یامن ورد اندوہ

فراہم خوانین کو کیجئے
موافق اراکین کو

سوا اسکی کیا اسکا چارہ کرین | [illegible]
کہ ہون قتل مجبور ہی اختیار | محمد علیخان والا نسب
اور احمد علیخان فرخ شیم | رہین روز و شب قید زندان غم
نکلنے نہ پائین وہ ایوان سے | ریاست کرین آپ اس شان سی
خدا خوب واقف ہی اس جنگ سے | ہراسان نہین ہین کسی رنگ سی
نہین جبن سی یہ کنارہ کشی | فقط دل کی ہی آج یون ہی خوشی
کسی اور موقع مین مانند شیر | دکہادیگا اپنی شجاعت دلیر
غضب مین ہوا تنگ لایا یہ راگ | کہ پہیری سوی خانہ گہوڑی کی باگ
ہوا صرف زن قوم سی ناگہان | کہ ہو زن طلاق اب جو پہری یہان
یہ سنتی ہی وہ فوج آراستہ | ہوئی رزمگاہون سی برخاستہ
کیا منع ہرچند نواب سنی | نہ مانا سپاہ عنان تاب نی
گہڑی بہر مین میدان روز مصاف | نظر آیا مثل کف دست صاف
فقط چند مردان فوج یمین | جو تو یون سی بچکر کہڑی تہی وہین
قرینی سی ہوتا تہا یہ آشکار | کہ تعداد مین ہونگی اربع ہزار
ہوئی جمع اون سب کے افسر تمام | کیا عرض ای خسرو نیکنام
بجا لائین اسوقت کیا جان نثار | ارادی مین ہی صلح یا کارزار
کہا میری نزدیک ہر رنگ سی | کوئی بات بہتر نہین جنگ سے

تعلاو . . ئی حسنِ گفتار سی — کہا لشکرِ جیپ کی سرداری
کہ فوج یمین نی جو وقتِ قتال — کیی کام ظاہر ہین بی قیل و قال
تمہین اب یہ لازم ہی ہمت کرو — بڑہو آگی مردانہ جرات کرو
یہی دن صفون کی صفائی کا ہی — یہی وقت تیغ آزمائی کا ہی
یہ سردار نی سنکی ترغیبِ جنگ — کیا عرض نواب سی بید رنگ
پیِ قتل کنپو جو ارشاد ہے — مری آگی کیا اسکی بنیاد ہی
گہڑی بہر مین اس فوج کو کاٹ کر — ابہی کہینچ لاتا ہون تو یین ادہر
مگر کیا کرون میری دل پر ہنوز — وہ داغ مذلت ہی آتش فروز
کہ جس روز اہلِ بغاوت کی ساتہ — چلے آتی تہی آپ کثرت کی ساتہ
تمنا ریاست گزینی کی تہے — ہوس دلمین مسند نشینی کی تہی
کیا تہا یہ فدوی نی خدمت مین عرض — کہ مجمع سی جانا نہین کوئی فرض
جو دربار مین ہوتی ہون باریاب — اونہین ساتہ لیجایئی بیحساب
حضوری کی جنکو لیاقت نہو — جنہین یاد آدابِ صحبت نہو
اونہین ساتہ جانا نہین کچہ ضرور — نہ لیجائین ہمراہ اپنی حضور
یہ سنکر بہی آپ نی بی دہڑک — دیا تہا عبث بہائیون مین جہڑک
وہ ذلت بہی آج تک یاد ہے — سنانِ رگِ جانِ ناشاد ہی
نہین ہوتی ہمت کہ بدخواہ سی — لڑون آج مین تیغ جانکاہ سی

بہت خوش ہوا دل خوانین کا | فلک تک گیا شور تحسین کا
مگر تہا وہ افسر نہایت دلیر | کہ اسوقت مشکل مین ہی مثل شیر
کہا جمع کرکے پراگندہ ہوش | کہ ای خان تیغ افگن سخت کوش
یہ کیونکر ہو تم تو مجہی تیزی پر | کرو ہیچ گر مین کرون درگذر
اوسیوقت پستول کو کہینچکر | کہی فیر جستی سہی بالای سر
دہن مین اوتر آئین وہ گولیان | روانہ ہوئی روح سوی جنان
اسی طرح سرور ریاض نعیم | عزیز عم خان محمد نسیم
لڑی ایسی اوسدن کہ زیر فلک | فسانہ ہی آفاق مین آجتک
اسی جنگ مین وہ وحید و فرید | ہوئی خوب لڑ بہڑ کی آخر شہید
محمد عظیم خان فرخندہ فر | پسر بہی جو دو اونکی تہی نامور
لڑی اس شجاعت سے اس شان سی | کہ منہ کر گئین فوجین میدان سے
جدہر جا پڑی لیکے تیغ و تبر | نظر آئی سر سیکڑون خاک پر
صف جنگ مین اونکی تلوار پر | اجل صدقی ہوتی تہی ہر وار پر
بہت سعی کی پر نہ کامل ہوئی | شہادت کی دولت نہ حاصل ہوئی
ولیکن ہوا الٹی لڑتی ضرور | بدن غنچی کی طرح زخمون سے چور
کہانتک کرون یہ شجاعت رقم | کسی نہ تہا کوئی جرأت مین کم
غرض جب وہ کنبہ بصد کر و فر | صف آرا ہوا آکی پیش نظر

مری فکر کچھ کام کرتی نہین — جو کہتی ہو دل مین ٹہرتی نہین
مناسب یہی ہی کہ ٹہرو ادہر — کروان خیالات سی درگذر
اہا آپ دیکہین تو ای جم حشم — اسیوقت کیا آج کرتے ہین ہم
سواری مین جو اونکی رہوار تہا — صبا سیر تہا برق رفتار تہا
سمندِ سیہ زانو ایسا نیا — کبہی آنکہون دیکہا نہ کانون سنا
دمِ عرضِ قیمت اونہین چند بار — خریدار دیتی تہی بارہ ہزار
دکہاتا جو سرعت وہ اوڑ کر کبہی — پہونچتا نہ سایہ برابر کبہی
اگر کہیچتے تصویر بالای سنگ — ہوا بنکی اوڑجاتا شوخی سی رنگ
اوسی گہوڑی پر وہ گرامی گہر — ٹرہے جانبِ افسدِ نامور
چلے گُدگُداتی برابر اوسی — لگائی ہوی ایچہیون پر اوسی
سبب یہہ کہ گولے کی بوچہار تہی — اودہر توپ جو تہی شرربار تہی
قریب آکی پونہچی تو آیا نظر — ہراک سمت گوری اوسی طور
کہڑی ہین قواعد کے آئین سے — خبردار بندوق سنگین سے
دبایا جو رانون مین رہوار کو — اوڑایا جو اوس بادرفتار کو
ہراک کی بندہی رہ گئی ٹکٹکی — ہوا ہی نہ سنگین کی چہوسک
اودہر چار ون پتلی سی وہ رہوار — ہوا جلوہ بخشِ زمین قد
ادہر جسکو تاکا تہا وہ نامور — مع کیچ برچہی پر آیا نظر

میانِ دلیرانِ فیروزمند | ہوا ہر طرف شورِ تحسین بلند
یہان فکر سی لیکے بیروانگی | لکہون ایک نامی کی مردانگی
کہ بیٹی **عمر خان** کی اس جنگ مین | ہوئی خستہ جب حالتِ تنگ مین
پہری خرم و خندہ زن پر سرور | مگر مثلِ صد برگ زخمون سے چور
برنگِ گلِ لالہ و ناردن | سراپا بہرا خون مین پیرہن
بڑی کاہشِ حسرت و آہ سی | کیا عرض نوابِ جمجاہ سی
کہ فدوی تصدق ہوا آپ پر | کوئی دم مین سوی ارم ہی سفر
لڑا خوب ہرچند کفار سی | کیا قتل بہتون کو تلوار سے
مگر یہ رہی جاتی ہی آرزو | کہ ابتک کوئی افسرِ نامجو
نہ آیا مری سامنی وقتِ جنگ | نہ مینی کیا قتل اوسی بیدرنگ
اسی واسطی ہون مین امیدوار | کہ پہر آپ دین رخصتِ کارزار
وہ انگریز نامی جو سردار ہی | جو رکہی ہوئی ٹوپی پردار ہے
اسی مین کسی فن سی کردار سی | کرون قتل نیزی سی تلوار سے
کہا آپ نی ای عقیدت گزین | تمہاری شجاعت مین کچہ شک نہین
یہان کیا کسی ملک مین شہر مین | نظیر اب تمہارا نہین دہر مین
تم ایسی ہی ہر جہت مشہور ہو | بکیتی پہکیتی مین مذکور ہو
مگر قلعہ مین کس طرح جاؤ گی | کدہر ایسا موقع محل پاؤ گی

بہرا تہا جو پہلی سی اونین گرا ب
وہ کہا کر گری خاک پر بیحساب

ولیکن نہ آئی ارادی سی باز
وہی رکہی مد نظر ترکتاز

دلیرانہ جاکر جو پونہچی قریب
ہوا پہر گراب انکو کہانا نصیب

بچہاکو سون ہر سمت لاشونکا فرش
ہوا غل شجاعت کا تا بامِ عرش

ندی بہرنی کی پہر تو فرصت نہین
دکہادی دلیری شجاعت اونہین

وہین رکہہ لیا سبکو تلوار پر
رکی پہر سپاہی نہ سردار پر

ہوئی بسکہ فی النار قوم پلید
جہنم گیا بہول ہل من مزید

نہ جب تاب لائی وہ تلوار کی
ہوئی فکر یا من کی زنہار کی

اوڑاتی ہوئی خاکِ میدانِ جنگ
ہٹی مضطرب ہوکی فوجِ فرنگ

کوئی ٹیکرہ تہا وسیع و بلند
اوسی پر یہ سب چڑہ گئی بی گزند

کہا افسرون نی کچہ ایسا وہان
کہ اوس فوج نی قلعہ باندہا دیا

جو کمپنو ترائی مین تہا تازہ دم
کی اوسکو یہ جنرل نی چہٹی رقم

قدم جلد اوٹہاؤ کمک کی لیے
اسی وقت آؤ کمک کی لیے

دلیرانِ لشکر شکن کو ادہر
جب آیا وہ میدان خالی نظر

گئی توپین گورون کی قوت کی ساتہ
ادہر کہینچ لائی شجاعت کے ساتہ

عزیزان و احباب کی سامنی
کہڑی کردین نواب کی سامنی

زبانِ مبارک سی بی اختیار
کہا آپ نی مرحبا چند بار

ہزارون تڑپتی سسکتے رہی | وہین خاک پر سر پٹکتی رہی
لہو کی جو چہینٹین اوڑین زور جنگ | نظر آئی موجِ ہوا سرخ رنگ
ادہر سینی پر کہاکی ضربِ شدید | ہوئی گولی سی مصطفی خان شہید
نئی اک ہوئی اور نازل بلا | دمِ جنگ یہہ رنگ لائی ہوا
کہ پچھوا سی پُروائی چلنی لگی | لڑائی کی صورت بدلنی لگی
دہوان پہر پڑا توپون کا اوسگہڑی | ادہر سکے دیرون کو مشکل پڑی
اندہیرا نگاہون مین پیدا ہوا | ممیز نہ اپنا پرایا ہوا
عجب ہر طرف سخت پیکار تہی | قیامت کی ہل چل نمودار تہی
سوارون کی ہر سمت وہ ترکتاز | وہ دستِ اجل دونون جانب دراز
وہ چہرّون کی بوچہار میدان مین | وہ اوڑنا ہزارونکا ہر آن مین
وہ موجِ ہوا وہ ہجومِ غبار | وہ ہونا زمانی کا تاریک و تار
وہ لاشین جوانان خونخوار کی | کچلنا وہ ٹاپون سی رہوار کی
ہزارون وہ زخمی پہڑکتی ہوئی | ہزارون زمین پر سسکتی ہوئی
غرض اوس قیامت کے آثار مین | اوسی عالمِ تیرہ و تار مین
لیران نواب نی وقت جنگ | جو دیکہا سوارونکا اپنی یہ رنگ
لئے ساتہہ اپنی ہزارون دلیر | بڑہی جوش مین صورت تند شیر
ور کی عالم مین چہوٹی بڑی | نظر کی طرح توپون پر جا پڑی

تب افسر کے آواز پر ایکبار — چپ و راست پہٹ جاتی ہین وہ سوار
پہر اوسوقت چلتا ہی پیہم گراب — اوٹہاتی ہین دوزخ کا جانین عذاب
یہان بہی نصارا اسی چال سی — لڑی بڑہ کی فوجِ عدو مال سی
سوارون نی لڑنی کے ارمان مین — گئی فیر پستول میدان مین
ہٹی پیچہے بولی پر انگریز کے — لگا گہوڑونکو نرم ہمیز کے
اودہر کے سواران چابک رکاب — بڑہی باڑکا اونکو دیکر جواب
اوٹہادی سبک خیز گہوڑونکی باگ — لگا دی خسِ عمرِ دشمن مین آگ
بہم خوب تلوار چلنی لگی — عداوت دلون سی نکلنی لگی
وہ افسر سواران کفار کا — ہوا حصہ خونریز تلوار کا
پہنچی وہ نہ بی حکم سردار کی — اوترتی رہی گہاٹ تلوار کے
جدائی مین انکی ہوی دیر جب — نہ پایا گیا خاص کوئی سبب
پس پشت افسر تہی جو توپ پر — اونہون نے کیا دوربین سی نظر
یہ دیکہا کہ دونون طرف کی سوار — ابہی کر رہی ہین بہم کارزار
کسی طرح ممکن رہائی نہین — کوئی شکل مشکلکشائی نہین
اونہون نی کیا سب سے قطع نظر — دیا حکم بتی پڑی توپ پر
چلا فوج پر ہر طرف سی گراب — بہادر گری خاک پر بیحساب
ہزارون سےِ خلد راہی ہوئے — قبولِ شہادت پناہی ہوی

کہا مصطفیٰ خان نے ای جم حشم — گوارا کرین کس طرح اسکو ہم
کہ فوج ہین پر سپاہِ یسار — مقدم ہو ہنگامہ کارزار
اگر فتح کرلی انہون نے یہ جنگ — تو ہم ہون گی مشہور بے نام و ننگ
کہین شرم سے منہ دکہائینگے کیا — جو پوچہے گا کوئی بتائین گی کیا
اگر بہاگی یہ فوج کہا کر شکست — تو ہو جائینگی حوصلے سب کے پست
ہوا ایکدم مین بگڑ جائیگی — ہماری بہی قوم اُف نظر آئی گی
یہ احسان بہرِ خدا کیجیے — اجازت ہمین پیشتر دیجیے
کرین خوب جی بہر کی دشمن سے جنگ — نہ رہ جائی لڑنی کی دل مین اُمنگ
حضور آج دیکہین دمِ کارزار — کہ کیسی لڑی آپ کی جان نثار
جمائین ہین یہ فوجین جو پیشِ نظر — ق — لگائین ہین توپین یہان جسقدر
ابہی کاٹ کر ڈال دیتی ہین ہم — اسی وقت سب چہین لیتی ہین ہم
یہ سنکر ہوئی خوش وہ کشورکشا — کہا آفرین مرحبا مرحبا
یہی گفتگو ہو رہی تہی یہان — کہ فوجِ عدو سے ادہر ناگہان
سپاہ دکہاتا ہو جا بجا — سوارون کا رجمنٹ آگی بڑہا
سبب یہ کہ اکثر دمِ کارزار — بڑہاتی ہی یہ قوم پہلے سوار
وہ لڑ بہڑ کے کچہ دور سے بیخطر — لگا لاتی ہین فوج کو توپ پر
مخالف کی جب فوج لڑتی ہوئی — قریب آتی ہی گرتی پڑتی ہوئی

وہ سنگہا کی پل تک پہونچکر تمام | اقامت کا کرنے لگی انتظام
ترائی مین کالی ہوئی خیمہ زن | بڑہی گوری بانا ہی ہوئی سیکسن
لڑائی کی سامان و اسباب سبی | مقابل ہوئی فوج نواب سے
ہوا جلوہ گر صبح یون آفتاب | کہ جیسے ہو دریای خون مین حباب
جو سنگینین چکین اودہر دہوپ مین | نیا رنگ آیا نظر دہوپ مین
خوانین سمجہے کہ شاید یہان | کوئی چشمہ ہی موج زن ہر زمان
سبب یہ کہ اس فوج نی عمر بہر | نہ دیکہا تہا انگریز کا کر و فر
ادہر توسن برق وش پر سوار | صف آرا تہی نواب عالی تبار
کہا اہل لشکر سے ای صف شکن | یہ دریا نہین سامنی موج زن
مقابل مین آئی ہی فوج فرنگ | سیاہہ دکہاتی ہی یہ بہر جنگ
قریب آگیا وقت شمشیر کا | زمانہ گیا سستے و دیر کا
مخاطب ہوئی پہر وہ جمشید جاہ | سو افسران شجاعت پناہ
سو راست آمادۂ کارزار | سپاہی تہی او سو وقت بارہ ہزار
بڑی افسر اوس فوج جرار کے | عمر خان بہی تہے مصطفی خان بہی تہے
کہا اون سبی نواب نی کان مین | کہ اسدم مناسب ہی میدان مین
سو جب ہی جو فوج قوم دلیر | یہی جنگ جو پہلے ہو مثل شیر
تمہین دیکہکر خوب لڑجائی گی | شجاعت دکہانیکو اڑجائی گی

انہین ناظم شہر دیگر قرار — یہین چھوڑ دو چند لیل و نہار
سمجھکر یہ باتین سراسر فضول — کیا افسرونے نہ یہ بھی قبول
کہا گو نہون آپ کی دردمند — ہوا اونکو مسند نشینی پسند
مگر یہ نہوگا کسی رنگ سے — کہ آنکھین چرائین صف جنگ سے
سبب یہہ کہ سردارونکو پہر — بخوبی یہ روشن ہی شام و سحر
کہ جو جنگ بگڑی ہوا انقلاب — تو ہوگی نہ تنہا ریاست خراب
ہزیمت ہر ایک پر بلا لائیگی — یہ کل قوم برباد ہوجائیگی
اسی قوم مین ہین یہ سردار بہی — خرابی بچا ہین گے اپنی کبہی
خلافِ شرافت کرینگی نہ کام — رہین آپ ہی فکرِ التیام
یہ سنکی چپ ہو رہی وہ جناب — دیا پہر نہ کچہہ افسرونکو جواب
دِوالی کے دن حکمِ نواب سے — بڑہی فوج سامان و اسباب سے
اوٹہا کر مسافت کی تکلیف و رنج — کیے خیمے پیش و پسِ میر گنج
زمانی کی ہاتہون سے پاکر نجات — بسر کی وہان سبنے جہمگٹ کی رات
دمِ صبح مردانِ فولاد سنج — ہوی داخلِ مغربی فتح گنج
اودہر آصفی فوج بہی بیدرنگ — پہونچکر مقابل ہوئی بہر جنگ
کوئی فتح گنج اور تہا سوی شرق — وہان اوتری وہ فوج آہن مین غرق
نصارا کی ٹنپو جو ہمراہ تہی — شب و روز دلسوز بدخواہ تہی

مین کہتا ہون اب بہی یہی بار بار — کہ لڑنا مناسب نہین زینہار
اگر صلح تمکو گوارا نہو — کسی طرح بہی جنگ چارا نہو
تو کر لو کسی وقت پر کرکے کید — محمد علیخان کی سعد ہی کو قید
دو رنگی سے اونکی یہ پیدا ہی رنگ — کہ دینگی دغا روز میدان جنگ
مجہی خوب تحقیق ہی بخلاف — مکدر ہین باطن مین ظاہر مین صاف
کہا افسرون نی کہ ای جم حشم — کرینگے کبہی اسکو باور نہ ہم
کسی نے کہا ہی غلط آپ سی — یہ فقرہ کیا ہی فقط آپ سے
گرفتار انکو کرین ہم اگر — اوٹہائی ابہی اک نیا فتنہ سر
اسیدم بگڑ جای یہ قوم سب — ابہی مائل جنگ ہو بہی سبب
زبردست دشمن سی ہی بین جنگ — نہین خوب آپسمین یہہ رنگ ڈہنگ
دیا اونکو نواب نی پہر جواب — نہین میرا کہنا خلاف صواب
جو کہتا ہون مین خوب تحقیق ہی — سراپا سزاوار تصدیق ہی
سوا اسکی یہی ہی قرین قیاس — کہ وہ تہی محمد علیخان کی پاس
مدام اونکی صحبت رفاقت مین تہے — قرینون مین ارباب عزت سی تہی
یہ ممکن نہین قتل نواب سی — نہون داغ سوز جگرتاب سی
نہین انسی مجکو امید یہی — کرینگی دم جنگ پہلو تہی
اگر قید کرینمین انکا رستے — تو یہ تمکو بیشک سزاوار ہی

وہان فوج نی آجکل بی خطر
کسی ہی بغاوت پر اپنی کمر

یہانتک کہ نواب گردون کلاہ
محمد علیخان عالم پناہ

ہوئی قتل شمشیر بیدادسی
گئی عالم فتنہ آباد سے

ریاست مین ہنگامۂ غدر ہے
ہر اک لشکری حاکم صدر ہے

کوئی فکر ہوتی نہین کارگر
کسی طرح آتی نہین راہ پر

یہانتک ہین آمادہ سرکشی
کہ چارہ نہین غیر لشکرکشی

یہ ہی قصد اب لیکے فوج گران
کٹیہر کو ہون ما بدولت روان

مٹاکر شریران بدخواہ کو
سزا دی کی اوس فوج گمراہ کو

محمد علیخان کی بیٹی کو ہم
کرین وارث ملک جاہ و حشم

وفا آپ بہی عہد شرکت کرین
ابہی دو تو کنپو کو رخصت کرین

رزیڈنٹ نی سنکی یہ گفتگو
کیا عرض نواب کی روبرو

ہمین عذر کیا عہد سرکار مین
تامل کی کیا وجہ اقرار مین

اوسیوقت آکر بصد کر و فر
دیا حکم جنرل کو بہر سفر

وہ افسر مع فوج و سامان جنگ
روانہ ہوا سوی میدان جنگ

ادہر ہمرہ لشکر بیشمار
ہوئی آصف جم حشم بہی سوار

سنی جبکہ نواب نی یہ خبر
بلایا خوانین کو سربسر

کہا تمنے کہنا نہ مانا مرا
وہی فتنہ آخر کو برپا رہا

جو لکہا ہی نامہ مرے نام سے ۔ مبرا ہون مین اوسکی الزام سی
مجہی کچہ سروکار اوس سی نہین ۔ کوئی کام زنہار اوس سے نہین
یہ تحریر جس دم روانہ ہوئی ۔ نئی شکل جورِ زمانہ ہوئی
قضارا اوٹہا کر مسافت کی رنج ۔ وہ قاصد ہوا داخلِ میرگنج
اوسی فوج کی کچہ سپاہی وہان ۔ رہا کرتی تہی صورتِ پاسبان
اونہون نے کیا قید پاکر خبر ۔ مع خط پکڑ لائی وہ بدگہر
اوسی پٹرہ کی سردارِ عزت نشان ۔ ہوئی سمتِ نواب سی بدگمان
اوسیدلنسی یہ حکم جاری کیا ۔ یہ سامانِ بی اختیاری کیا
کہ جو آپ تحریر نامہ کرین ۔ جو مضمونِ دل وقفِ خامہ کرین
لفافہ نہ سربند تہا کرین ۔ کہین بی دکہائی نہ بیجا کرین
غرض نامۂ افسرانِ سپاہ ۔ وہان جب ہوا جلوہ بخشِ نگاہ
اوسی پٹرہ کی دیوان حیران ہوئے ۔ تاسف سی تصویرِ ہیجان ہوئے
نہ بن آئی جب حسرت و آہ سی ۔ کہا آصفِ آسمان جاہ سی
ہوی سنکے برہم وہ عالیجناب ۔ نہ باقی رہی پہر طبیعت کو تاب
اوسی حالتِ غصہ و قہر مین ۔ بلایا رزیڈنٹ کو شہر مین
کہا آپ واقف ہین اس حال سے ۔ کہ شمشیرِ فوجِ عدو مال سے
پس جنگِ حافظ کیٹہر تمام ۔ رہا ہم سے وابستہ ہر صبح و شام

چلا جب نہ کچھہ زور نواب کا ہوا حالِ دل برقِ بیتاب کا
کہا مین تو سمجھا چکا ہر طرح رہِ راست دکھلا چکا ہر طرح
گوارا کرو صلح یا کارزار بناؤ بگاڑو تمہین اختیار
نہین مجھہ سے ممکن کہ خط کا جواب لکھون ناروا ناسزا ناصواب
زبان گنگ ہی حرف انکار سے سکوت آشنا لب ہین تکرار سے
نہ یارا کہ فرقت گوارا کرون بگاڑون مین تمسی کنارا کرون
مری مُہر موجود ہی لو شتاب جو بہتر نظر آئی لکھو جواب
گذر کر رہ و رسم آداب سے لکھا سب نے یہ سمت نواب سے
کہ مالک ہم اپنی ریاست کی ہین سزاوار خود شان و شوکت کے ہین
جو چاہا کیا ہمکو کسکا ہی ڈر کرینگے جو چاہین گے شام و سحر
ہماری بد و نیک مین روز و شب کوئی کس لئے دخل دے بے سبب
یہ تقریر تحریر جب ہو چکی جو ہونی تھی تدبیر سب ہو چکی
اوسیوقت نواب والا گہر وہان سے اوٹھے مصلحت جانکر
تمام اہل دربار رخصت ہوئی جو حاضر تھی سردار رخصت ہوئی
منگا کر الگ سب سے پراشفتہ قلم کیا خفیہ ایک اور نامہ رقم
ہدایت ہو جس سے وہ تدبیر کی یہ تقریر اوس خط مین تحریر کی
کہ مین فوج سرکش سے مجبور ہون شرارت سی ان لوگون کی دور ہون

یہ کیونکر گوارا کرین ہم ستم
کہ ہون دیکہ سرکش کو پامال غم

عبث زور دشمن کا اظہار ہی
غم کثرت فوج بیکار ہے

یہی ہین شجاعان لشکر اگر
تو کر دینگے دم بہر مین زیر و زبر

اسی فوج نی روز میدان جنگ
کیا خان بنگش کا کیا حال تنگ

چڑہا منہ جو شیران خونخوار کے
اوتارا اوسی گہاٹ تلوار کے

کہا اون سی نواب نی واقعی
بہت خوب یہ فوج اوس دن لڑی

ولیکن ہویدا ہے یہ ہر کہین
کہ بنگش کو آصف سی نسبت نہین

نہ یہ ملک و دولت میسر اوسے
نہ حاصل یہ سامان لشکر اوسے

سوا فوج ذاتی کے فوج فرنگ
کری گی کمک روز میدان جنگ

سوائے شکست و وبال زوال
ظفریاب ہونا ہمارا محال

یہ بیجا خیالات ناسودمند
کرینگے نہ ارباب دانش پسند

کہا افسرونے شکست و ظفر
محول نہین کثرت فوج پر

یہ بی شبہ آیا ہی قرآن مین
رفیقان طالوت کی شان مین

کہ تہوڑی بہت پر دم کارزار
ہوا کرتی ہین غالب ای نامدار

تردد یہ کیون کیلئے بڑہمی
کہ ہے متفق ایک لاکہہ آدمی

سمجہہ لینگے مردان جنگ آزما
ذرا آپ دیکہین تو ہوتا ہی کیا

کہین گے اوٹہا لین گی جسدن کڑی
کہ سرکار کی فوج کیسی لڑی

کہا غیر ممکن کہ دشمن کو ہم | زبردست کو دیکھ لین مول غم
کسیطرح یہ کام اچھا نہین | کبھی اسکا انجام اچھا نہین
کہا اونسی نواب انجم جاہ نی | فلک آستان عرش درگاہ نی
کہ آخر کوئی حد بہی تکرار کی | کوئی انتہا عذر وانکار کی
او دہر سی ہوئی در گذر کسقدر | رہا لطف مد نظر کسقدر
اب آگی خرابی ہی تکرار مین | مقدر لڑائی ہی انکار سے
بنا کر بگاڑو گی یہ کام کیا | ذرا سمجھو تو ہو گا انجام کیا
یہ مانا کہ تم ہو بہادر کمال | شجاعت کی عالم مین ہو بیمثال
مگر اوس طرف فوج کثرت سے ہے | قیامت کا انبوہ دولت سی ہی
نصارا بہی ہونگی مقرر شریک | پڑین گی پی جنگ ہو کر شریک
کہانتک خوانین میدان مین | لڑینگی شہادت کی ارمان مین
برابر کی یہ کچہ لڑائی نہین | کوئی شکل عہدہ برائی نہین
پسندیدہ ہی نیک اسلوب ہے | یہ تجویز آخر بہت خوب ہی
مناسب ہی بی عذر ورد فضول | اسی آپ اسوقت کر لین قبول
کہا افسرون نی کہ ای انجم حشم | کسیطرح احمد علیخان کو ہم
نہین چاہتی ہین کہ سر سبز ہون | کبھی صورت شاخ تر سبز ہون
ہر اک بات مین کی کمک آپ نی | بچایا اونہین آجتک آپ نی

یہان ملک مین اتنی وسعت کہان
سزاوار تقسیم و قسمت کہان
رہی ہی ریاست نہایت قلیل
کمی جدسی افزون ہی کثرت قلیل
لہذا ہمین اس مین انکار ہے
کوئی اور تجویز درکار ہے
غرض تیسری مرتبہ پہر جواب
یہ آیا کہ نواب عالیجناب
اگر شورش دور کرتی نہین
کوئی شرط منظور کرتی نہین
ہمین سب گوارا مگر اسقدر
پی صلح واجب ہی نواب پر
کہ احمد علیخانِ معصوم سے
جگر بندِ نواب مظلوم کو
یہان ہیجدین عزت وجاہ
مصارف ہون تنخواہ سے
ریاست کی تحصیل سے سال مین
ملین تین لاکہہ اونکو ہر حال مین
سوا اسکے چوبیس ۲۴ لاکہہ اور زر
مین پیشس نادرانی کی طور پر
تو البتہ کہہ سنکی اسباب کو
رضامند کرلون مین نواب کو
زیادہ مجہے اس سے یارا نہین
سوا اسکے زنہار چارا نہین
... ناخوشی اپنی ظاہر کرین
خاص ارادی سی ماہر کرین
... یہ مضمونِ فرحت اثر
ہوئی شاد نوابِ فرخندہ ...
... خاطر ہوا
اراکین دولت کو ظاہر ہوا
... کاغذ قلم
مین خاص منظوری اپنی ...
... دل
مگر سنکی فسر ہوی مضمحل

سمجھکر عبث نامناسب خلاف
کہا بعض سردار ِ جم جاہ نی
نہین خوب انکار کرنا اب ہے
نمانا لکہا کہا کی سو پیچ و تاب
کہ مجکو سر تاجداری نہ تہا
نہ تہی آرزوی ریاست مجہے
مقام تامل ہی جای نظر
کہ جو خود ریاست کو سمجہے فضول
یہ تحریر جسدم گئی لکہنؤ
کہا اونسی نواب فرخندہ فر
ریاست کو تقسیم کرلین ہم
رہین حصی پر اپنی قابض مدام
سوا اسکی نواب عالی مکان
رہین منتظم اون کے ہی بیشتر
یہ تجویز نوابنکی دیوان کی
کہ نواب منظور کرلین مگر
سمجہکر خلاف خرد کو صواب
تمام افسرون نی کیا انحراف
خردمندی کار آگاہ سے
سمجہہ لیجیے گا پہر آگی کبہی
یہ نواب مسندنشین نی جواب
مرا امر یہ اختیاری نہ تہا
نہ تہی حسرت ملک و دولت مجہی
ہویدا ہی ارباب فرہنگ پر
وہ کیونکر کری یہ نیابت قبول
ہوئی پیش دیوان کی روبرو
نیابت سی راضی نہین ہین اگر
اوٹہائین نہ کین و حسد کی ستم
کرین چاہی دل جس طرح انتظام
نہ جبتک ہون احمد علیخان جوان
ریاست کی ہر وقت رکہین خبر
ہوئی مصلحت بعض اعیان کی
نہ راضی ہوئی فوج کی فتنہ گر
یہ دیوان آصف کو لکہا جواب

بی استغاثہ برای دلیل — ہوئی مصطفےٰ خان مقرر وکیل
جو گذری تہی نواب مقتول پہ — جفا کی تہی سرداروں نے جس قدر
عریضی مین تفصیل سی یکقلم — کیا مستغیثانہ زیب رقم
وزیر الممالک کی سرکار مین — کیا بہیجکر پیش دربار مین
سنا جب یہ نواب نی چند بار — کیا ایک نامی کو مختار کار
ادہر سی بہی اک خاندانی رئیس — گئے لکہنؤ خود بنفس نفیس
ملے جا کی دیوانِ سرکار سے — کہا حال سب حسنِ گفتار سے
(صاحبزادہ محمد علیخان بہادر برخوردار)
پس حجت و بحث لیل و نہار — یہی بات آخر کو پائی قرار
کہ نواب کی اس مین شرکت نتہی — کسی طرح باہم عداوت نتہی
کیا افسرون نی یہ فتنہ فساد — یہی دلمین رکہتی تہی بغض و عناد
سوا اسکی کیا زور تقدیر سے — بگڑ کر بنی کسکی تدبیر سی
ہوئی ہونی والی جو قسمت مین تہی — یہی بات بہتر مشیت مین تہی
مگر اب یہی ہی قرینِ صواب — کرو ختم اسی پر سوال و جواب
کہ احمد علیخان ہون مسند نشین — اطاعت کرین سب کہین و مہین
زبس ہین ابہی وہ ہمایون خصال — یہ آسمان کم سن و خرد سال
مہمات ملکی کا ہر صبح و شام — کرین عم والا منش انتظام
یہ تحریر جسوقت آئی یہان — ہوئی جمع اعیان و کار آگہان

رہا صاف ناکام وہ بدگہر
چچا سی یہ لپٹے وہان دوڑ کر

انہیں پیار سی لیکی آغوش مین
اوس افسر کو روکا غضب جوش مین

کہا انکو ہرگز نہ چھوڑونگا مین
کبہی منہ نہ الفت سی موڑونگا مین

محل مین اوسی وقت پونہچا دیا
حفاظت کی نسبت یہ فرما دیا

انہیں گہر سے باہر نکلنے نہ دین
نگاہون کی آگی سی ٹلنے نہ دین

اراکین وارث انہیں جان کا
عدو ہو رہی ہین عبث جان کا

یہی روز و شب مجکو رہتا ہی ڈر
کہ افسر نہ پیدا کرین اور شر

استغاثۂ قتل نواب محمد علیخان بہادر بوکالت صاحبزادۂ مصطفے خان سابق الذکر بسرکار دولتمدار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر

زمانہ ہی گردش مین ساقی مدام
نہین ہو گہڑی اک طرح پر قیام

کوئی دم تو سرمست رکہ پیر مغان
خدا جانے پہر تو کہان ہم کہان

نئی شکل فتنہ ہی پیش نظر
سناتا ہی مخبر نرالی خبر

کہ جب افسرون نے کیا یہ ستم
پس عہد و پیمان و قول و قسم

ہوئی قتل نواب گردون وقار
محمد علیخان والا تبار

عزیزون قریبون مین چرچا ہوا
کسی وقت پوشیدہ شوری ہوا

علی صاحب جاہ و اعزاز سے
کہا خیر خواہی کی انداز سے

کہ احمد علیخان ہین کم سن ابہی
لڑکپن کی ہین واقعی دن ابہی

انہین بہی کسی حسن کردار سے
اگر کیجئے قتل تلوار سے

تو پہر کوئی جہگڑا نہ باقی رہی
جواب ہی یہ دہڑ کا نہ باقی رہی

یہ سنکر ہوی بدمزہ وہ جناب
بگڑ کر دیا افسرون کو جواب

کہا یہ ستم روز اچہا نہین
یہ آہنگ جانسوز اچہا نہین

ابہی ہو چکا ہی عبث ایک خون
کہ تم اور مین جس سے بدنام ہون

بخوبی زمانے کو معلوم ہی
کہ وہ بی پدر محض معصوم ہی

ابہی عقل کامل بہی حاصل نہین
خصومت عداوت کی قابل نہین

نہ کوئی خطا کی نہ کوئی قصور
دلون مین تمہاری عبث ہے فتور

ہوی حرف زن فتنہ گر آپ سی
یہ ممکن نہین ہے اگر آپ سی

ہمین حکم ہو بچ کی الزام سے
کسی دن انہین پہینکدین بام سے

یہی سمجھین گی دل مین چہوٹی بڑی
کہ یہ کہیلتے کہیلتے گر پڑے

ہوی سنکی برہم خدیو جہان
نہ مانا فریب عداوت نشان

مگر وہ شریر اکثر اوقات مین
اوسیدن سی رہنی لگی گہات مین

قضا را لب بام عم کے حضور
یہ سرگرم بازی تہی با صد سرور

اوسی قصد سی ایک نے دست آز
کیا سوی احمد علی خان دراز

جھلتی تہی اپنی جگہ پر مگر | پسینی سی تہی موجِ رفتار تر
کیا تہا جو پیغام لیکر وہان | کیا اوس سے بی لطف ہو کر بیان
کہ ہمنے تو شرکت کا پایا مزا | بخوبی ضمانت کا پایا مزا
رہین حسرتین دل کی سب ناتمام | ہوا بی اجل کام اپنا تمام
مگر یاد رکہین یہ بات اہلِ شہر | کہ روئین گی تقدیر کو عمر بہر
نہ یہ بخت و دولت نہ اقبال ہی | نہ یہ شوکت و شان و اجلال ہی
یہ جو کچہہ ہے سب ہی قریب زوال | خوانین کا ہو چکا اب کمال
پہر دن چند ہی تک یہی گفتگو | مخاطب سی کرتی رہی دو بدو
بہم سنکی تکلیفِ دردِ شدید | چلے آتی تہی ہر طرف سی عزیز
دم چند مین ایسی شدت ہوئی | کہ یسین پڑہنی کی نوبت ہوئی
غرض آپ نی بہی پس صد ملال | کیا دن کو گیارہ بجی انتقال
اوٹھایا جنازی کو تعظیم سی | کیا دفن اعزاز و تکریم سی
کیا قسمتون نے یہ سب کچہہ فساد | ولیکن نہ بر آئی دل کی مراد
کدورت خلش پہر بہی باقی رہی | وہی فکرِ نا اتفاقی رہی
یہ جب دیکہتے خاص دلبند کو | محمد علیخان کے فرزند کو
اوترتا ہو نشتر آنکہہ مین | چبہوتا حسد نشتر آنکہہ مین
نظر کرکے انجام پہر ایکدن | ہوئی جمع سب فتنہ گر ایکدن

نہینا تہا ذی حجہ کا بالیقین ۔۔۔ تہی اوس روز تاریخ اٹہارہوین[۱۹]
بڑی دہوم سی وقت عیش و سرور ۔۔۔ ہوی جانشین پدر وہ حضور
محرم کی جس دن ہوی تیرہوین[۱۳] ۔۔۔ ہوئی مائل دشمنی اہل کین
اوتارا اسی مسند جاہ سے ۔۔۔ کیا خستہ شمشیر جانکاہ سی
فقط شان واعذاز سی ہر زمان ۔۔۔ رہی آپ چوبیس[۲۴] دن حکمران
پس خستگی بہی وہ رستم نظیر ۔۔۔ رہی غم مین سینتیس[۳۷] دن گوشہ گیر
صفر کے مہینی کی تہی بیسوین[۲۰] ۔۔۔ کہ راہی ہوئی سوی خلد برین
رہی ان حسابون سی نیکفال ۔۔۔ زمانی مین زندہ چہیالیس[۴۶] سال
محل مین یہ جسوقت پونہچی خبر ۔۔۔ ہوئین بہنین آشفتہ و نوحہ گر
او سیدم کسی شخص کوبی ہراس ۔۔۔ روانہ کیا شاہ صاحب سے پاس
حضرت نی یہ ذمہ کیسا کیا ۔۔۔ یہ کیا جان پر حشر برپا کیا
اودہر پیر کو بعد عرض سلام ۔۔۔ یہ نوالصاحب نی بہیجا پیام
کہ یا اللہ مجہکو نہین کچہہ خبر ۔۔۔ کہ اس قتل پر کسنی باندہی
جفا کسنی کی جان مغموم پر ۔۔۔ ہوا شیر کون ایسی مظلوم پر
وہان پیر و مرشد کا تہا طور یہ ۔۔۔ کہ جسدم سنا تہا نیا طور یہ
او سیدم سے حضرت بہی بیتاب تہی ۔۔۔ نئی غم مین بی دانہ و آب تہی
او تہا تہا قیامت کا در پیشکم ۔۔۔ د آخری تہا جو تہا کوئی دم

یہ سنتی ہی نوابِ عالیجناب — ہوئی صورتِ برق پُر اضطراب
نمازِ تہجد بہ دقت پڑہیے — فقط آپ نی چار رکعت پڑہی
پہر آواز رونی کی آنی لگی — خبر بیقراری اوڑانی لگی
مکانات کی پردی چہڑوادئے — سحر تک اوسیطرح رو یا کئے
ہجومِ مصیبت مین تنہا نماز — ادا کی بچہا کر وہین جانماز
اوسیدن فقط ترک عادت ہوئی — نمازِ سحر بی جماعت ہوئی
فلک پر ہوا مہر جب جلوہ گر — سُنی افسرون نی یہ پُرغم خبر
چلے جملہ مانندہ احباب کے — ہوئی آکی پابوس نواب کے
دلون مین طربناک و خرم کمال — بظاہر پراگندہ و پُر ملال
زبانی کی فریاد و زاری بہت — دکہائی غلط سوگواری بہت
کیا صبر تعلیم نواب کو — دلاسا دیا جانِ بیتاب کو
کہلے جتنی پردی تہی بند ہوادیے — رخِ اشک آلود دہلوادیے
بدلوائی پوشاک سب نے وہین — کیا دمی کی تسکین مسندنشین
پہر ایسا ہی نوابِ مغموم سے — اوٹہایا جنازہ بڑی دہوم سے
محلہ ہے جو مدرسہ شہر مین — اوسی بقعہ آسمان بہر مین
کیا دفن نوابِ مرحوم کو — چہپایا تہِ خاک مظلوم کو
چہپا اٹہہ تہی جب گیارہ سو سے — ہوئی تہی یہ دنیا مین رونق فزا

کیا ہوگا کچھ دور وہ زشت رو ۔۔۔ ملا اور بہی راہ مین اک عدو

کہ کمبسر یا تہا کوی ہندو نژاد ۔۔۔ جفا پیشہ و فتنہ گر بد نہاد

پس الفظ منسا فقط رام تہا ۔۔۔ یہی اوس بد انجام کا نام تہا

کہا آپ جاتی ہین اسدم کہان ۔۔۔ کیا اوسنی اپنا ارادہ بیان

عداوت تہی اوسکو بہی نواب سی ۔۔۔ چلا تہا وہ بدخو بہی نواب سی

کہا اوسنی مین ہون تمہارا شریک ۔۔۔ چلا بنکی الہام خان کا شریک

وہان پونہچی اوس وقت وہ بدگہر ۔۔۔ کہ جا گی تہی نواب فرخندہ فر

یہ پشت مکان سی اوتر کر شتاب ۔۔۔ گئی بی تردد قریب جناب

تپنچہ کیا ایک نی بڑہ کی فیر ۔۔۔ ہوا زخم سی جسکی احوال غیر

پڑا دوسرا کینہ جو بدگہر ۔۔۔ کیا گردی پر اوسنی گولی کو سر

اودہر اون خبیثون کی منہ مڑ گئی ۔۔۔ ادہر آنتون کی چیتہڑی اوڑ گئی

اوٹہا کر ستمہای فوج پلید ۔۔۔ ہوئی یون محمد علیخان شہید

وہ ہندو گیا دوڑ تا رات کو ۔۔۔ ہرا در ہی جا کر ملا رات کو

تہجد کو اوٹہی تہی وہ پاکباز ۔۔۔ وضو کر رہی تہی برای نماز

سراسیمہ بیوقت اسی دیکہکر ۔۔۔ اشاری سی پوچہا کہ آیا کدہر

تو بیوجہ اسدرجہ مضطر ہی کیون ۔۔۔ پریشان کیون ہی مکدر ہی کیون

کہا ای خداوند دیہیم و تاج ۔۔۔ محمد علی خان ہوئی قتل آج

کسی طرح بہتر نہیں یہ خیال — کمال ادب سے حضرت کو ہوگا ملال

سپاہی نے جو آکے ظاہر کیا — وہ سب میری نزدیک ہی افترا
اور ایسا ہی بالفرض اگر مان لین — سپاہی کی باتون کو سچ جان لین
تو یہ چاہیے دل مین کرنا قیاس — کہ اب اونکی ہرجا نہیں ہین حواس
وہ صدمی سہی دور افلاک مین — کہ فرق آگیا عقل و ادراک مین
نہین آپ مین جب وہ عالی تبار — تو پھر اونکی کہنی کا کیا اعتبار
اگر کچھ دغا اونکی نسبت ہوئی — تو یہ جان لو پھر قیامت ہوئی
نہ تم ہو نہ ہم ہین نہ یہ ملک و مال — نتیجہ ہی ایسی ستم کا زوال
یہ سنکر وہ سردار ظلم اوٹھی — دلون مین پریشان و برہم اوٹھی
پہونچکر تمام اپنی احباب مین — ہوئی مشورت ساز اس باب مین
کہا ایک نی پھر سوای ہلاک — یہ دنرات کا قصہ کیونکر ہو پاک
اودہر شاہ صاحب سی پیمان ہے — ادہر فکر مین روز و شب جان ہے
بن آتی نہین کچھ کسی طور سے — نہ نکلے ہم تو تدبیر سی غور سی
یہی گفتگو ہو رہی تھی یہان — کہ ناگاہ بول اوٹھا الہام خان
رہین آپ پابند قول و قسم — کئی دیتی ہین آپ یہ کام ہم
غنیمت سمجھکر اس اقرار کو — اجازت دی سب نی ستمگار کو
غرض طیش مین وہ ستمگر چلا — اسی قصد سے اوٹھکی باہر چلا

امیرون کی غدر افسرون کی ستم | کہی ایک عرضی مین خفیہ رقم
موافق سرشتی کے دستور کے | بذریعہ سی نواب مذکور کے
اسد نظلم مین زنہار مین | روانہ کی آصف کی سرکار مین
پس چار ہای علی الاتصال | ہوئی زخم جب مائل اندمال
سپاہی جو پہرہ کا تہا روبرو | کہا ایک دن اوسسے سنتا ہی تو
مری جسم پر زخم تہی جس قدر | وہ سب ہو چکی خشک بیچارہ گر
یہ کہدینا ہر ایک سردار سی | شریران فوج ستمگار سی
کہ غافل نہین ہون مین خستہ جگر | سمجہ لونگا اک ایک سی وقت پر
ہر اک کی نکالونگا بل بیگمان | کہ ٹہواونگا موچہون کی رسیان
سپاہی نی نواب کا یہ پیام | اوسنی دن کہا افسرون سی تمام
گئی ملکی وہ چہوٹی بہائی کی پاس | کیا قصد نواب سب التماس
کہا یہ سلامت رہینگی اگر | تو پہر کوئی فتنہ اوٹہائیگا سر
مقدم سمجہکر ہر اک کام سی | بجہائین یہ آگ آب صمصام سی
یہ جہگڑا نہ طی ہوگا اسکی بغیر | اسی مین ہماری تمہاری ہی خیر
اونہون نے کہا یہ مناسب نہین | سزاوار اہل مراتب نہین
تمہین چاہئی پاس پیمان کا | کہ اندیشہ اسمین ہی ایمان کا
ضمانت خداوند عدنان کی ہی | کفالت شہ ملک ایمان کی ہی

یہان پہلی اقرار خود کیجئے ارا کین سے پھر قسم لیجئے
کہ زنہار ہمسے خلافِ وفا نہوگا کبھی ارتکابِ دغا
تو البتہ ہم ذمہ داری کرین مصالح مین شرکت تمہاری کرین
وگرنہ ہمین رکھئی اس سے معاف کہ ہی کارِ دنیا ہماری خلاف
غرض حسبِ ارشادِ سلطان دین کئی دونون نے عہد و پیمان ہین
ہوئی مطمئن پیرِ عالی مقام **محمد علیخان** کو بہیجا پیام
کہ اب تم نہ کچہ خوفِ اعدا کرو نہ اندیشۂ ظلم بیجا کرو
کسیوقت مین تمکو کوئی ضرر نہ پونہچائی گا آج سی عمر بہر
نکل آیئی بی غمِ تیغ و تیر کہ ہی ذمہ دار آپ کا یہ فقیر
محمد علیخانِ والا گہر یہ سنکر بر آمد ہوئی بیخطر
قریب درِ شہر سوی شمال گڑہی تہی جو مضبوط و محکم کمال
مصون اور محفوظ ہی وہ مقام الی الآن گڑہ اوسکا ہی سب مین نام
وہان افسرون نی عبث بی سبب نظر بند رکہا اونہین روز و شب
وہان بہی لیا اپنی عادت سی کام ندیم ایک سقہ بنا صبح و شام
وہ پونہچاتا تہا مشک مین بیشتر انہین چیزین کہانی کی شام و سحر
اسی مدت قید مین ناگہان ہوئی اور بہی ایک صورت عیان
ملی **مصطفیٰ خان** سی انجام کار **محمد علیخانِ** گردون وقار

بڑھا ضعفِ دل غشی طاری ہوئی — تکلم میں بی اختیاری ہوئی
اوسی حالتِ غش میں شام وسحر — وہیں چار دن تک رہی جلوہ گر
طلب کرکے بہنون نی جراح کو — مقدم کیا انکی اصلاح کو
پس پردہ نزدیک خود بیٹھکر — کہا جلد ٹانکی دو ہر زخم پر
حفاظت میں یہ جبر دل پر کیا — پہر پہر کا پہرہ مقرر کیا
اودہر سنکی نواب کو ہوش میں — پہر آئی اودہر مدعی جوش میں
بہم مشورہ کرکے اسباب میں — گئی بعض دربارِ نواب میں
کیا عرض ای نامدارِ جہان — مناسب نہیں انکا رہنا یہان
اونہون نی محل میں جو بہیجا پیام — نہ مانا یہ بہنون نی بہیجا پیام
پس التماسِ سوال وجواب — یہ ٹھہری اگر شاہِ عرفان مآب
جو مرشد ہین نوابِ جم جاہ کی — جو خاص اچہی بندی ہین اللہ کے
سراپا تقدس فرشتہ خصال — جنہیں خلق کہتی ہی حافظ جمال
وہ ذمہ کرین خاص اسباب کا — کہ آئندہ ہوگی نہ ہرگز دغا
کسی طرح کا ان کو صدمہ ضرر — نہ پہنچائی گا کوئی بیداد گر
تو البتہ کچہ عذر اصلا نہین — وگرنہ یہ زنہار ہونا نہین
یہ سنکی نوابِ مسند نشین — گئی پیش سلطانِ ملکِ یقین
کیا عرض یہ حالِ حشمت اثر — اونہون نی کہا خیر بہتر مگر

وہ سنئے کہ کیا آج مجھپر گذر — کسی سے نہین مجکو شکوہ مگر
یہ آتا ہی رہ رہ کی ہردم خیال — برابر یہ ہوتا ہی دل کو ملال
کہ میری گئی جان اس جال سی — چھٹی چھوٹی بھائی نہ جنجال سے
نہ خوشدل خوانینِ لشکر ہوئی — نہ ابتک رضامند افسر ہوئی
ریاست مین واقع ہوا جو فتور — نہین میری بھائی کا ہرگز قصور
جو ہنگامہ وجہِ ہلاکت ہوا — وہ سب افسرون کی بدولت ہوا
مین پیمانۂ عمر بھرتا ہون آج — تمہین دو نصیحت یہ کرتا ہون آج
کہ اول امامیہ مذہب ہون مین — ولایِ علیؑ سے لبالب ہون مین
اگرچہ سمجھتا ہون مین خستہ تن — کہ اوس طرح مشکل ہی دفن وکفن
مناسب مگر اس گھڑی جان کر — عقیدی سے اپنی تمہین کی خبر
وہین اونکو بھی اپنی آئین کے — زبانی اوسی وقت تلقین کی
دوم مستغیثانہ جا کر نہان — کرو آصف الدولہ سی سب بیان
کرینگی کمک وہ تمہاری ضرور — مٹا دینگی ساری یہان کی فتور
پس جنگ و ہنگامۂ اہل کین — تمہین ہو گے آخر کو مسند نشین
رہی یاد یہ وقتِ مشکل مرا — یہ ہنگامِ بیتابیِ دل مرا
تم اوسوقت لینا بصد اہتمام — مری دشمنونسی مرا انتقام
یہ کہکر نہ باقی رہا ہوش وہ — صدائین نہ پھر آئین تا گوش وہ

جب آیا نظر بہائی کا یہ رنگ
بگڑ کر دل وجان بیتاب سی
اگر اس سی تم خرم وشاد ہو
توہم ہی الگ ہون نہین چھوڑکر
نہین تو کرو منع انکو شتاب
اس اثنا مین بعض افسرون نے وہین
سنا ماموں سی جب یہ بہائی کا حال
کہا افسرون سی کہ اتنی ستم
بس اب ہو چکی ظلم بیجا بہت
یہ سنکر ہٹی وہ عداوت شعار
کہا پاکی فرصت دمِ اضطراب
...ہین ایک منگوا کی جلدی پلنگ
...ا ماموں نی حق خدمت کیا
...سنا ہی وہان آپ نی بی خطر
... احمد علیخانِ والا تبار
...سوقت مین یہ ستودہ خصال
...قدر مین تحریر تہا

ہوی افسرانِ جفا جو سی تنگ
کہا قہر مین چھوٹی نواب سی
کہ بھائی تہِ تیغ بیداد ہو
کسی سمت ٹل جائین منہ موڑ کر
کہ ہین درپیِ جانِ پر اضطراب
کیا تہا بجبر انکو مسند نشین
اوٹہی جوشِ الفت مین مضطر کمال
برادر کی نسبت نہ دیکہین گی ہم
جو صدمہ نہ دیکہا تہا دیکہا بہت
چہٹی یہ ستمدیدۂ روزگار
کہ پونہچا دو مجھکو محل مین شتاب
لٹایا انہین چین سے بیدرنگ
محل مین اوسیوقت پونہچا دیا
کیا یاد بیٹی کو پیش نظر
گئی پیشِ چشمِ پدر اشکبار
نہایت ہی کم سن بہت خردسال
جو کچھ صدمہ خارِ تقدیر تہا

او کہڑ کر نکل آیا قبضی سی پہل
پس پشت نواب نی بخطہ
کمال تحمل سی جہیلی کڑی
محمد علیخان نی بیگانہ وار
فراہم تہی ارباب شر جسقدر
نکل بہاگی زیر قدم سی زمین
جو وہ تیغ نواب کی ہاتہ مین
پلٹ کر وہ بہاگی ہوئی آپڑی
کیا قصد ماموں سی تیغ دوم
مگر اتنی مہلت نہ حاصل ہوئی
چلے وار قوم ستمگار کے
مگر بڑہ کی ماموں وہان آگئی
نہ ہی مدعی قتل کرنی سی باز
کہ یہ قوم کی عمدہ سردار ہین
اگر آگیا زخم انپر کہین
ہزارون سی لڑنا پڑیگا ہمین
مگر پہیلون سی او نہین دیر تک

مقدر سی ڈالا شجاعت مین بل
مع تیغ بی قبضہ پہینکی سپر
پڑا قبضی پر بہی نہ ہاتہ اوسگہڑی
کیا بہائی پر اپنی جسوقت وار
ہوئی چار سو ڈر سی زیر و زبر
گرا ایک پر ایک ہر اہل کین
نہ آئی کسیکو نظر ساتہ مین
اکیلی رہی یہ نہتی کہڑی
کسی طرح لی لین بڑہا کر قدم
وہ فوج آگی ہر سمت حائل ہوئی
گری کہاکی یہ زخم تلوار کی
بچانی کو نواب کی چہا گئی
دلون مین ہوئی اپنی اندیشہ سار
ہزارون ہی انکی مددگار ہین
تو پہر خیر ہرگز ہماری نہین
بلا پیش آئی گی کیا کیا ہمین
یہ کوچا کبی ہر طرف بہیڑ کر

ہوئی مضطرب انسی پوچھا کہ ماں ۔ یہ ای تم اسوقت آئی کہاں
عرض جو ہیئی شام و سحر ۔ آپ سی بارہا بیشتر
سر مو سماعت نہ کی آپ نی ۔ توجہ عنایت نہ کی آپ نی
اوسی کا یہ آخر نتیجا ہوا ۔ ارباب لشکر مین بلوا ہوا
عدو بن گئی جان کی مال کی ۔ مناسب ہی اسوقت کو ٹال
سمجھ لیجیے گا جو کچھ بن پڑے ۔ آج مسند سی ہون اوٹھہ
یہی مصلحت ہی یہی ہی صلاح ۔ اسی مین ہی میری تمہاری فلاح
محمد علیخان یہ سنکر جواب ۔ ہوئی آتش قہر سی شعلہ تاب
سبک دست سی تیغ کو ۔ وار غصی مین نواب پر
وہ محراب در کاٹتی مثل برق ۔ ہوا چاہتی تھی رگ زخم فرق
اتنی مین نواب نی بخلم ۔ دست چپ راست بالای
سپر پر لیا وار تلوار کا ۔ شکر ادا بخت بیدار کا
فقط پھول تک کاٹ کر رہ گئی ۔ اجل دونون کو مرحبا کہ گئی
نہ دیکھا تھا یہ وار تلوار کا ۔ سنا تھا نہ یہ روکنا وار کا
سپر مین غرض تیغ نواب کی ۔ کر غضب کی برش پھنس گئے
زور لیکن نہ کچھ بن پڑی ۔ لی اسنی نکلی نہ تیغ اوسگھڑی
اونھونے سپر کو ذرا دیکی خشم ۔ تہ زور ایسا کہ مانند دم

جو نکلا تھا پھوڑا بغل کی قریب
ہوئی جسکے صدمی سی جنت نصیب
مری کہنی سُننی سے جراح نے
سم آلود مرہم سے کے پہاہی دہری
مجھے دشمنی تہی پدر سی شدید
کیا عرش منزل کو میں نے شہید
خدا خوب واقف ہی اس بات سی
کہ مین پاک ہون ان خیالات سی
اور ایسا ہی بالفرض مینے کیا
تو کوئی میرا آج کرلیگا کیا
یہاں بعض لوگوں کی لی لی کی نام
کیا حرف دشنام صرف کلام
وہ دو نون مکرم سمجھکر خلاف
یہ سمجھا رہی ہین اونہین صاف صاف
کہ یہ بات زیبا نہین آپ کو
مناسب یہ کہنا نہین آپ کو
ہمین ڈر رہی دنرات بلوا نہو
کوئی فتنہ ہنگامہ برپا نہو
سزاوار جو خیرخواہی کے تہا
جو لائق عقیدت پناہی کی تہا
مناسب طرح پر بصد التجا
وہ اسوقت ہم کرچکی سب ادا
اب آگی خداوند مختار ہین
ہم اس امر مین محض بیکار ہین
مگر یاد رکھیئے گا اے محترم
کہ جو کہتے تہے عرش منزل سی ہم
وہ اپنی کمال عنایات سی
نہ مُنہ پھیرتے تہے کسی بات سی
یہی ہو رہی تہی بہم گفتگو
کہ پونہچی یہ نواب فرخندہ خو
نظر گاہ تک صحن دیوان عام
ہوا لشکری لوگونسی پیترتمام
محمد علیخان کو جب چار سو
یہ ہنگامہ آیا نظر روبرو

پی عزم بجا دہ افسر تمام ۔ روانہ ہوی سوی دیوان عام
جو دروازی پر پونہچی وہ فتنہ گر ۔ ملے ایک سردار فرخندہ فر
دلیرانہ رحمان اونکی تہا نام مین ۔ یہ آغاز مین تہا وہ انجام مین
قریبون مین نامی گرامی بہی تہی ۔ محمد علیخان کی سمدہی بہی تہی
بڑہی دیکہکر پہر بیتاب سی ۔ کیا عرض یہ چہوٹی نواب سی
کہ تنہا قدم رنجہ فرمائی ۔ کچہہ افسر بہی ہمراہ لیجائی
وہان سبکا جانا مناسب نہین ۔ عبث غل مچانا مناسب نہین
یہ سنکر دیا کچہہ نہ مطلق جواب ۔ بڑہی آگی نواب عالیجناب
اوسیطرح پہر حسن آداب سی ۔ کیا التماس اوسنی نواب سے
کہ شاید جو فدوی کی عرض بات ۔ نہین اس گہڑی قابل التفات
رہی سنکی نواب کو پہر نہ تاب ۔ دیا سخت آشفتگی مین جواب
وہ سنتی ہی جہڑکی وہین رہ گئی ۔ جو سمہی نہ تہی بات وہ سہ گئی
یہ آگی بڑہی قہر مین جوش مین ۔ نہ کہی مین افسر نہ خود ہوش مین
قریب آکی دیکہا تو آیا نظر ۔ محمد علیخان والا گہر
دروسط مین لوگون کے روبرو ۔ یہ کرتی ہین بیٹہی ہوئی گفتگو
کہ اکبر بد اندیش و ناحق شناس ۔ یہ کہتے ہین نسبت مری بی ہراس
کہ مین نائب مسند جاہ تہا ۔ بدل عرش منزل کا بدخواہ تہا

اگر آپ کرتی نہین یہ قبول　　ضرر ہوگا اک دن مقرر حصول

یہ رنجش غضب ایک دن لائیگی　　عبث جان تم دو نو کی جائیگی

ملی گا کوئی تو اس افتاد مین　　ہمین عرش منزل کی اولاد مین

اوسی شخص کو ہم بجای پدر　　بٹھاوینگی اس مسند جاہ پر

اگر وہ بہی بالفرض اسبات سے　　رکا بعض بیجا خیالات سے

تو ہم قرعہ اس قوم مین ڈالکر　　کسی شخص لایق کو بی دردسر

بنالین گی اپنا مدار المہام　　اوسی کی کرینگی اطاعت مدام

نظر کرکے نواب نی طور یہ　　کیا دل مین اندیشہ و غور یہ

کہ اب جان بہی جاتی ہی بی خطر　　نہین آتی یہ بیحیا راہ پر

کیا لب نہ گویا دم اضطراب　　دیا افسرون کو نہ مطلق جواب

خوشی ناخوشی کے نہ کلمی کہے　　تردد کی عالم مین چپ ہو رہے

وہ نا فہم بیداد گر پر دغا　　خموشی کو سمجہے دلیل رضا

اوسی بارہ سو نو مین اہل کین　　کہ ماہ محرم کی تہی تیرہوین ۱۳

ہوئی دفعتہً مائل شور و شر　　پی فتنہ ہر سمت باندہی کمر

ہوئی جمع یکجا پیادہ سوار　　کہ نوکر تہی مجموع چودہ ہزار ۱۴

لیی اپنی ہمراہ طبل و علم　　چلے سوی نواب گردون حشم

پہونچکر اوسی فتنہ و شورسی　　لیا ساتہ انہین جبر زور سے

بہانہ کیا بہرِ سیر و شکار | دیا حکم اسباب ہو جلد با
مگر چونکہ سب لوگ تہی قوم کی | نہ دم بہر یہ اسرار دل چہپ سکی
فراہم ہوئی سنکے افسر تمام | کیا عرض ای سرورِ نیکنام
یہ اسباب کیون بار ہی جابجا | ارادہ وہی پہر ہی کیا آپ کا
کہا ہان اسیوقت جاتا ہون مین | قدم سوی کعبہ بڑہاتا ہون مین
ہجوم تمنا سی مجبور ہون | سفر کرنی مین سخت معذور ہون
کہا افسرون نی کہ اب کی تو ہم | نہین جانی دینی کی سویِ حرم
کہا آپ کا کچہہ مین قیدی نہین | خطا کوئی ایسی کبہی کی نہین
کہا سب نی یہ کیا ہماری مجال | نصیبِ عدو کس طرف ہی خیال
یہ الفاظ خدمت مین ای محترم | فقط خیر خواہی سی کہتی ہین ہم
ہا کیا کرون پہر کہ ناچار ہون | عجب کشمکش مین گرفتار ہون
ہر تم خفا ہو ادہر پُر غضب | محمد علیخانِ والا نسب
افسرون نی یہ ساری فتور | مٹا سکتی ہین دو گہڑی مین حضور
آپ ہو جاین راضی اگر | کرین قتل نواب کو بیخطر
کی سر تن سی یک آن مین | ابہی فرش بچہواین ایوان مین
پ کو جل کی مسند نشین | عمائد سی دلواین نذرین وہین
جہگڑا نہ باقی رہی | نہ آپس کی نہ اتفاقی رہی

سر بزم کرنی لگی چھیڑ چھاڑ
یہانتک کہ بر روبجای مدیح
اونہون نی جو دیکھا یہ بیہودہ ہنگ
شب و روز مانند نقش نگین
یونہین چند مدت گئی جب گذر
نبہی افسرون سے نہ دم بھر بنی
یہ جوش محبت مین شام و سحر
وہ دربار مین افسرون سی مدام
کہ جو کرتے ہو رات کو تم صلاح
مزہ اسکا اکدن چکہاؤ نگا مین
یہ سن سنکی کل افسران سپاہ
عوض دوستی کی عداوت بڑہی
غرض دو طرف کی دل آزردگی
زبس آئی نا اتفاقی سی تنگ
یہ چاہا کہ چھپ کر کسی طور سے
عرب مین رہین چل کے شام و سحر
یہانتک کہ پوشیدہ ایکرات کو

یہ منظور ہوا افسرون سی بگاڑ
کیا کرتی بہائی کی ہجو ملیح
چلے آئی دربار سی ہوکی تنگ
ہوئی وہ سلیمان خانہ نشین
نہ آئی کسیطرح وہ راہ پر
شب و روز بڑہتی گئی دشمنی
کیا کرتی بہای کو خفیہ خبر
کہا کرتے اس طرح قصہ تمام
وہ سنتا ہون بہائی سی وقت صباح
بُری طور سی پیش آؤنگا مین
چلے انسی بہی بدگمانی کی راہ
محبت ہوئی کم خصومت بڑہی
ہوئی باعث داغ افسردگی
تہیہ کیا پہر وہی بید رنگ
نکل چلئے اس قوم پُر جور سے
طواف و زیارت کرین عمر بہر
چلے آپ حج و زیارات کو

یہ نیرنگ تقدیر کے دیکھ کر
کسی بات مین لب نہ گویا کیے
جلای وطن کا ارادا کیا
سنی افسرون نے یہ جسدم خبر
کیا عرض یہ تن ای فریدون حشم
کہ انکی طبیعت ہی سفلہ پرست
سرمو نہ مانا مگر آپ نے
تردد تھا اول مین جسکا ہمین
اگر آپ کہنا ہمارا کرین
اوٹھا دین ابہی انکو مسند سے ہم
اگر بل کی لین کبر و پندار سے
سنکر ہوی چہوٹی بہائی ملول
منع بیجا خیالات سے
...ی طرح چندی رہی اپنی گہر
...کو شایستہ تقریر سے
...نی نہ چہوڑا مگر وہ شعار
...قمرا ۱۰ او سپرستم

رہی دنگ نواب فرخندہ ف...
دکہایا جو قسمت نے دیکہا کیا
پی حج مصمم تہیا کیا
حضوری مین حاضر ہوی سربسر
نہ کہتی تہی خدام والا سے ہم
کرینگی ریاست کا کیا بند و بست
مٹایا مقرر یہ گہر آپ نی
وہی پیش آیا بکہیڑا ہمین
تو آپ بہی کوئی شکل پیدا کرین
کرین آپ کو خسرو جم حشم
کرین قتل شمشیر خمدار سی
نہ درخواست کی افسرون کی قبول
اونہین باز رکہا پہر او سبات سی
کیا باطل و فسخ عزم سفر
خبر کی پہر اس تازہ تدبیر کی
خواتین سے کر دیا آشکار
کہ نواب سی وہ فریدون حشم

وہین چہوڑ کر سب نے رستہ لیا
ہنوز اسکی تہی زندگی بچ گیا

ولیکن ہوا جسم زخمی تمام
بنا خون سی پیرہن لالہ فام

برنگِ دلِ عاشقِ دردناک
سراپا سیانہ ہوا چاک چاک

اوسی ظلمتِ شب مین وہ بہاگ کر
گیا پیش نوابِ فرخندہ فر

دکہا کر وہ آلودۂ خون لباس
کیا حالِ بیچارگی التماس

کہا چہوٹی صاحب کی ایما سی آہ
ہوئی آج میری یہ حالت تباہ

کیا کشتہ لوگون نی تلوار سی
مگر بچ گیا حسنِ کردار سی

اوہون نی جو دیکہا یہ حالِ خراب
کیا چہوٹی بہائی کی جانب خطاب

کہا کیون یہ کیسا ہی آشوب و شر
کہا مین نہین اس سے مطلق خبر ہے

ہی کج خُلق ہی خلق آزار ہی
خلائق تمام اس سی بیزار ہی

جفاؤن سی دعزات کی آگی تنگ
کسی نی کیا ہوگا اسکا یہ رنگ

یہ تقریر اوس دم غرض چل گئی
بُری ساعت آئی ہوئی ٹل گئی

محمد علیخان نی وقتِ سحر
اوسی سفلی کی رای سی بیخطر

علاقہ جو نواب کی پاس تہا
اجارہ مین بیخوف و وسواس تہا

اوسی کر لیا خام تدبیر سے
دیا کوئی حصہ نہ توفیر سی

ستم بلکہ یہ اور اوس پر کیا
کہ مالِ تجارت بہی اک لاکہہ کا

کیا ضبط ہمراہ کہنڈسال کی
نہ چہوڑا ذرا نام سی مال کی

کبھی ڈر ہی ناحق کا بلوا نہو
مبادا کوئی فتنہ برپا نہو

محمد علیخان نی سنکریہ بات
نہ مطلق کیا نشہ مین التفات

کیا بلکہ ممتاز بڑہ کر اوسی
دلی اور اعزاز اکثر اوسی

ادہر دیکہکر بعض افسر یہ ڈہنگ
ہوئی سخت سفلہ پرستی سی تنگ

کہا مار ڈالینگے سقی کو ہم
کیا مشورہ سب نی آخر بہم

مقرر کئی چار رستم نہاد
دلیر و شجاع و ولایت نژاد

پی قتل وہ اکثر اوقات مین
شب و روز رہنی لگی گہات مین

قضارا وہ دن برف باری کی تہی
غریبون کی بی اعتباری کی تہی

یہانتک تہی سردی سی حالت تباہ
نکل سکتی منہ سی نہ بیکس کے آہ

محیط ابر تہا زیر چرخ بلند
نگاہین تہین ظلمت سی آنکہون مین بند

عوض پاسبانونکی بالای آب
گلی کوچی مین پہر رہی تہی حباب

شب تار مین ناگہان وہ شریر
میانی مین نکلا بسان امیر

فقط سوزنی دگلہ پر اوس گہڑی
رضائی تہی اک دونون جانب بڑی

گران سر می جام سرشار سی
سوی خانہ جاتا تہا دربار سی

سی دیکہکر وہ دونون کی کڑی
کمین گاہ سی دفعتہ آ پڑی

اک سمت سی دہر لیا تیغ پر
ستمگر کو سوجہی نہ راہ مفر

سیکڑون وار تلوار کے
گیہ اپنی نزدیک اونسی پیار کر

یہ سنکر وہ نواب عالیجناب
ہوی آتش قہر سے شعلہ تاب

مگر حلم سے کرکے ضبطِ نفس
نکلوا دیا اوس پیامی کو بس

بیان اور سے یہ حکایت نہ کی
کبھی بھائی سے بھی شکایت نہ کی

اوسی دن سے وہ فتنۂ روزگار
ہوا دربی کاوشِ بیشمار

عداوت کا اظہار کرنی لگا
محمد علیخان کو بھرنی لگا

لگاتا بجھاتا نئی آگ روز
بڑہاتا دم تخلیہ لاگ روز

یہانتک کہ الفت مین ڈالا خلل
گئی صاف وہ چشم و ابرو بدل

قدم بدگمانی بڑہانی لگی
دل آزردگی رنگ لانی لگی

گئے آخر اکدن برادر کے پاس
شکایت کے کلمی کئے التماس

کیا عرض آخر مری حال پر
یہ بی التفاتی ہی کیون اسقدر

اگر آپ ناخوش ہون بیزار ہون
علاقی سے مین دست بردار ہون

کوئی عذر و تکرار مجھکو نہین
کسیطرح انکار مجھکو نہین

مگر میری نسبت کسی طور سی
نہ بیداد رکہی روا اور سے

یہ سقہ جو ممتازِ سرکار ہی
بہت بد زبان تلخ گفتار ہی

اسی آپ سمجھا دین یہ دمبدم
ذرا حد سی باہر نہ رکھی قدم

ہوای تکبر سے مثلِ حباب
زیادہ نہ پہولی یہ خانہ خراب

بری ڈھنگ بیہودہ اطوار ہین
بہت لوگ ناخوش ہین بیزار ہین

نہ کچھ نیک و بد دیکھتا بھالتا | جو دل چاہتا صاف بک ڈالتا
سر بزم ہوتا یہ اوس کا اثر | کہ نواب جم جاہ بھی بیشتر
عمائد کی جانب وہ کرتی خطاب | کہ وہ کہا کی سو طرح کی پیچ تاب
بپ چلے جاتے اوٹھہ اوٹھہ کے دربار سے | گلہ کرتے نواب غمخوار سی
وہ سمجھا کی اعیانِ درگاہ کو | خبر کرتے نواب جم جاہ کو
کہ افسر اس انداز گفتار سے | دل آزردہ رہتی ہین سرکار سی
لحاظِ مراتب ہی انکا ضرور | زبان اپنی کہنی مین رکھین حضور
تنبہ تو کیسا وہ اسکے خلاف | عمائد سے کہنی لگی صاف صاف
کہ مین چھوٹی بھائی سی سنتا ہون روز | کہ تم میری جانب سی ہو سینہ سوز
تمرد کا رکھتی ہو دل مین خیال | مرا چاہتے ہو زوالِ کمال
وہ یہ سنکی انسی بگڑنے لگے | لگاوٹ کی بدلے اوکھڑنی لگی
غرض رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی | کہ سقی ہی سب سا و عداوت ہوئی
نگہ وہ فرومایۂ بی خبر | نہ آیا کبھی آپ مین عمر بھر
ہمیشہ پر آشوب مستی رہا | خرابِ مئ خود پرستی رہا
یہان تک کہ بی حفظِ آداب کلام | یہ نواب کو اوسنی بھیجا پیام
کہ تھا کر دوارہ کی توفیر سے | معافی سے دیہاتِ جاگیر سی
مجھی یا تو دہ یک دیا کیجئے | عنایت کوئی دیہ یا کیجئے

بتادون تجھی نام کی اونکی راہ
اونہین تیسری دن یہ ایزد شناس
وہ رخصت ہوئی جبکہ دربار سی
کہ یہی تو دنیا کی اعزاز و جاہ
کیا عرش منزل نی وقتِ سحر
فقیرانہ پہنی ہوئی ہون لباس
تجرّد سی صحبت ہی آٹھون پہر
مگر یاد رکھنا مری تم یہ بات
ریاست کی برتاؤ انسی محال
نہ ملنا بہت انسی رہنا نفور
امور انکی ہین قابلِ غور سب
چنانچہ وہی رنگ پیدا ہوا
دگرگون ہوئی شکل اقبال کی
کوئی سقّہ دمسازِ نواب تھا
ہوئی جبکہ نواب ذی اختیار
شب و روز خدمت مین رہنی لگا
شریکِ مَی و جام مینا ہوا

ملا لفظِ خان بعد نصر اللہ
پی نذر لائے برادر کی پاس
کہا راہ مین اپنی غمخوار سے
اوسی دن کیئ ترک جس وزآہ
سوءِ عالمِ جاودانی سفر
نہ امید رکھتا ہون دلمین نہ یاس
فقط مین ہون یا گوشۂ مختصر
کہ مسند نشین ہین ستودہ صفات
یہ جاہ و حشم ہی قریبِ زوال
کہ یہ رنگ لائین گی اکدن ضرور
نظر آتی ہین طور بی طور سب
مہینا نہ گذرا کہ بلوا ہوا
یہ تفصیل ہی مجمل احوال کی
ہمیشہ سی ہمرازِ نواب تھا
ٹرہا اور وہ فتنۂ روزگار
طرب خیز صحبت مین رہنی لگا
شریفون کو دشوار جینا ہوا

سفا ـ ن مین ہین یہ لاجواب — نہین تند خوئی مین انکا جواب

ودی خود پسندی طبیعت مین ہے — ستم پیشگی انکی خلقت مین ہی

ف دمند عاقل سمجھتی نہ — ریاست کی قابل سمجھتی تہ

خبر یہ ہی دن رات مشہور تہی — محافل مین ہر سمت مذکور تہی

جب آصف الدولہ نی کرکی جا — رچایا پسر خواندہ کا اپنی بیاہ

رہتی وہان یہ ہی حسب الطلب — رہی کچہ دنون زیب بزم طرب

وہان پیش نواب گردون وقا — امامیہ مذہب کیا اختیار

دل آزردہ تہی سب اسی بات سے — نہوتی تہی راضی کسی گہات سی

نہین چاہتی تہی کہ یہ محترم — ریاست سی ہون مفتخر

گئی مل کے سب چہوٹی بہائی کی پا — اولنسی ہر ایک نی التماس

یہ تند خو ہین پریشان خیال — ریاست کا انکی سنبہلنا محال

فراست کیا ست سی معذور نہ — زمانی مین کج فہم مشہور ہین

ئی فتنہ برپا کرینگی ضرور — ریاست مین ڈالینگی بیشک فتو

عمائد سی نواب سی دو بدو — رہی دو گہڑی تک یہی

اونہین آپ نی کرکے راضی وہین — کیا بہائی صاحب کو مسند نشین

وہین آپ نی پہلی کہلائی نذر — پہر ارکان دولت سی دلوائی نذ

مگر ایک نواب فرخندہ فر — کدورت سی بیٹھی رہی اپنی گ

مہینی مین لا لا کے تحصیلدار
مجھے دیتی ہین ساڑہی بارہ ہزار

مرا بند و بست اوسمین دائم رہی
یہی جمع ہر سال قائم رہی

منافع سی اپنی کرون گا گذر
نہ رنجش کبہی ہوگی باہم دگر

سوم یہ کہ دن رات مثل پدر
رہین آپ بہی مہربان خلق پر

اراکین دولت کی عزت کرین
عزیزون قریبون کی خاطر کرین

نفر بائین مسند و باب کرم
کسی پر نہ رکہین گوارا ستم

ملین دوستون سے محبت کے ساتہہ
ملازم سے پیش آئین دولت کے ساتہہ

متانت سی ہر حکم جاری کرین
سخن میں ہمیشہ استواری کرین

رعیت کی ہر وقت رکہین خبر
رہی عدل پر ان کی ہر دم نظر

محمد علی خان نی یہ عہد و بند
کیے جان و دل سی قبول و پسند

یہانتک کہ درخواست سی پیشتر
قسم کہائی کی مہر قرآن پر

یہ طی کرکے نواب عالیمقام
ہوی رونق افروز دیوان عام

سجا تہا وہ درجہ برنگ عروس
کیا آکی بالای مسند جلوس

دیا حکم ارباب اعزاز و جاہ
پی نذر حاضر ہون پیش نگاہ

تامل ہوا اسکو اس باب مین
پڑی فکر کے پیچ و گرداب مین

سبب یہہ کہ پہلے سی اعیان ملک
سمجہتے نہ تہی انکو شایان ملک

جو عمدہ اراکین درگاہ تہی
بخوبی طبیعت سی آگاہ تہی

انہون نے نہ مانا دیا یہ جواب	کہ اسکی سزاوار تر ہین جناب
مبارک کری یہ خدا آپ کو	سوا اس سے دی مرتبا آپ کو
یہ سنکر کہا ای ستودہ سیر	قبول اسکو کرتا ہون اس شرط پر
کہ جس سے ہو الفت مین پیدا خلل	پڑی جسکے باعث سے ابرو مین بل
اسی وقت ہوجای وہ امر طی	نہایت مناسب بہت خوب ہی
کہا مین اطاعت مین ہر صبح شام	کمر بستہ حاضر رہون گا مدام
کبھی آپ کی حکم احکام مین	نہ مین دخل دونگا کسی کام مین
اگر ایسی باتون کا ہی دل کو پاس	تو اوّل یہ ہی قابلِ التماس
کہ جبسدم کوئی مفسد بد سرشت	کہی کچھہ مری باب مین خوب و زشت
عنایت یہ لیتہ فرمایئ	مجھے اوس سی آگاہ فرمایئ
اگر واقعی ہوگا میرا قصور	تو چاہونگا مین عفو پیش حضور
نہ فرمائین سگے آپ اگر درگذر	تو واللہ مین خود اسی جسم پر
کرون گا وہ تجویز اپنی سزا	نہوگی سوا جس سی کوئی سزا
دوم یہ ریاست سے ہجدہ ہزار	جو ملتی ہین سالانہ بی کاروبار
وہ کمتر ہے خویش و برادر کے ساتھہ	نہایت ہی قلت ہی اکثر کے ساتھہ
علاقہ جو ہما کرو وار کا ہے	سہارا کچھہ اپنی گذاری کا ہی
محاصل ہی جا بی شبہ اوسکا سوا	زر قسط سرکار کے ماسوا

کیا افسرون نی بصد کر و فر | بڑی بیٹی کو جانشین پدر
پس چند مدت جو بلوا کیا | اونہین خستہ و کشتہ بیجا کیا
تمامی ستمگارون نی بعد ازین | کیا چہوٹی بہائی کو مسند نشین
کتابون مین یہ حال حیرت اثر | کئی طرح منقول ہے بیشتر
مگر جو کہ نسخہ ہی سرکار مین | سراپا اسی خاص اخبار مین
رقم اوس سی کرتا ہون احوال کو | سناتا ہون تفصیل اجمال کی
کہ نواب جمجاہ کسری حشم | محمد علی خان فرخ شیم
شجاعت مین ہمیشہ آفاق تہی | نبرد آزمائی کے مشتاق تہی
تہور کے عالم مین مثل نظر | نہ تہی ہند تنہا کبہی لاکہہ پر
سن و سال مین یہ مسیحا نفس | بڑی اپنی بہائی سی تہی دس برس
محبت مروت کی غایت نہ تہی | عنایت کرم کی نہایت نہ تہی
زیادہ عطوفت کا تہا یہ سبب | کہ طفلی مین نواب والا حسب
نہ رکہتی تہی سر پر میان جہان | سر دامن مادر مہربان
قضا کر چکی تہین وہ عفت مآب | اونہین زندگی دی چکی تہی جواب
محمد علیخان نی شام و سحر | انہین پالا تہا مثل نور نظر
پس مرگ نواب وقت صباح | ہوئی بہر مسند نشینی صلاح
بڑی بہائی نی خود بنفس نفیس | یہ چاہا کہ ہون چہوٹی بہائی رئیس

بنا مقبرہ شان و شوکت کی ساتھ
منقش ہوا زیب و زینت کی ساتھ
مورخ کو سوجھی دم فکر خوب
لکھا پھر تاریخ لفظ غروب ۱۲
لکھا جس قدر حال نواب کا
یہ ہی مختصر حال نواب کا
مفصل اگر لکھے اسکو قلم
ہو ختم برسون یہ تازہ رقم

ذکر خیر شہسوار فضای ہمت فارس مضمار نصرت تیغزن معرکہ دشمن شکنی صف شکن کارگذار عمدوا فلکی صاحب شوکت تامہ خداوند صولت عامہ زائر روضہ شہنشاہ خافقین حاجی حرمین شریفین جناب مستطاب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر خلف الصدق حضرت غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر طاب ثراہما

بیا اسی ندی جام ساقی مجھے
مبارک ہونا اتفاقی مجھے
خوشامد کا مجھکو نہین دردسر
عوض می کے پی لونگا خون جگر
پی بادہ کیون دل کو حسرت رہی
مرا جوش مستی سلامت رہی
اوٹھاؤن ذرا کلک ندرت نگار
لکھون حال نیرنگی روزگار
کہ نواب کی بعد شام و سحر
رہی یادگار جہان دو پسر
گرامی ترین باعث اعتبار
محمد علیخان والا تبار
دو مہ دہ کہ جنکے لقب مین مدام
مضاف محمد ہی لفظ غلام

خصوص ایک مسجد ہی وہ دلپذیر
نہین جسکا ہندوستان مین نظیر

یہ ہی حسن نیت کا اونکی اثر
کہ ابتک ہی آباد شام و سحر

نماز اوسمین ہوتی ہی کثرتکی ساتہہ
ہجوم خلایق جماعت کے ساتہہ

کیا خیر مین گو کہ صرف اسقدر
ولیکن بہرا تہا خزانی مین زر

ہوئی کم کسیدن نہ توفیر گنج
ترقی دکہایا کی تقدیر گنج

رہی مسند عزت و جاہ پر
اسی طرح سی[۳۰] سال تک جلوہ گر

بڑہی عمر جب شصت و دو[۶۲] سال سے
دگرگون ہوا حال اس حال سے

ترسٹہہ[۶۳] کے اغاز مین ناگہان
ہوئی صدمی کی ایک صورت عیان

سوِ راست پہلو مین زیر بغل
ہوا کوئی پہوڑا پیام اجل

کیا کاملون نے مداوا مگر
کسی کا نہ چارا ہوا کارگر

غرض بارہ سو آٹہہ[۱۲۰۸] مین بالیقین
کہ ذی حجہ کی تہی وہ اٹہاروین[۱۸]

کیا پنجشنبہ کو ترکِ جہان
روانہ ہوی سوی باغ جنان

یہان کا یہین چہوڑ کر عز و جاہ
ہوی مسند آرای قربِ اله

دلون سی گیا تا فلک دودِ آہ
ہوا مثلِ شب روزِ روشن سیاہ

الم سے پریشان عالم ہوا
ہر ایک صورتِ زلف برہم ہوا

ہجوم قلق سی خلایق کے دل
ہوئی نالہ و آہ سے متصل

یہین قربِ دروازہ عیدگاہ
ہوئی دفن وہ آسمان بارگاہ

ہجوم خلائق مین رقت کی ساتہ | اوٹہائی سو قبلہ یکبار ہاتہ
قسم کہا کی مذہب کی اعلان سے | کہا صدق نیت سی ایمان سی
کبہی خطرہ فعل زشت و حرام | نہین دل مین گذرا مری لاکلام
یہ فرما کے اوس امر دشوار مین | ہدایت کی زہاد و ابرار مین
اوسی وقت بند ہوا کی ہر طرح ہار | ہوئی داخل قصر زیبا نگار
اسی طرح کی اور اکثر امور | ہوئی باعث اعتبار حضور
سوا اسکے ہمیشہ عامل بہی تہی | دعاؤن کی پڑہنی مین کامل بہی تہے
بزرگون سی منقول ہی اک صلوٰت | پڑہی جو مصیبت مین پائی نجات
تنجی کا لفظ اوسکے اول مین ہی | نہایت اثر بخش حل مین ہے
پڑہا کرتی تہے ہر بلا مین ضرور | بہت اچہی عامل تہی اوسکی حضور
سوی علم منطق توجہ تہی کم | اولجہتا تہا تعریف اشیا سی دم
سمجہتے تہی کافی وہ جسم بارگاہ | فقط قطبی و میر تک دستگاہ
مگر فقہ مین تہا نہایت کمال | مسائل کی تحقیق تہی بیمثال
توغل تہا آداب سادات مین | بڑی تہی بہت حد سی اس بات مین
اگر ہوتی سید سے کوئی خطا | عوض اوسکی آتی انہین خود حیا
اوسی سامنی تک بلاتی نہ تہی | سر اکیسے آنکہین ملاتی نہ تہی
اوسی عہد دولت مین شام و سحر | بنین مسجدین جابجا بیشتر

ہوا دار بند ہونیکا اہتمام
یہانتک کہ نواب والا مقام

ہوئی سنکی یہ شور دریا سوار
گئی تالب آب مشکل گذار

جو اعیان و ارکان درگاہ تھی
وہ سب صورت سایہ ہمراہ تھی

خصوصاً شہنشاہ عرفان پناہ
کمال مجسم جمال الٰہ

اسی طرح تھی ساتہ بحر العلوم
کہ جو ہند سی مشتہر تا بروم

خلائق کا تھا ہر طرف اژدحام
فراہم تھی نامی گرامی تمام

ہر اک کی طرف آپ نی دیکھکر
کیا تازہ ارشاد اس طور پر

کہ جسنی کیا ہو نہ فعل حرام
ہوا ہو نہ جس سی یہ بیہودہ کام

وہی پیشتر صرف ہمت کری
وہی سب سی بڑھ کر بدایت کری

یہ سن سنکی اکثر ستودہ خصال
بڑہی جانب آب طوفان مثال

جو دیکھی خلائق مین زیادہ یہ
کیا عرش منزل نی ارشاد یہ

مرا مطلب اس خاص گفتار سے
فقط یہ ہی زہاد و ابرار سے

کہ ہوتی ہوئی قوت و دستگاہ
ارادہ ہی اسکا کیا ہو نہ گاہ

یہ سنتی ہی سر شرم سی جھک گئی
جو آگی بڑہی تھی قدم رک گئی

کھڑی رہ گئی جملہ پیر و جوان
نہ نکلا کوئی اس صفت کا وہان

جب اس قید کی ساتہ دقت ہوئی
کسی کو نہ بڑہنی کی جرأت ہوئی

تب اوسوقت نواب والا گہر
ہوئی خود بخود جوش مین چشم تر

کمالات نواب عالی ہمم ‖ اگر لکھی کلک جواہر رقم
نہو حشر تک ختم یہ مختصر ‖ ہمیشہ رہی مبتدا بی خبر
حقیقت یہی ہی کہ وہ باکمال ‖ ہر اک بات مین تہی عدیم المثال
حسین ایسی بی پردہ ای سحاب ‖ نہ رکہتا تہا تاب نظر آفتاب
سخاوت مین ابر کرم سی زیاد ‖ شجاعت مین مریخ کی اوستاد
سعادت ہمیشہ رفاقت مین تہی ‖ ترقی شریک انکی دولت مین تہی
شب و روز مشغول حسن عمل ‖ عبادت ریاضت مین ضرب المثل
ورع زہد وتقوی سی مذکور تہے ‖ مقامات عالی مین مشہور تہے
عبادت مین مانند شمع حرم ‖ کہڑی رہتی راتون کو تا صبحدم
پی صدق دعوی اوٹہا کر قلم ‖ کرون ایک عمدہ حکایت رقم

حکایت

سنا ہی اوسی عہد مین ناگہان ‖ ہوا جوش زن بحر کوسی یہان
خرابی بڑہی جبکے سیلاب مین ‖ پڑی پیچ قسمت کی گرداب مین
دوبالا ہوا بحر کا اضطراب ‖ رگ جنبش بسمل بنی موج آب
قیام اک جگہہ پر نکرتا کہین ‖ کہڑی بہر نہ ساحل ٹہرتا کہین
یہانتک کہ وہ ڈر کی طوفان سے ‖ ہٹا جانب شہر میدان سے
خلائق کو پیدا ہوا انتشار ‖ کیا ڈر سی اکثر نی عزم فرار

یہانتک کہ تھی لاک سی تینتیس لک | ہوئی زر کی تحصیل زیر فلک

سخاوت کرم کی کوئی حد نہ تھی | عطای درم کی کوئی حد نہ تھی

دہش نی تہ آسمانِ دنی | فقیرون کو بھی کر دیا تھا غنی

شب و روز نواب عالی ہمم | گہر ریز تھی مثل ابر کرم

نہ پاتا کسی مین کوئی حرص و آز | ہر اک شکل تصویر تھا بی نیاز

اور اوس پر بھی یہ حسن کردار تھا | کہ دولت کا ہر سمت انبار تھا

خزانہ کیا جمع اتنا کہ بس | کہی دیکھکر چشم اہل ہوس

بتاتا ہون اشرفیون کا مین شمار | کہ تھین سہ لاک و بیست و یک ہزار

ہر اک اشرفی خاص جیپور کی | چمک جسمین خورشید پر نور کی

وہ جنگ دو جوڑہ مین لائی تھی ساتھ | کہ آئین وہ **نواب آصف** کی ہاتھ

جو مشہور ہی چار سو دور دور | زمانی مین افغانو نکا **رامپور**

اونہین کو خوش آئی تھی یہ سرزمین | بسا کر اونہین نے کیا رشک چین

اونہین کی توجہ سی آباد ہے | اونہین کا ہی جو کچھ یہ ایجاد ہی

ارادہ یہ تھا دور ایام مین | مرا بھی ہو کچھ نام اس نام مین

مگر یہ سمجھکر کہ اک شہر خاص | ہمیشہ سی رکھتا ہی یہ اختصاص

زمانی مین ہر سمت مذکور ہی | بہت **فیض آباد** مشہور ہے

مسمی کیا وقت آباد اسی | فقط **مصطفی** آباد سے

...نہین کے تصرف مین شام سحر — رہی شاہ آباد و حضرت نگر
محاصل سی اوسکی کرین کاروبار — کہ ہی چار دہ لاک چہبیس ہزار
ملازم جو رکہین پیادہ سوار — وہ تعداد مین ہون فقط چہہ ہزار
یہان آئی ہے جو اودہ کی سپاہ — شریک اوسکی ہی انگریزی سپاہ
عنایت کرین دونون فوجونکا خرچ — یہ مطلب ہوا عہدنامی مین در...
ضرورت کو آخر خزانہ کہلا — نکلوا کی پچپن لاک روپیہ
زرنقد کچہ صرف ہمت کیا — خوانین کو دی کی رخصت کیا
حضورِ شجاعؑ ولیدِ فرنگ — کیا پیش کچہ بابت صرف جنگ
ہوا پانچوین کو رجب کی رقم — پی رفع شر صلحنامہ بہم
گیارہ سو اکاسی ہجرت کی تہی — کہ باہم کی سب جہگڑی طی ہو چکی
یہان سی کیا ہمعنانِ ظفر — شجاع اودہ نی اودہ کو سفر
دل آسودہ و خرم و پرسرور — پہری عرش منزل سو رامپور
یہان آکی نوابِ والا مقام — ہوئی روز و شب مائلِ انتظام
عدالت سی توام رہا بند و بست — زبردست تہی حافظِ زیردست
ہوا شہرۂ عدل جو دور دور — ہزارون چلی جانبِ رامپو...
یہ ویرانہ دہ رشکِ جنت ہوا — طرب خانۂ اہلِ غربت...
رعایا کی کثرت دوبالا ہوئی — ترقی محاصل مین پیدا ہ...

غلط سمجھون گا اگلی دستور کو
نہ دون گا مین نذرانہ [illegible] کو

سوم یہ جدہر مسندِ خاص پر
وہ بیٹھین گی بیٹھون گا مین بھی ادہر

اگر حقہ آئی گا اون کی حضور
تو ہوگا مری سامنی بھی ضرور

چہارم مری روبرو تا قیام
نہون وہ کسی اور سی ہمکلام

مری اونکی ملکی کوئی گفتگو
نہ آئی کبھی غیر کی روبرو

امور ایسی انگریز فیصل کرین
جو تجویز ہو اہلِ کونسل کرین

چمرلین نی آکی جملہ پیام
کہا پیشِ نوابِ والا مقام

اونہون نی کہا یہ مجہی سب قبول
کرون گا سرِ مو نہ اس سی عدول

چمرلین صاحب ہوئی ذمہ دار
یہان آئی نوابِ والا تبار

ملی دونون دریای جود و کرم
بڑہا حد سی جوشِ محبت بہم

تکلف سی باہم ملاقات کی
ادا خوب رسمِ مدارات کی

ہوئی میہمانی بڑی دہوم سے
زیادہ تصور سی مفہوم سے

شجاع اودہ بھی بصد کر و فر
ہوئی دوسری دن یہان جلوہ گر

بنا خیمہ عرش منزل تمام
مشرف خانہ مہر گردون خرام

نظر کرکے سود و زیان غور سی
کیا عہد آپسمین اس طور سی

کہ نوابِ سرلشکرِ رامپور
رہین مالکِ کشورِ رامپور

سوا اسکے لین اور بھی دو محال
کرین رائی سی اپنی تحصیل مال

اودہر کا مرا عزم اصلا نہ تہا	کسی کی کمک کا ارادا نہ تہا
زبردستی احباب لائی مجھے	مروت نی یہ دن دکہائی مجھے
وگرنہ مجھے کیا سروکار تہا	مین خود قصے جہگڑی سی بیزار تہا
چمر لین نے آکی وہ جملہ حال	کہا پیش نواب قدسی خصال
اونہون نی کہا آپ پہر جایئی	ابہی ساتہ اپنی یہان لایئی
مجہے اون سی اب کچہ خصومت نہین	وہ رنجش نہین ہی عداوت نہین
زیادہ حقوق اونکی ہین اور سے	وہ محسن ہین میری ہر اک طور سے
چمر لین آخر گئی پہر وہان	کیا ایک قلم حرف مطلب بیان
دیا عرش منزل نی سنکر جواب	نہایت مناسب سراپا صواب
مگر کیا ہی بدعہدیون کا علاج	کوئی اوسکا چارہ ہو ارشاد آج
ابہی کہا چکا ہون مین اونکا فریب	مبادا کوئی پہر ہو دہوکا فریب
مری اب ملاقات دشوار ہی	مجہی اسمین فی الجملہ انکار ہے
مری فوج کو یہ گوارا نہین	کرون مین خلاف اونکی یارا نہین
مراحل کے رہنا وہان بی خطر	محول ہی اس شرط و اقرار
کوئی نامی انگریز شرکت کری	حفاظت کی میری ضمانت کر
قسم کہا کی ایک عمدہ افسر وہان	کفالت کری اپنی مجہسی بیا
دوم یہ کہ جسدم ملاقات ہو	برابر کی رسم مدارات

باقی تہی فوج اوسکی ہمراہ کی ۔ اوسیوقت بیباق تنخواہ کی
...ہرنا ہوا اونکا دم بہر محال ۔ دیا اپنی لشکر سی باہر نکال
...مرین لیکر وہ تازہ اسیر ۔ گئی پیش نواب مثل سفیر
...سنایا بیان ابن منصور کا ۔ کہا حال قیدی مقہور کا
زہی ہمت و اوج شان کرم ۔ وہی تہی غضب مین بہی ان کرم
اوسی دیکہکر قید مین دل فگار ۔ ہوئی داغ نواب گردون وقار
رہا کرکے اوس قید جانکاہ سی ۔ کیا مفتخر عزت و جاہ سے
دیا خلعت خسروانی اوسے ۔ کیا مورد مہربانی اوسی
مخاطب ہوئی پہر وہ قدسی ضمیر ۔ کمال عنایت سی سوی سفیر
کہا جا کی نواب جم جاہ سی ۔ یہ کہنا زبان ہوا خواہ سی
کہ اب آپ سی کچہہ خصومت نہین ۔ مری دل مین باقی کدورت نہین
ہوئی ہونی والی جو قسمت مین تہے ۔ اسی طرح اوسکی مشیت مین تہی
نہ میرا نہ کچہہ آپ کا فائدہ ۔ اسی قتل کرنی سی کیا فائدہ
خوشی سی معاف اسکی تقصیر کی ۔ نہ حاجت سزا کی نہ تعذیر کی
مری ہین جو اگلی حقوق آپ پر ۔ عوض مین کرین آپ بہی درگذر
ابہی عفو اسکی خطا کیجئے ۔ وہی پہلی خدمت عطا کیجئے
ارادہ ہی میرا بلا اشتباہ ۔ اسی راہ سی لون ولایت کی راہ

بہرِ جنگِ مظفری فوج پر — پڑی بار پلٹن کی کیون پیشتر
اودہر سے یہ تقدیم جب ہو چکی — اجل بہتون کی جان کو رو چکی
لیا ہمنی بہی ہمسے جو بن پڑا — شکایت ہی بیکار بیجا گلا
اسی آپ تحقیق کر لیجئے — کہین اور تصدیق کر لیجیے
نہ پہلی شرارت کہ ہرسی ہوئے — یہ بیجا ہدایت کہ ہرسی ہوئے
یہ سنکر چمپر لین رخصت ہوئے — ادا ساز رسمِ سفارت ہوئے
پہونچکر یہان خستہ دل نور سے — حقیقت کہی ابن منصور سے
اونہون نے جو تفتیش احوال کی — شرارت کہلی اوس بد افعال کی
قریب اور فوجین جو مامور تہین — کمین گاہِ دشمن مین مستور تہین
نشانی کہی واقعی روئداد — کیا میمنت نے یہ تازہ فساد
اسی کی طرف سے ہوئی ابتدا — اسی نے نیا فتنہ برپا کیا
شجاع اودہ سنکی یہ حال سب — ہوئی سخت برہم نہایت غضب
سیا قید اوس ننگ دارین کو — بلالیا اوسی دم چمپر لین کو
لیا پہر قدم رنجہ فرمائیے — اسی وقت اسی آپ لیجائیے
یہ کہتی گا نواب جم جاہ سی — عوض لیجیے اپنی بدخواہ سی
یہ میرا تمہارا گنہگار ہی — مگر سزا کا سزاوار ہی
گرفتار یا قتل اسی کیجئے — مناسب ہو جو کچھ سزا دیجیے

پی صلح آیا تھا جو پیشتر
روانہ کیا عرش منزل کی پاس
سفیرانہ آئین و آداب سی
مظفر کرکی آغاز و انجام کو
دیا عرش منزل نی اوسکو جواب
کیا عہد پر جو تمہاری عمل
اب انگریز جب تک نہ سن لینگی حال
یہ سنکر روانہ ہوا وہ سفیر
سنا تھا جو نواب محصور سی
چمرلین بنکر اوسی دم سفیر
لحاظ مراتب سی آداب سے
پس گفتگوی محبت اثر
سبب کیا ہوا آپ جو روز جنگ
...فا ہو کی آئین و دستور سے
...لٹی اسقدر فوج میدان مین
...ا عرش منزل نی بیچ ہی چال
...عہد ایسی پیمان و اقرار کے

شجاع اودہ کی طرف سی آیا

وہ آکر خوانین مین سبی ہراس
ملا آسمان جاہ نواب سی
کیا عرض خدمت مین پیغام کو
نہین یہ سفارت قرین صواب
پڑا راست بازی مین اپنی خلل
ہماری تمہاری صفائی محال
گیا پیش نواب روشن ضمیر
کیا التماس ابن منصور سی
گئی خود سُو کوہ گردون نظیر
ملاقات کی جا کی نواب سے
کہا ای خداوند فرخندہ فر
ہوئی صلح کی عہد و پیمان سے تنگ
لڑی لشکر ابن منصور سے
اوٹھی خون کی موج میدان مین
ولیکن مرا ہی یہی ہی سوال
ہوئی مرتکب کیون وہ پیکار کے

نہ بن آئی کچھ ابن منصور سے | شب و روز گھیری رہی دور سے
جب اسیر گئی چند مدت گذر | نہ تدبیر کوئی ہوئی کارگر
بلا کر شجاع اودہ لین سے | ملی بڑہ کی اک دن چمر لین سے
کہا آپ اس مورچی کو اگر | اوڑا دیجئی سیل بم مار کر
تو صد لک ابھی سکہ سیم خام | کرون نذر سرکار والا مقام
کہا اوسنی زنہار ممکن نہین | کسی طرح یہ کار ممکن نہین
اگر کوئی بارہ برس مین اسی | کری فتح بم سیل سے توپ سی
تو ہم قائل اوسکی لڑائی کی ہون | ثنا خوان نبرد آزمائی کی ہون
یہ سنکر ہوئی ابن منصور داس | نگاہون مین پہرنی لگی شکل یاس
کہا پہر مداوای تسخیر کیا | یہ کیونکر مقید ہون تدبیر کیا
چمر لین نی سنکی یہ گفتگو | کیا عرض نواب سی دو بدو
کہ پہلے وہان بہیجی ایک سفیر | کری جاکی دریافت ما فی الضمیر
بتادی کی کچھ قول و اقرار کا | سبب پوچہی اس جنگ پیکار کا
کہی باوجود اتنی پیمان کے | لڑی آپ کی فوج کیون جان کے
جواب اوس طرف سے جب آجای گا | جو فرمایئی گا کیا جای کا
اوسیوقت نواب فیروزمند | اسی مشورے پر ہوئی کاربند
بلایا سفیر خرد کار کو | اوسی مرد پاکیزہ گفتار کو

یہ دیکھا کہ خالی ہی میدانِ جنگ
نہ پلٹن ہی باقی نہ سامانِ جنگ

فقط اک طرف چند مردانِ کار
دلیرانہ ہین ہمدمِ کارزار

غبار اوٹھکی چھایا ہی بدلی کیطرح
چمکتی ہی تلوار بجلی کیطرح

دیا حکم ابھی جا کی لاؤ خبر
یہ کیسے قیامت ہی برپا ادہر

ادہر فوج پروار کرتی ہوئی
شجاعون سے تلوار کرتی ہوئی

کیا گرم مہمیز سے راہوار
بڑہی عرش منزل سو کوہسار

کہ اتنی مین آیا وہ خواجہ سرا
پریشان و مجروح پُرخون قبا

کیا شکوہ نوابِ جم جاہ کا
کہا ماجرا قتلِ ناگاہ کا

کہ مین حسبِ ارشاد ہر رنگ سے
رہا تا تہ کھینچی ہوئی جنگ سی

خوانین کی تیغ چلتی رہی
ادہر جان تن سی نکلتے رہی

یہان تک کہ پلٹن مری کٹ گئی
کمینگاہ مقتولون سی پٹ گئی

شجاع اودہ سنکی یہ ماجرا
ہوئی سخت برہم نہایت خفا

کہا دل مین افغان سب ایک ہین
بظاہر مخالف بد و نیک ہین

دیا حکم لشکر کو پیچھا کرے
ملین جس جگہہ وار اپنا کرے

کری گھیر کر قتل اک ایک کو
سلامت نچھوڑی بد و نیک کو

یہ لیکے غمِ مرگ انبوہ مین
وہ جا کر چھپی دامن کوہ مین

سمجھ کر اوسی قلعۂ کوہسار
کہی تو یون سی مورچی استوار

یہ معلوم ہوتا ہی انداز سے
ہویدا ہی یہ باہمی ساز سے

کہ ہم لوگون سی دل مین بدظن ہین آپ
پٹھانون کی در پردہ دشمن ہین آپ

اودہر **حافظ الملک** کو وقتِ جنگ
دغا دیکی چپ ہو رہی بید رنگ

وہ کام آئی اون کی سراسر سپاہ
ہوئی بہاگ کر کشتہ خستہ تباہ

اودہر ہم سی یہ کی کہ پیش نظر
تڑپتی ہین صد ہا پڑی خاک

ہنوز انکی نواب عالیجناب
بزرگانہ کچہ دی رہی تہی جواب

کہ پہر ایک باڑہ اور آکر پڑی
اجل جسکی ڈر سی ہوئی اوٹہ کہڑی

نہ تاب آئی پہر اوس فلک جاہ کو
اوٹہی جوش مین قتلِ بدخواہ کو

کہا لشکرِ عازمِ جنگ سے
سمجہ لو اب اس فوج بی ننگ سی

تہور کے عالم مین خود بیشتر
بڑہی سب سے آگی بشکلِ نظر

یہ فرماتی ہین ایک عالی تبار
کہ مین بہی تہا گہوڑی پر اوسدن سوار

یہ دیکہا کہ نواب گردون جناب
لیی ہاتہ مین تیغ الماس تاب

اوسی فوج پر جا پڑی مثل برق
غضب کی چلی تیغِ مشتاق فر

ہوئی سیکڑون غرقِ بحرِ ہلاک
ہزارون گری خستہ بالای خاک

گہڑی بہر مین نواب نی کاٹ کر
وہ پلٹن وہین ڈال دی خاک

تہی فرزند منصور اوسدن سوار
سرِ موجِ فیلِ گردون

یکایک جو دیکہا اوٹہا کر نظر
ہوا اور ساماں اودہر جلوہ

بجی فتح کی شادیانی ادہر ۔ ادہر ہوگئی فوج زیر و زبر
خوانین لشکر ہوا ہو گئے ۔ پریشان سب جابجا ہو گئے
ہزیمت کی ہاتہون سے سامان جنگ ۔ پڑا رہ گیا روز میدان جنگ
یہان تو یہ عالم ہوا طور یہ ۔ اب آگی سنو تم مزا اور یہ
کہ تہا میمنت ایک خواجہ سرا ۔ شریر و ستم پیشہ و کج ادا
نجیبون کی پلٹن کا سردار تہا ۔ کمیدان وہ زشت کردار تہا
کیا اوسکی پلٹن نی آکر بیان ۔ کہ یہ بہی ہی اک گردش آسمان
کہ دو لشکر اس معرکی مین لڑے ۔ ہوئی تیغ افشان ملائم کڑی
ولیکن نہ رنجک ہماری اوڑی ۔ نہ ایسی مین بہی چاند ماری اوڑی
نہ فیر ایک رن بہی دونالی ہوئی ۔ ہماری نہ بندوق خالی ہوئی
یہ سنکر کہا میمنت نی کہ خیر ۔ یہی ہی تو تم بہی کرو چند فیر
اونہون نی وہین ہنگم پیش و پس ۔ نکالی دل خون شدہ کی ہوس
مقابل جو نواب کی تہی سپاہ ۔ اوسی سے وہ خلشی ہوا بدخواہ
پڑی باڑہ پلٹن کی جو بیخبر ۔ تڑپنی لگی سیکڑون خاک پر
دلون مین ہوا سبکی پیدا ہراس ۔ گئی مضطرب عرش تک انکی یاس
کیا عرض کیا اسمین اسرار ہین ۔ یہ کیسی باہم قول و اقرار ہین
ہمین نا روا منع ہیکار سے ۔ ادہر سی یہ گولی کی بوچہار ہی

یہ پیغام لیکر گیا جب سفیر — کہا پیش نواب آفاق گیر
اسی عہد پر دونون فرخ تبار — رہی روز و شب مستقل استوار
مقابل کی فوجون سی فرما دیا — اس اقرار باہم کو سمجھا دیا
صف آرا ہوئی دونون لشکر بہم — دلونسی کیا استقامت نی رم
پس و پیش و قلب و یمین و یسار — کیی فوجون نی مورچی استوار
شریک شجاع اودہ وقت جنگ — صف آرا تھی یک سمت فوج فرنگ
ہوئی تیسری دن لڑائی شروع — دلیرانی کرنی لگی صفائی شروع
پڑین توپون پر ہر طرف بتیان — ہوا مین دہوان بنگیا آسمان
نہ باقی رہی جبکہ امید خیر — فوج سی بڑہ کی جنرل نی فیر
پڑی فوج کی باڑہ جب فوج پر — اوڑی سیکڑون مرد بی بال و پر
شجاع اودہ کی دلاور بڑہی — پی جنگ شمشیر لیکر بڑہی
ہوئی ہونگی توپون کی دو چار فیر — آئی نظر دفعۃً اور سیر
کوئی گولہ انگریز کی توپ کا — شہادت کا پیغام لیکر چلا
پڑا سینہ حافظ الملک پر — صدمی سی جسکی گری خاک پر
ہوئی رہنما سوی جنت اجل — اوسیدم گئی روح تن سی نکل
رہی دو گہڑی چند افسر لڑے — رہی ہمرہ فوج بیدل کہڑی
جو بہڑکی سوا آتش کارزار — پران ہوئی سب برنگ شرار

طبیعت مین ناحق شناسی نہین　　مجھی عادتِ ناسپاسی نہین
عنایت کرم سی زر و مال سی　　مری آپ محسن ہین ہر حال سے
شرافت نجابت سی گذرا نہین　　مین ابتک وہ احسان بہولا نہین
بدی کا مری دلمین آنا محال　　مقابل ہون مین آپ سی کیا مجال
مجھے دشمنون سی بگڑنا نہین　　کسی طرح منظور لڑنا نہین
یہی **عرش منزل** نے بہیجا جواب　　کہ مین بہی نہین کینہ جوی جناب
مگر کیا کرون سخت مجبور ہون　　خوشامد سی **حافظ** کی معذور ہون
بلا ہو گئی وضعداری مجھی　　یہان لائی بی اختیاری مجھی
بہت مینی چاہا کنارا کرون　　رفاقت نہ انکی گوارا کرون
ولیکن نہ ممکن رہائی ہوئی　　نہ **حافظ** کی میری جدائی ہوئی
وزیر الممالک نی سنکر پیام　　اوسی دم یہ بہیجا مکرر پیام
کہ اچہا مع فوج و طبل و نشان　　چلی آیئی آپ اوٹھکر یہان
یہان رہیئی دنرات آرام سی　　نہ کچھ کام رکھیئی کسی کام سے
بہم صلح ہو یا کہ پیکار ہو　　مزاجِ مبارک نہ بیزار ہو
کہا وضعداری کی یہ ہی خلاف　　کہ مین چہوڑدون ساتھ روزِ مصاف
مگر ہان یہ ممکن ہی ہنگام جنگ　　چلی اس طرف سی نہ تیر و تفنگ
بشرطیکہ اسکا اودہر بہی خیال　　رہی روزِ میدان جنگ و جدال

اسی طرح ہر ایک نی ہیہ رنگ | دیا **حافظ الملک** کو صرف جنگ
اونہون نی کیا لشکر آراستہ | دلون سی ہوئی مہر برخاستہ
وہ کل جانشینانِ سردار کو | چلے لیکے ہمراہ پیکار کو
دلِ بعض خاصانِ درگاہ مین | عداوت ہوئی جوش زن راہ مین
کیا **عرش منزل** سی آکر بیان | اگر آپ دین حکم تو ہم یہان
ابہی حافظ الملک کو کرکی قید | بہلا دین فریب و دغا کر و شید
شجاع اودہ کی حوالی کرین | لڑائی نہ گوری نہ کالی کرین
دیا **عرش منزل** نی اونکو جواب | مناسب نہین ناصواب ارتکاب
دغا بادولت کا شیوا نہین | یہ سفلون کا ہی کام اپنا نہین
کیا لاکہ اصرار احباب سنے | نہ مانا کسیطرح نواب سنے
کیا کوچ **بلہٹ** سی لشکر کے سات | روانہ ہوئی شوکت و فر کی سات
پہونچکر لڑائی کی ارمان مین | پڑی **لال کہیری** کی میدان مین
مقابل ہوئی دونون لشکر وہان | نظر آنی سامان محشر وہان
شجاع اودہ نی سنی یہ خبر | کہین **عرش منزل** بہی شامل اودہر
روانہ کیا ایک اپنا سفیر | اوسی وقت خدمت مین پونہچا سفیر
بجالاکی تسلیم آداب سے | کیا عرض پیغام نواب سی
کہ مجکو خصومت نہین آپ سی | خلاف و عداوت نہین آپ سے

مری آپ آقا کی فرزند ہین | خداوند نعمت کی دلبند ہین
اگر لیکے میرا علاقا مجھے | نہ دین آپ تو کیا ہو دعوا مجھی
لڑائی کی صورت مین بدنام ہون | کرون وضعداری تو ناکام ہون
ہمیشہ خیال اسکا آتا رہے | مرا ملک قبضی سی جاتا رہے
کہا بدگمان ہی جو ایسا مزاج | تو پہر ہمسے شوری کی کیا احتیاج
ہمین مشوری سی کناری کرو | جو کچہ دلمین آئی تمہاری کرو
جو اوٹہی ابا کرکے اس باب سے | کیا عرض حافظ نی نواب سی
کہ واللہ جب تک ہی یہ معرکا | نہ چہوڑونگا دامن کبہی آپ کا
کہا مین کہین اور جاتا نہین | بہانی سی آنکہین چراتا نہین
بلا کر خوانین لشکر وہین | رہی ہمدم شوکت و فر وہین
ادہر حافظ الملک نی بیخطر | سمجہکر نصارا کو امداد پر
سو ابن منصور بہیجا جواب | لکہا ناپسندیدہ و ناصواب
اونہون نے پڑہا جب وہ مضمون پوچ | اوسیدم دیا فوج کو حکم کوچ
دلیران لشکر بڑہی بیدرنگ | مسلح چلی سوی میدان جنگ
ادہر حافظ الملک بہی چار سو | ہوی نامدارون سی امداد جو
وساطت سی نواب حسم جاہ کے | مدد وانکی ہراک نی دلخواہ کی
دی فتح خان کی پسر نے نہین | زر نقد دو لاکہ اسحال مین

کہا آپ پر قرض ہی یا نہیں | ا ہی تو بیجا تقاضا نہیں
زر قرض بہت ادا کیجئے | ۔ وعدہ کیا ہی و
کہا کوئی میرا معاون نہین | ون مین سبیل اسکی ممکن
کہا پہر کٹہیر کے سبب نامور | ین متفق ہو کی تدبیر ز
مری حصی مین جس قدر آئی گا | اوسیوقت حاضر کیا جای گا
۔ عائد ہو تم پر کرو تم ادا | سوا اسکی ممکن نہین فیصلا
، ای سزاوار تاج و نگین | طرح کچہ مجہسی ممکن نہین
، مین تمہاری بہی حصی کا زر | ونگا ادا بی طلب وقت پر
، یہ تو تدبیر اچہی نہین | یہ ذلت یہ تحقیر اچہی نہین
نہین خوب اظہار افلاس کا | مناسب نہین تذکرہ یاس کا
سوا اسکی کچہ اور ارشاد ہو | ئی بی خلش طور ارشاد ہو
دیا حافظ الملک کو یون جواب | بتادی تامل سی راہ صواب
اونہین شہجہان پور دیدیجئی | پس چند مدت چہڑا لیجیی
کہا دی تو مین دون مگر ہی خیال | زبردست کو دی کی لینا محال
، ہی اگر کچہ غم دستبرد | مجہی تم کرو وہ علاقہ سپرد
ادا کرکے مین قرض اونکا تمام | علاقہ تمہین پہیر دونگا تما
یہ سنکر ہنسی خان والا تبار | ، ای فریدون   وقا

یہ کہہ سنکی نواب رخصت ہوی | روانہ سوی قصرِ دولت ہوی
اودہ مین پہونچکر بس اضطراب | روانہ کیا اک خریطہ شتاب
یہ حافظ کو لکہا کہ آپ اسقدر | زرِ قرض ادا کیجیے جلد تر
ادای زرِ نقد اگر ہو محال | مجہے دیجیی آپ کوئی محال
وصول اوس سی کرکے مین قرضہ تمام | اوٹہا لونگا قبضہ فقط والسلام
اوسی پڑہ کی حافظ نی پروانہ کی | نظر اصلِ مطلب پر اصلا نہ کی
یہ سمجہے کہ لکہا مرا بالیقین | ابہی تک گورنر کو پونہچا نہین
خریطی کی نسبت ابہی دوبدو | نہین پیش آئی کوئی گفتگو
اوسی حال مین ہوکی پر اضطراب | روانہ کیا پہر خریطہ شتاب
اعادہ کیا حالِ مذکور کا | ارادہ لکہا ابنِ منصور کا
دمِ ختمِ نامہ سپردِ قلم | کیا یہ بہی مضمونِ حسرت رقم
تعجب ہے یہ عدل سرکار سی | کہ ہم حسنِ اخلاص سی پیار سی
کرین آپ کی خیرخواہی مدام | مٹائین مخالف ہمین صبح و شام
بلا کر ادہر شاہ آباد سے | کہا حال نواب باداد سے
دکہایا وہ خط ابنِ منصور کا | سنایا الم شہجہانپور کا
کہا کوئی تدبیر بتلائیے | مناسب کچہ ارشاد فرمائیے
زبس بد و فطرت سی تہی حق پسند | نکرتی رعایت کو مطلق پسند

کہ اچھا یہ مضمون سارا غلط   سراپا تو ہم ہمارا غلط
تقاضای دل یاد فرمائیے   جواب اسکا ارشاد فرمائیے
نگہداشت لشکر ہی کسکے لیے   قواعد برابر ہی کسکے لیئے
عدو کون ہی کسنی کی سرکشی   یہ منظور کس پر ہے لشکرکشی
گورنر بہادر سی کرکے خطاب   دیا ابن منصور نے یہ جواب
کہ دشمن تو پوشیدہ میرا نہین   کوئی جن نہین ہی فرشتا نہین
زمانہ ہی واقف کہ جب ہوکی پست   مرہٹو نسی حافظ نی کہائی شکست
دم صلح دلوا کی چالیس لاکہہ   بڑہائی کٹیہر کی ملکون مین ساکہہ
وہ میرا زر قرض دیتی نہین   کبہی نام دینی کا لیتی نہین
شب و روز بدلی ہین احسان کے   شرارت کیا کرتی ہین جان کے
وہ باندازی و فتنہ و جور سے   نہین باز آتی کسی طور سے
اس احوال کو پاکی موقع محل   مین کہتا ضرور آپ سی آجکل
یہ اچھا ہوا ذکر جو آگیا   حضور آپ کی فیصلہ پاگیا
محبت رہی یا پڑی کچہ فتور   زر قرض حافظ سی لونگا ضرور
گورنر نی سنکر کیا کچہ سکوت   کہا پہر کہ دعوی تمہارا ثبوت
یہی نا دہندی ہی اونکی اگر   تو شرکت سی ہرگز نہین در گذر
موافق شرائط کی ہم وقت جنگ   کرینگی کمک آپ کی بیدرنگ

تردد سی آیا نہ آنکھون مین خواب — رہی رات بھر ہمدم اضطراب
گورنر بہادر نی وقت سحر — سجا اک مکان اپنی انداز پر
ہوئی جمع حکام شہر و دیار — بچھائین گئین کرسیان زرنگار
گئی ابن منصور شوکت کی ساتھ — گورنر ملی اوٹھہ کی عزت کی ساتھ
ادا کرکی رسمین ملاقات کی — ہوئی بحث ملکی مہمات کی
لحاظ مراتب سی آداب سی — گورنر نی پوچھا یہ نواب سی
دم جنگ سرکار فرخندہ فر — ہوئی آپ سی صلح کس عہد پر
جو لکہا گیا عہد نامہ بہم — ہوئی اوسمین کیا کیا شرائط رقم
بیان آپ نی کین وہ شرطین تمام — گورنر نی سنکر پس اختتام
خریطہ دیا ابن منصور کو — کہا دیکھئی اپنی مسطور کو
نہین ہی اگر صلحنامہ غلط — تو پہر کیا بلا ہی یہ مضمون خط
کہا واقعی راست تقریر ہی — یہ بیشک ہوئی میری تحریر سے
مگر اوس زمانی مین سرکار سے — نہ تھی صلح اس شرط و اقرار سی
لڑائی تھی یکسر کی میدان مین — مین تہا ساتہ لشکر کی میدان مین
جو لوگون نی دیکھا مکرر اوسی — ہوئی منفعل دل مین پڑہ کر اوسی
نہ تھی اوس مین تاریخ تحریر کی — غلط تھی بنا جملہ تقریر کی
کوئی بات آخر نہ جب بن پڑی — گورنر یہ کہنی لگی اوس گھڑی

غضب کا ہوا دلمین پیدا ہراس — رہی ہوش برجا نہ قائم حواس
کری جب نہ تدبیر سی — ہوئی رہنمائی یہ تقدیر سی
گئی وقت شب میر منشی کی پاس — پریشان وآشفتہ و بدحواس
، کوئی تدبیر بتلائیی — مری کام بہی آج کچہ آ ئی
، اوسنی کو بندہ برباد ہو — بجا لائی جو حکم ارشاد ہو
کہا اوس سی نواب نی حال سب — سنایا تردد کا اپنی سبب
اوسیدم خریطی منگا کر تمام — پڑہی پیش نواب والا مقام
اوسی دیکہکر ہنس پڑا وہ دلیر — ، واہ واکیون نہو میری شیر
جو پوچہا شجاع نکوکیش نی — منشی دوراندیش سنی
دبیر آپ کا تہا بہت ہوشیار — نظر کرکے آغاز و انجام کار
ورم خستم تحریر مطلب کہین — مہینے کی تاریخ لکہی نہین
گورنر اگر آپ سی دو بدو — خریطی کی نسبت کرین گفتگو
تو کہدیجئی گا یہی برملا — بلاشک ہی میرا یہ بہیجا ہوا
اون دنون ایسی صورت تہی — بہم راہ و رسم محبت نہ تہی
خصومت سے ہردم سروکار تہا — عداوت کا ہر وقت اظہار تہا
مری آپ کی جنگ بکسر مین تہی — بہم دشمنی دونون لشکر مین تہی
ی ابن منصور شاد — وہان سی یہہ ری خبر وبامرا

شجاع اودہ کی ہی دل مین فتور   کوئی فتنہ برپا کرینگی ضرور
یہ سن سنکی نواب گردون حشم   ہوئی دل مین آزردہ و پر الم
کہا **حافظ الملک** سی چند بار   ریاست کا مٹ جای گا اعتبار
کرو دور دل سی در اندازیان   نہین خوب یہ فتنہ پردازیان
مگر وہ نہ باز آئی اس بات سی   رہی شاد اپنی خیالات سی
یہان تک کہ نواب فرخندہ فر   چلے آئی آزردہ ہوکر ادہر
انہون نی پس شادی بی قیاس   خریطہ وہ بہیجا گورنر کی پاس
اوسی دیکہتی ہی وہ فرخ سیر   ہوی آتش قہر سی پر شرر
اوسی وقت لکہا کہ جلد آئیے   ضروری ہی کچہ کام سن جائیے
کسی وجہ سی اون دنون بیشتر   گورنر بنارس مین تہی جلوہ گر
مع چند خاصان عالی وقار   چلے ابن **منصور** فرخ تبار
کیا آب دریا سی جب دم عبور   ہوی خیر سے داخل کانپور
تردد مین بیٹہی تہے ابن وزیر   کہ اک عرش منزل کا پہنچا سفیر
حضوری مین حاضر ہوا راہ سی   خریطہ دیا عزت و جاہ سے
کمر مین اوسی رکہہ لیا بی پڑہی   سفر کے تردد مین آگی بڑہی
پہونچکر بنارس مین آیا خیال   کہ دیکہین تو کیا ہی خریطی مین حال
پڑہا جس گہڑی رنگ فق ہوگیا   جگر خنجر غم سی شق ہوگیا

یہانتک حافظ کی لخت جگر ۔۔۔ حضوری مین حاضر ہوئی بخطر
عنایت مع لفظ خان نام تہا ۔۔۔ جوان بخت فرخندہ فرجام تہا
شجاع اودہ کی وہ نوکر ہوئی ۔۔۔ کسی فوج کی خاص افسر ہوئی
نصارا سی جسدم کیا قصد جنگ ۔۔۔ قریب آگیا وقت تیر و تفنگ
مناسب یہ سمجھے کہ اس راز کو ۔۔۔ لکہین اپنی یاران دمساز کو
رقم کرکی آخر یہ راز نہان ۔۔۔ خریطہ کیا سوی بنگش روان
سمجہکر ہم آواز و ہمراز دل ۔۔۔ لکہا خفیہ حافظ کو بہی ساز دل
انہون نی جو پایا یہ موقع محل ۔۔۔ محبت سے باہر گئی پہر نکل
طلب کرکے نواب جم جاہ کو ۔۔۔ دکہایا مضامین دلخواہ کو
کہا جو سلوک ابن منصور سے ۔۔۔ کئی آپ نی بڑہ کی مقدور سی
سوای ضرر صرف بیکار زر ۔۔۔ ہوا کیا نتیجہ ملا کیا ثمر
یہ مانا کہ فکر گذشتہ محال ۔۔۔ تاسف ہی بیکار بیجا خیال
غرض اس سے یہ ہی کہ پہر آجکل ۔۔۔ ملا ہی وہی وقت و موقع محل
یہ تحریر ہی ابن منصور کی ۔۔۔ نگارش ہی نواب مغرور کی
سمجہکر شفیق و پر ارمان مجہی ۔۔۔ خریطہ یہ بہیجا ہی پنہان مجہی
ارادہ ہی میرا بہی بی ہراس ۔۔۔ اسی بہیدون مین گورنر کی پاس
سرافراز ہون خیر خواہی سی مین ۔۔۔ بچون انکی جور و تباہی سی مین

وہان سی سمجھکر تمھین مہربان — مصیبت کی عالم مین آیا یہان
دیا ہای تمنی یہی ایسا جواب — کہ جس سی دو بالا ہوا اضطراب
نہ **حافظ** معاون نہ تم چارہ گر — بتاؤ کرون کیا مین جاؤن کدہر
کہا خان بنگش نے میری صلاح — یہی ہی کہ کل آپ وقت صباح
چلی جائین تنہا گورنر کی پاس — اسی طرح بی خوف و بیم و ہراس
ابہی ہی عملداری انکی جدید — حکومت مین چندان نہین ہین شدید
رعایت ہی ہر وقت مد نظر — مدار ریاست ہی تالیف پر
تعجب نہین آپ سی دو بدو — گورنر کرین صلح کی گفتگو
اگر سب نہین کچہ تو ملک حضور — کسی شرط پر چہوڑ دینگی ضرور
بسر ہوگی پہر جاہ و اقبال سی — بدل جائی گا حال اس حال سی
سمجہکر وہ اس پند کو سودمند — ہوئی بی غم این و آن کارمند
منگا کر سبک سیر اک راہوار — ہوئی **ابن منصور** تنہا سوار
گورنر سی جا کر ملاقات کی — اونہون نی بہت کچہ مدارات کی
کیا مسترد ملک اون کو مگر — کئی شرط پر چند اقرار پر
وہین میر منشی نی لیکر قلم — کیا عہد نامہ یہ باہم رقم
[illegible] سرکار انگلشیہ کی خیر خواہ — رہین ابن منصور شام و پگاہ
[illegible] بیت گورنر کرین — دوامی مصارف کا ذمہ کرین

ہوئی سنکی فی الفور بنگش سوار — بڑہی پیشوائی کو با صد وقار
اور رسمِ تسلیم کی دور سے — ملی ابن نواب منصور سے
لی آئی ارا کینِ دولت کی ساتہ — اوتارا بڑی شان و شوکت کے ساتہ
تواضع مین لطف و مدارات مین — دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
دمِ صحبتِ تخلیہ یک بیک — شجاعِ اودہ نی طلب کی کمک
کہا خانِ بنگش نے ای جم وقار — کوئی عذر مجکو نہین زینہار
مگر کیا کرون سخت مجبور ہون — ستمدیدۂ فوجِ مغرور ہون
نہین میری قابو مین نوکر مرے — سپاہی مری ہین نہ افسر مری
دمِ جنگ حیلون کی آثار ہین — مجہی قتل کرنیکو تیار ہین
بدی دل مین ہی ضعفِ ایمان مین — مبادا دغا دین یہ میدان مین
یہی باعثِ عذر و انکار ہی — اسی سی یہ بی لطف گفتار ہی
وگرنہ مین حاضر ہون ہر حال سی — مددگار ہون جان سی مال سے
کہا داے بی اعتباریِ بخت — دکہایا فلک نی عجب روزِ سخت
ہمارا کی لشکر نی دیکہ شکست — امورِ مملکت کا کیا بند و بست
زمانی کی ہاتہون سے ہوکر تباہ — گیا پاس **حافظ** کی بہر پناہ
او نہون نی وہ کی کج ادائی کہ بس — نہ باقی رہی دلمین کوئی ہوس
جواہر مری پاس تہا جس قدر — وہ سب لیکی باندہی کمر قتل پر

پہونچکر یہان خرم و تازہ رو | ہوئی داخل لشکر جنگ جو
کیا جمع اعیان درگاہ کو | کہا سب سے مضمون جان کاہ کو
حقیقت کہی ابن منصور کی | سنائی دغا خان مذکور کی
وہ سن سنکی یہ حال فرزانگی | ہوئی آفرین خوان مردانگی
کئی روز تک کل پیادہ سوار | رہی اپنی اپنی جگہہ ہوشیار
کہ لائین نہ حافظ حرارا کہین | غضب مین نہون لشکر آرا کہین
تردد نکرنا پڑی وقت جنگ | مقابل یہی فوج ہو بیدرنگ

رفتن وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر سمت فرخ آباد از اعانت جناب معلی القاب نواب فیض اللہ خان صاحب بہادر و استقبال نمودن نواب احمد خان بنگش و مہمان داشتن بخانۂ دلکش

میسر کہان مجکو ساقی شراب | جفای فلک سی ہون خانہ خراب
نہین چین دنیا مین دم بہر مجہے | پہر آتا ہی گہر گہر مقدر مجہے
کہون کس سی مین دربدر بیچارگی | سناؤن کسی حال آوارگی
کہ جب ابن منصور فرخندہ فر | ہوئی فرخ آباد مین جلوہ گر

کہا میری نزدیک بنگش کی پاس | قدم رنجہ فرمایئی بی ہراس
کہ مہمان نوازاونسی بہتر نہین | پہونچکر وہان پہر کوئی ڈر نہین
یہ ٹہہراکی وہ دونون والا گہر | سنبہالی ہوئی اوٹہی تیغ و تبر
دلیرانہ ایک سمت پر جہک پڑی | نظر آئی روزن مین شیشی جڑی
اونہین قبضۂ تیغ سے توڑ کر | نکل آئی باہر وہ فرخندہ فر
لگا رکہی تہی تین گہوڑی وہان | ہم آہنگ وہم و خیال و گمان
کیا ایک پر وہ زر نقد بار | ہوئی دونون دو برق وش پر سوار
وہان سی چلی مثل صرصر روان | نگاہ خلائق سی ہوکر نہان
کہی ساتہ دو معتبر جان نثار | دلیر جہان رستم روزگار
کہا وقت رخصت کہ ای حشم ہم | خدا حافظ اب گہر کو جاتی ہین ہم
نگاہ عدو سی بچائی ہوئی | چلے جایئی باگ اوٹہائی ہوئی
تہکی یا مری راہ مین راہوار | نہ دم لیجئی گا کہین زینہار
اوسی چہوڑ کر دوسری پر شتاب | عنان تاب ہونا دم اضطراب
زر اشرفی بی غم خورد و برد | انہین کیجئی گا برابر سپرد
یہ نقد امانت کو پیش حضور | حفاظت سی حاضر کرینگی ضرور
امید انسی مجہکو دغا کی نہین | توقع وقوع خطا کی نہین
غرض وہ گئی فرخ آباد کو | یہ راہی ہوئی شاہ آباد کو

مگر کچھ مجھی اسکی پروا نہین | کوئی فکر و اندیشہ اصلا نہین
اسی واسطے صرف آیا ہون مین | ضروری سب اسباب لایا ہون مین
یہ ذمہ ہی میرا کہ اس قید سے | چھڑا لیچلون گا کسی کید سے
نہ آفت کوئی جان پر آئی گی | ہوا بھی نہ گرو آپ کی پائی گی
پی صرف اک لاکھہ کی اشرفی | اوسیوقت نواب نی پیش کی
وزیر الممالک اوسی دیکھکر | ہوئی چشم تر اپنی افلاس پر
کہا اسقدر اشرفی کیا کرون | کہان انکو مین صرف بیجا کرون
اوٹھاؤن یہ بار گران کس طرح | مین لیجاؤن انکو کہان کسطرح
تکلف مجھی کچھہ نہین آپ سے | بہت شاد ہون مین حزین آپ سے
اگر ہو سکی **حافظ الملک** سی | جواہر مری تم دلا دو مجھے
کہا اسمین میرا نہین اختیار | سنین گی نہ **حافظ** مری زینہار
خوشامد سی تدبیر سے جور سے | یہ ممکن نہین ہی کسی طور سے
تکلف مناسب نہین آپ کو | یہ اصرار واجب نہین آپ کو
نذر اشرفی لین عنایت کرین | ہماری قبول آپ دعوت کرین
جہان آپ تشریف لیجائین گی | مری معتمد اسکو پہنچائین گے
کہا ابن منصور نی مہربان | مین اسوقت آفت مین جاؤن کہان
کسیکو نہین پاس احسان کا | زمانہ ہی دشمن مری جان کا

کیا منع ہنگامۂ عام سے | ڈرایا عداوت کی انجام سی
یہ رہجای گا سب دہرا طاق مین | ہمین ہون گی بدنام آفاق مین
اوسیوقت وہ خسرو نامور | ہوئی جلوہ گر پشت رہوار پر
کیا گرم اسپ سبک گام کو | کہ ہان پوہنچی اوسدم کہ حمام کو
پی غسل نواب جانی کو تہے | ہوادار اپنا منگانی کو تہے
پہونچکر گہڑی دو گہڑی پیشتر | یہ ٹہہری کسی موقع خاص پر
جب آئی وہان ابن منصور بہی | ملی بہی ہوئی دل مین مسرور بہی
محبت کی ہونی لگی گفتگو | دلون سی نکلنے لگی آرزو
کٹہرے نواب جسم پاسبان | یہ کہنی لگی اون سی راز نہان
کہ حضرت ہین کس خواب خرگوش مین | سنبہلیے ذرا آیئے ہوش مین
ارادی یہان دل مین کچہ اور ہین | دغا کی نیت ظلم کی طور ہین
نکلنا اگر ہو نکلیے ابہی | یہان سی مری ساتہ چلیے ابہی
شجاع اوسکی سنکی ششدر ہوئی | نہایت پریشان و مضطر ہوئی
کہا کیا کرون سخت معذور ہون | مین اسوقت ہر طرح مجبور ہون
نہ اسباب کوئی نہ سامان ہی | فقط مین ہون یا اک مری جان ہے
نکلنی کی تدبیر کیونکر کرون | مداوای تقدیر کیونکر کرون
کہا گو کہ اس امر کو جان کی | عدو ہونگی حافظ میری جان کی

تمہاری ہزاروں ہین دشمن یہان ۔ مبادا کہ ہو کوئی ایذا رسان
مین بدنام ہون کو بکو دہر مین ۔ قیامت کا ہنگامہ ہو شہر مین
یہی رای ہی چند افسر مرے ۔ قدیمی ہواخواہ نوکر مرے
شب و روز خدمت مین حاضر رہین ۔ ہمیشہ اطاعت مین حاضر رہین
خبر رکہین دنرات ہر حال کی ۔ حفاظت کرین جان کی مال کی
یہ سنکی نواب آشفتہ ہوش ۔ رہی شکلِ تصویر بیجان خموش
وہان سی یہ دلسوز بنکر اوٹہی ۔ ہواخواہِ نوابِ مضطر اوٹہی
نکل کر طلب چند افسر کئی ۔ اوسیوقت پہری مقرر کیئی
جواہر جو لائی تہی وہ دو رسی ۔ وہ سب لی لیی مکر سی زور سی
اوسی حالتِ رنج مین روز و شب ۔ نظر بند رہنی لگی بے سبب
یہ عادت تہی نوابِ مجبور کی ۔ شجاع اودہ ابنِ منصور کی
کہ جاتی تہی ہر روز حمام کو ۔ دیا کرتی انعام خدام کو
یہ حافظ نی چاہا اون ایام مین ۔ کہ اک دن دمِ صبح حمام مین
گلا گہونٹ کر اون کو بیجان کرین ۔ زمانی مین یہ کام پنہان کرین
کسیکو خبر ہو نہ اسبات کی ۔ خلش دور ہو جای دنرات کی
یہ مہمان یہ سنکے جور و جفا ۔ ہوئی عرش منزل نہایت خفا
ہوا غم کہ اسبات مین دو بدو ۔ جو حافظ سی ہمسی ہوئی گفتگو

گلگہر مین تشریف فرما ہوئی | اکیلے ادہر جادہ پیما ہوئی
ہوئی حافظ الملک کی میہمان | فقط اس نظر سی کہ یہ بیگمان
کرینگی عوض میری احسان کا | کمک کا لڑائی کی سامان کا
ابہی پاس سی دیکی چالیس لاکہہ | مرہٹون مین انکی بڑہائی ہی ساکہہ
یہ ہین شوکت وجاہ واقبال سی | کرینگے مدد جان سی مال سی
یہان حافظ الملک نی بید رنگ | کیا بدلی احسان کی اور ڈہنگ
یہ چاہا کہ تن سی جدا سر کرین | ابہی جا کی نذر گورنر کرین
اودہر ہمسی انگریز مسرور ہون | ادہر قرض کی آفتین دور ہون
کہا جب یہ مضمون نواب سی (یعنے فیض اللہ خان بہادر) | کیا مطلع اون کو اس باب سے
ہوئی سنکے برہم وہ عالی تبار | کہا یہ مناسب نہین زینہار
دغا سی اگر پیش آؤگی تم | رئیسون مین کیا مُنہ دکہاؤگی تم
تمہین چاہئی پاس احسان کا | قیامت ہی قتل ایسی مہمان کا
تمہین اونکی مرضی خوشی چاہئی | نہ تکلیف و محسن کشی چاہئے
سوجہایا بہت کچہ نشیب و فراز | مگر وہ نہ آئی ارادی سی باز
وہان سی خفا ہوکی انجام کار | چلی آئی نواب والا تبار
اوسی حالت طبع ناشاد مین | ہوئی خیمہ زن شاہ آباد مین
وہان حافظ الملک نے زور سے | کہا ایک دن ابن منصور سے

تدبیر زرہ
...ن ہوئی انسی
...ندی ملین ابن منصور
...پھر انکی دل مین خیال وگما .
وہ انکی ہوئی سب طرح سی کفیل
خزانی سی اپنی وہ مقدار زر
دہیون نہ انسی طلب زر کیا
آیا زمانہ وہ تقدیر سی
سردار والاجناب .
نہ باقی رہی فخر نام آوران
نہ دوندی خان کارفرما رہی
ریاست سی دنیا کی منہ موڑ کر
ہوئی دست بردار دامن کشان
نی کچہ کری اونکو پروا نہین
ریاست کی سامان سی شہر مین
اونہون نی جو پایا یہ موقع محل
حضوری مین شہ کی ہوئی بار یہ .
مین بہاکر
نصارا سی .

تشکل مفسد
نہ سوجہی سوا
بچین ظلم رایان مغرور سی
روانہ کی درخواست بہر امان
ایک لکہوالی بی قال .
مہون کو دیکر کیا دفع شر
نہ قصہ نہ جہگڑا نہ کچہ شر کیا
سب مٹ گئی نقش تصویر
ہوئی سب تہ خاک سرمست خواب .
فلک قدر نواب سعد اللہ خا
سردار خان لشکر آرا .
فتح خان نی عدم کا
تصرف سی نواب فیض اللہ خان
نظر جانب ملک اصلا نہین
فقط ایک حافظ رہی دہر مین
ملی اہل دربار سی بی خلل
حافظ الملک حاصل...
تہی اور وہ صورت...

سمجھکر ممالک کی پشت و پناہ ... کیا عرش منزل کا اعزاز و جاہ

عنایت کرم لطف و احسان سے ... کیا شاد ہر ایک عنوان سے

دیا اِنکو ملکِ اٹاوہ تمام ... مرہٹون کا تا یہ کرین انتظام

اِنہون نی اوسی حُسنِ کردار سے ... کیا پاک ہر مردم آزار سے

نہ فتنہ نہ ہنگامہ باقی رہا ... نہ وہ شورِ نا اتفاقی رہا

اوسی وقت مین راجگانِ دکن ... مقرب ہوئی نزدِ شاہِ زمن

شب و روز بیخوف و بیمِ گزند ... حضوری مین رہنی لگی رام چند

ہوی مادہوجی خاص درگاہ کے ... بنی ٹکو ہمدم شہنشاہ کی

انہون نی پسِ ارتحالِ نجیب ... کیا ایک ہنگامہ برپا عجیب

کچھ ایسا بہرا شاہِ جم جاہ کو ... کہ سمجھے وہ دشمن ہوا خواہ کو

سوِ ضابطہ خان والا تبار ... روانہ کیا لشکرِ بے شمار

سمجھکر وہ مالک سی بیکار جنگ ... اوودہ کو روانہ ہوئی بیدرنگ

اونہین ابن منصور نی دی پناہ ... روانہ کی سرحد پر اپنی سپاہ

ادہر سنیی رایانِ ملکِ دکن ... ہوئی جب رئیسون سی پیمان شکن

غرورِ حمایت مین ہنکر عدو ... یہ کی حافظ الملک سی گفتگو

اگر صرف لشکر کشی دیجیے ... جہان لک مبالغ ادا کیجیے

تو ہم ملک سی دست بردار ہون ... مزاحم سرِ مو نہ زنہار ہون

نوجون نی قوت کی ساتھ
م
لی خوب تلوار میدان مین
ہزاروں نے کہا کہا کے زخم
ی لاش پر لاش جب ہر
مگر کثرتِ فوجِ بدکار سے
عدو کی نہ تدبیر کامل ہوئی
یہ تجویز آخر کو پائی قرار
ہین خسروِ آسمان جاہ
پوری کرین شرط اقرار
غرض رای سی ابن منصو
یہ سنتی ہی وہ شاہِ عالم پناہ
پہونچا یہان شوکت وجاہ
مٹا کر غرورِ سرِ سرکشان
یہان چند دستی لی اختلا
شاہِ دہلی سے جب انتقال
سی یہ مشرق مین سنکر
جو دہلی مین ہوئی شہ بی

کی جہنکو پر چلی جرات سا
بہا خون کو سون بیابان مین
زندگانی سے قطع
وہ شورش تو گونہ ہوئی ہر طرف
ہجومِ سپاہِ ستمگار سی
ئی فتح ایسی نہ حاصل ہوئی
نوابِ جم جاہ کسری وقا
یہ ابدالیون کی شہنشاہ کو
اوٹہائین ادہر باگ رہوار کی
کیفیت جنگِ مذکور کی
ہوا عازمِ ہند لیکر سپاہ
مقابل ہوا فوج بدخواہ سی
اوٹہائی ولایت کی جانب عنا
رہی خیمہ زن حکم سی صبح شام
ہوا سلطنت کا دگرگون حال
روانہ ہوئی شاہ عالم
ہوئی زینتِ افزای تاج

معاون ارکین دولت ہوئی — خوانین مصروف ہمت ہوئے

خبر سنکے یہ اہل دربار سی — رہا بادشہ باز پیکار سے

اودہ مین بدستور سابق مدام — رہی ابن منصور والا مقام

حکومت مین اونکی نہ آیا خلل — کیا پہر نہ دستور اعظم نی بل

اوسی وقت مین راجگان دکن — ہوئی شورش انگیز و پیمان شکن

خصوصًا سر سرکشان جہان — ستمگار و نا اہل و نا مہربان

سمجہتی تہی خلقت ہلاکو جسی — زمانی مین کہتی تہی جہنکو جسی

ہوا ضعف جب سلطنت پر قوی — کیا اوسنی بہی دعوی خسروی

یہ چاہا کہ مین بادشاہی کرون — ادا رسم عالم پناہی کرون

ہوئی سلطنت کی تمنا اوسی — ٹہرا بادشاہی کا سودا اوسے

کسی اوسنی غارت گری پر کمر — اوٹہایا بگولی کے مانند سر

نجیب آخر اک روز رسحان مین — لڑی اوس سے جاکر سکرتال مین

شجاعت کی جوہر دکہائی بہت — سپاہی وہان کام آئی بہت

مگر شکل غلبہ نہ پیدا ہوئی — مدد کی اعانت کی پروا ہوئی

یہان سی یہ دونون گرامی گہر — سپہدار و مسند نشین پدر (نواب فیض اللہ خان بہادر)

مع ساز و سامان لشکر گئے — ارکین دولت کو لیکر گئے

پہونچکر وہان پر بہت دور سے — طلب کی مدد ابن منصور سے

تھا عان نواب تلوار سے | لڑی دشمن زشت کردار سے
کیے حملے ایسی کہ انجام کار | مخالف کو سوجہی نہ راہ فرار
دم چند مین جملہ اہل ہوس | ہوا ہو گئی مثل خیل مگس
وہ سردار نواب فرخندہ فر | ہوا عزت و جاہ سی مفتخر
ملا اوسکو دولہ بہادر خطاب | ہوا نامدارون مین عالیجناب
پس رحلت صفدر نامدار | بڑہی ابن منصور والا تبار
(یعنے نواب شجاع الدولہ بہادر ۱۲)
ملی چند خاصان دربار سے | اودہ کی ہوئی صوبہ سرکار سے
اوسی عہد مین ای سراپا تمیز | وہ شہزادہ جسکا لقب تہا عزیز
(عزیز الدین شہزادہ ۱۲)
پس مرگ احمد شہ نیک بخت | ہوا جلوہ افروز بالای تخت
عماد اوسکی دستور اعظم ہوئے | کفیل مہمات عالم ہوئے
سپہدار بنگش سی کچہ کرکے سازش | اودہ پر چڑہا شاہ عالم نواز
بڑہین فوجین ہر سمت سے بہر جنگ | نظر آئی وسعت گہ دہر تنگ
لکہا ابن منصور کو شاہ نے | یہ فرمان بہیجا فلک جاہ نے
کہ تم ملک سی دست بردار ہو | زمین بوس درگاہ سرکار ہو
بہلائی تمہاری اطاعت مین ہے | خرابی تامل کی حالت مین ہے
یہ فرمان پڑہ کر ہوئی بدحواس | مدد کی لیی کی ادہر التماس
چلے لیکے ہمراہ فوج گران | رتبہ نواب سعداللہ خان

پی صرفِ سامانِ طبل و نشان ۔ کیا نذرِ نواب فیض اللہ خان
مگر بعدِ تقسیم شام و سحر ۔ رہی جملہ سرکش اس انداز پر
کہ جب معرکہ پیش آتا کوئی ۔ انہین زور اپنا دکہاتا کوئی
تو آکر یہ سب عرش منزل کی پاس ۔ مدد کی لیے کرتی تہی التماس
سمجہتے تہے مختار اپنا انہین ۔ بناتی تہی سردار اپنا انہین
بغیر انکی دشمن سے لڑتی نہ تہی ۔ کسی قصے جہگڑے مین پڑتی نہ تہی
رہی شان و تمکینِ عز و وقار ۔ کہ با این ہمہ وہ فلک اقتدار
تحمل نہ دیتی کبہی ہاتہ سے ۔ نہ ترک رہتی بدخواہ کی ساتہ سی
شریک انکی ہوتی ہر اک حال مین ۔ مدد کرتے جنگِ عدو و مال مین
چنانچہ یہ افسانہ مشہور ہی ۔ زمانے مین ہر سمت مذکور ہے
کہ جب گورکانی ہوئی تنگ حال ۔ پڑا سلطنت مین فتورِ زوال
وہ شہ نام مین جسکی شام و پگاہ ۔ مقدم ہی احمد (یعنے احمد شاہ) موخر ہی شاہ
مدد کا طلب گار پیہم ہوا ۔ یہان عمدہ لشکر فراہم ہوا
نجیب ایک نامی جو سردار تہی ۔ ریاست کی کامون مین مختار تہی
طلب کرکے اونکو پی کارِ فوج ۔ کیا چہوٹی بہائی نی سردارِ فوج
کمک کی لیے شوکت و جاہ سے ۔ وہ جا کر ملی لشکرِ شاہ سی
ہوئی فوج نواب صفدر سی جنگ ۔ کیا نامدارون نے میدان تنگ

نہ باقی رہا بہائیون مین تپاک — کدورت سی اوٹہنی لگی دلمین خاک
یہ تجویز ٹہہری کہ ہر سہ پسر — بہم کر لین تقسیم ملکِ پدر
مگر سب زبانی یہ تقسیم تہی — حقیقت مین کچہ اور تدبیر تہی
کہی افسرون نی ہزارون ستم — کہانتک کری اون کو خامہ رقم
یہ آخر جفا تہی کہ جس سے وہ گہر — ہوا مسکن فتنہ و شور و شر
اولوالعزم نواب سعد اللہ خان — کہ تہی صاحبِ فوج و طبل و نشان
کیا اونکو راضی کہ ہر سال مین — ملی ہشت لک روپیہ سال مین
سوار و پیادہ کی افسر رہین — امیرِ خوانینِ لشکر رہین
محالات اوجہیانی کی سربسر — کہ تہی پنج لک جسکی تحصیل زر
مقرر ہوئی حسب رائی جہان — لی صرف نوابِ عبد اللہ خان
جو باقی رہا ملک تقسیم سے — بجا اہلِ اعزاز و تکریم سے
اوسی آپ ہر ایک نی لی خطہ — بہم کر لیا حصہ اس طور پر
بریلی بریلی کی جملہ محال — ہوئی ملکِ حافظ مین بی قیل و قال
بنی ستہنیا کوٹ کی حکمران — نمکخوارِ دیرینہ سردار خان
بدایون اُسہیت آنولی مین مدام — رہی فتح خان حاکمِ خاص و عام
رئیسانہ انصاف مین داد مین — رہے دوندی خان رستم آباد
... رامپور اور اوسکی محال — کہ تہا پنج لک جسکا محصول

…ادشاہ نی کہ اس عہد پر — کمک سی ہوگی کبھی در گذر
…سیدم بصد شوکت و فر و جاہ — بی رسم مہمانی و حفظ راہ
…مان و حکام کو یکقلم — گئی میر منشی بی نامی رقم
…سا خوانین مغرور کو — اراکین نواب مغفور کو
…باب عزت سی اعیان سے — جو پھیری گا سر انکی فرمان سے
…سر یہان سی سپاہ گران — نہ رکھی گی باقی کسی کا نشان
…ست نہ چھوڑی گی بدخواہ کو — مٹادی گی سب شوکت و جاہ کو
…ت محبت سی اخلاص سی — مخلع کیا خلعت خاص سے
…انہ فرما کی لطف و کرم — کیا انکو رخصت بجاہ و حشم
…ین جب سدم ہو والا گہر — ہوئی رونق افروز ملک پدر
…نکے نواب مسند نشین — بجالائی شکر جہان آفرین
…لئی جمع افسر سمیت — گئی پیشوائی کو لشکر سمیت
…ن پر جا کی باہم ملے — محبت سی دونون مکرم ملے
…اتہ ارکان و اعیان خاص — ہوئی رونق افروز ایوان خاص
…ولی مین وہ فرخندہ فر — بہم مل کی مانند شیر و شکر
…تفق فتنہ پرداز لوگ — موافق ہوئی چند غماز لوگ
…کان دونون طرف اسقدر — کہ الفت سی خالی ہوئی دل جگر

ولایت مین نزدیک ہر خاص و عام ۔ ہوا باعث نیکنامی یہ کام
بہت خوش ہوا وہ شہ جم وقار ۔ کہا آفرین مرحبا کر کی بار
پس چند مدت سو ہہنت جب ۔ ہوا قصد نواب والا حسب
گئی سامنی عزت و جاہ سی ۔ اجازت طلب کی شہنشاہ سی
کیا عرض ای بادشاہ زمن ۔ ارادہ مین رکھتا ہون سوئے وطن
ولیکن ہی موقوف میرا سفر ۔ عنایات و الطاف خداوند پر
اگر آپ اقرار اسکا کرین ۔ کہ جو لوگ شہ تجھسی بیجا کرین
اطاعت سی میری کرین سرکشی ۔ نہو مجکو یارای لشکر کشی
لکہون آپ کو حالت تنگ مین ۔ مدد کا طلبگار ہون جنگ مین
کمک آپ اوسوقت فرمایئے ۔ مع فوج تشریف خود لایئے
کہا شاہ نی یہ مجھی سب قبول ۔ مگر صرف کس سی کرونگا حصول
پس گفتگوی سوال و جواب ۔ کیا عرض نواب نی یہ حساب
کہ جب لشکر شاہ گیتی ستان ۔ اٹک سی بڑہی سوی ہندوستان
دم جنگ تک روز ہر صبح و شام ۔ لی کوچ لک اضعاف بہر مقام
مین پونہچاؤ نگا خرچ فوج حضور ۔ نہ واقع کبہی ہوگا اسمین قصور
اسی طرح جب لشکر بادشاہ ۔ پہریگا پس قتل بدخواہ جاہ
تک مسارف کا ہونگا کفیل ۔ بجالاؤ نگا شرط بی قال و قیل

یہ تھی شرط تیزی سی تلوار سے | لڑی ایک سردار سردار سی
دم جنگ فوجون کا حملا نہو | ہوگا گر کوئی کسیکا نہو
زہی ہمت و شانِ مردانگی | کہ سلطان سی لیکے پروانگی
لڑی اوس سی نوابِ والا تبار | فقط گھوڑی پر ہی تنہا سوار
تہا اوسوقت اوس ماہ اقبال کا | ہر اک طرح سن چاردہ سال کا
کیا وار اوسپہ جو سردار نی | لیا بوسہ شانہ تلوار نے
مگر زخم کی کوئی پروا نکی | عدو پر علم تیغ مردانہ کی
کیا وار ایسا کہ وہ بد گہر | گرا پشتِ رہوار سی خاک پر
ہوا امر دیگر یہ نواب سے | کہ رستم سی ہوتا نہ سہراب سے
کوئی قلعہ تہا جانبِ سبزوار | حصارِ فلک کی طرح استوار
نہایت بلند اوسکی دیوار تہی | رسائی نظر کو بہی دشوار تہی
وہان بہ چڑہنی کی ہر راہ تہی | کمندِ تصور بہی کوتاہ تہی
ہر اک راہ مین اوسکی وقتِ گذر | تصور کو ہوتا تہا دوران سر
بڑے ہی قلعہ دارون کی جب سرکشی | تو کی بادشاہون نی لشکر کشی
ولیکن بشکل دلِ غم پرست | وہ ہم جنگ پائی برابر شکست
ولایت کی ناحی گرامی تمام | اسی غم مین رہتی تہی ہر صبح و شام
کیا فتح نواب نی وہ حصار | ہوئی زیر فرمان صغار و کبار

سپرد اون کی خدمت یہی تہی مدام
کہ اشعار نواب والا مقام

لکہا کرتی تہی ایک دیوان مین
یہانتک کہ اوس تازہ عنوان مین

فراہم ہوا اسقدر انتخاب
کہ عالم مین نکلے نہ جس کا جواب

ذکر خیر جناب مستطاب نواب فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ

کہان تک کرین ساقیا انتظار
جو دیتا ہی دی بادۂ خوشگوار

مئی ناب کی دور دم بہر چلین
نہین تو اجازت دی ہم گہر چلین

رقم ہی کہ **نواب فیض اللہ خان**
ولایت مین جب تک رہی میہمان

مراتب مناصب مین شام و سحر
ترقی نمایش رہی جلوہ گر

کئی کم سنی مین وہ کار بزرگ
کہ ہین آج تک یادگار بزرگ

اگر اس جگہہ لکہئی تفصیل حال
تو یہ مختصر ہو مطوّل کمال

مگر کچہہ بطور مناسب قلم
مفصل کو کرتا ہی مجمل رقم

کہ تہا تورخان اک سپاہی وہان
مئی نخوت کبر سی سرگران

قوی ہیکل و شیر دل پیل زور
ستم پیشہ و برق خو رعد شور

بہت پہلوانون کی ظالم نی سر
گرائی تہی شمشیر سے خاک پر

[illegible]

ہوا ناگہان ایک موذی وہان
ہر اک عضو مین کر گیا زہر اثر
نہ منتر نہ افسونِ ساحر چلا
اسی کیفیت مین اسی حال مین
صفر کا مہینا تہا یوم الاحد
گیارہ سو اکاسی ہجرت کی تہی
کہ دنیا سی وہ آسمان اقتدار
سرای جہان سی مسافر ہوی
الگ ہو کی دنیا کی جنجال سے
سنا ہی کہ وہ آسمان پایگاہ
طبیعت تہی از بس نزاکت پسند
تہا سوی ترتیبِ دیوان خیال
غزل کو نہ پہر دیکہتے بہالتی
تخلص مین ہر روز ایجاد تہا
شعر مین لفظِ عاصی رقم
مرگ سی پیشتر ڈیڑہ سال
کی وہ فرزند مشہور تہے

شہادت کی اونگلی مین ایذا رس
رہی کچہ نہ اپنی پرائی خبر
کسی کا نہ کچہ زور آخر چلا
جوانی مین چہتیسوین سال مین
ہوا پانچوین کو غمِ لاتعد
یہی سال تاریخِ رحلت کی تہی
ہوی رونق افزای دار القرار
اوسی گاون مین دفن آخر ہوئے
وہین سو رہی فارغ البال سے
کہا کرتی تہی شعر بہی گاہ گاہ
سخن مین بہی کرتی تہی دقت پسند
طبیعت مین تہی بی نیازی کمال
جو کرتا طلب آپ وہی ڈالتی
کبہی مبتلا گاہ آزاد تہا
تخلص نہ تہا ایک زیبِ قلم
ملازم تہی اک شخص صاحب کمال
سرور بردل وجانِ مغفور تہی

نوابین کو جب یہ پہونچی خبر — ہوئی خرم و شادمان ہمدگر
گئی پیشوائی کو افسر تمام — ملی قرب امروہہ جاکر تمام
شریک خداوند نعمت ہوئی — سرافراز پابوس خدمت ہوئی
وہان سی بصد شوکت و اہتمام — پہونچکر کیا آنولی مین قیام
وہین دونون وہ نجم عالم فروز — رہی مسند آرا بہم چند روز
ریاست کی رونق بڑہاتی رہی — حکومت کا سکہ بٹہاتی رہی
پہر آخر یہ چرخ سراسر ستم — ہوا درپی اتفاق بہم
دراندازو مفسد فراہم ہوئی — عبث دشمن لطف باہم
کچہ ایسی لگائی ایدہر کی اودہر — کہ پیدا ہوا دل مین دونون کی شر
محبت مروت نہ باقی رہی — رہی ہی تو نا اتفاقی رہی
یہان تک کہ اعیان و ارکان ملک — گہٹانی لگی شوکت و شان ملک
خرابی نمودار کرنے لگے — قساوت کا اظہار کرنے لگے
نہایت کو نواب عبد اللہ خان — ہوئی تارک مملکت ناگہان
تردد مین آشفتہ و سینہ سوز — رہی فرخ آباد مین چند روز
پہر اوجہیانی مین تشکل شمس و قمر — رہی جلوہ افروز شام و سحر
وہان مشغلہ کوئی ایسا نہ تہا — کہ جس سی بہلتی طبیعت ذرا
ہوا شوق شیران خونخوار کا — بڑہا مشغلہ صحبت مار کا

دی خوش عنان گرم رو مثلِ برق — کہی گھوڑی خاصی کی زیور مین غرق
ضروری جو ساماں در کار تہا — جو اہلِ حشم کو سزاوار تہا
عنایات سی چاہ سی پیار سی — کیا ساتہ سب اپنی سرکار سی
برای مراعاتِ آرام راہ — پی حفظِ آدابِ اقبالِ جاہ
خصوصاً رئیسان ذی جاہ کو — عموماً خوانینِ درگاہ کو
کہی نامی اپنی طرف سی رقم — کہ آتی ہین یہ دونون فرخ شیم
کوئی امر ہوگا جو انکی خلاف — کریگا اطاعت سی جو انحراف
یہان سی تدارک کیا جای گا — عوض سرکشی کا لیا جای گا
پہونچکر دلیرانِ رستم قتال — کرین گی سرِ سرکشان پایمال
غرض جب وہ رخصت ہوئی شاہ سے — چلی ہند کو شوکت و جاہ سے
شب و روز ملتان ہوتی ہوئی — رئیسون کی مہمان ہوتی ہوئی
رہِ گنجپورہ سی مالیر سے — بچاتی ہوئی راہ کو بہید سے
کہی روز مین خرم و پُرسرور — ہوئی آکی زینت دہِ رامپور
وہان کی جو ذی رتبہ سردار تہے — ستودہ صفت نیک کردار تہی
ملقب نجیب اور دولت سی تہے — کہ شہر مین اربابِ عزت سبہی تہے
بجالائی وہ شرطِ خدمت تمام — رہی سامنی دست بستہ مدام
وہ سمجہے ولی نعمت اپنا انہین — کہی روز مہمان رکہا انہین

پلا مجھکو ساقی مئی خوشگوار
که بہولوں گھڑی بہر غمِ روزگار

نئی رنگ ڈہنگ اسکی ہین ہر کہین
کہین کچھ کہین کچھ کہین کچھ نہین

ولایت مین جسوقت پونہچی خبر
کہ ان دونون والا گہر کے پدر

گئی بہر گلگشت ریحانِ خلد
پسند آئی سیر خیابانِ خلد

ہوئی شادابِ الٰہی از بسکہ داس
نہ برجا رہی غم سی ہوش و حواس

بلا کر دل و جانِ نواب کو
تسلّے دی ہر ایک بیتاب کو

بزرگانہ لطف و عنایات سی
کیا خرم و شاد ہر بات سی

عطوفت سی الفت سبہی مثلِ پدر
انہین رکہتی ونرات پیشِ نظر

کسی کو کسی دم جو پاتی اوداس
محبت سی رہتی نہ قائم حواس

دل افسردگی کا سبب پوچہتی
بہت وجہ رنج و تعب پوچہتی

پڑہانی لکہانی مین شام و سحر
کیا کرتے تاکید بسکل پدر

سوا علم کی تیغ رانی کے فن
سکہاتی تہی خود شاہِ فخرِ زمن

زبس حسنِ فطرت خداداد تہا
ہراک بات مین لطفِ ایجاد تہا

کئی وہ فراست لیاقت سی کام
کہ ابتک ہی جسکے ولایت مین نام

سوئی ہند جبدم ارادا ہوا
وطن کی طرف شوق پیدا ہوا

شہنشاہ نے اپنی ایوان سی
کیا رخصت انکو بڑی شان سی

اکر۔ ایہ پہنائی خلعت انہین
کئی جیغہ کلغی عنایت انہین

اولو العزم اور بس عیش و راحت مین تہے
سوار آپ ہوتی اگر اسپ پر
نہوتا کسی وقت صدمہ قلق
مگر حیف چرخ ستمگار نے
ندی اتنی مہلت کہ دل کہولکر
بڑہی تہی فقط بست پر ہفت سال
شمار گل باغ معبود مین
کیا ترک عشرتخانہ خاک کو
پریشان سب درد و غم سی ہوئے
بروز قلق دیکہکر آنکہہ سے
خصوصًا جو نواب کو غم ہوا
نہ باقی رہی عرش منزل کی ہوش
غم مرگ نواب مغفور سے
قلق مین برادر کی شام و سحر

مشقت کی خوگر امارت مین تہے
برابر چلے جاتی شام و سحر
نہ تہکتی نہ آتا بدن پر عرق
جفا کیشی دہر غدار نے
نکالین تمنای جان و جگر
کہ مسلول ہوکر وہ فرخندہ فال
گئی خلد کو وقت معہود مین
بنایا سرای طربناک کو
گریبان ٹکڑی الم سے ہوی
لہو روی کل نوحہ گر آنکہہ سے
زمانی مین ایسا بہت کم ہوا
محبت سی کہایا کیا خون جوش
پڑی زخم سینی مین ناسور سے
نہ موقوف رونا ہوا عمر بہر

ذکر خیر فروغ دودمان ابہت و بختیاری
چراغ خاندان شوکت و تاجداری جناب
نواب عبد اللہ خان صاحب بہادر بردا اللہ مضجعہ

ہوا بعد چندی یہ نیا اتفاق ۔ ہوئی کار پرداز محوِ نفاق
بڑہی و مبدم اہلِ خدمت مین پہوٹ ۔ پڑی باہم ارکانِ دولت مین ہوٹ
کرونگا مین تفصیل آگی رقم ۔ یہان پر ہی معذور میرا قلم
جو نواب نی دیکہا سبکا یہ رنگ ۔ ہوئی اپنی دارالریاست سے تنگ
قریب آنولی کی جو مشہور ہے ۔ اوتر چہیدی ایک دیہ معمور ہی
وہان جا کی نزدیکِ بحرِ ازل ۔ ملوکانہ بنوائی اک شہ محل
سجا ایک ہمرنگِ فردوس باغ ۔ جسی دیکہکر خلد ہو داغ داغ
اوسی قصر مین وہ گرامی گہر ۔ رہی راحت و عیش سی عمر بہر
جو بیمثل گانی بجانی مین تہے ۔ عدیم النظیر اوس زمانی مین تہی
رہا کرتی خدمت مین حاضر مدام ۔ شب و روز رکہتی مسرت سی کام
کوئی معرکہ پیش آتا اگر ۔ اوٹہاتی اوسی وقت تیغ و سپر
تہور کی عالم مین دم بہر درنگ ۔ نرکہتی روا روز میدانِ جنگ
عرش منزل کی کرتی ضرور ۔ ادب سی نہ باز آتی پیش حضور
لحاظِ مراتب اطاعت کی ساتہ ۔ دل و جان مین رکہتی محبت کی ساتہ
حقیقت مین یہ شہ ور رحم و حشم ۔ کریم جہان تہی جہانِ کرم
سخاوت مین بیمثل آفاق تہی ۔ کمالِ شجاعت کی مصداق تہی
... ورعنا جوان حسین ۔ نہ ابتک ہوا ہی نہ ہوگا کہین

ریاست کا عمدہ کیا انتظام — رعایا برایا رہی شاد کام
ملازم دعا گوی دولت رہے — رضامند اعیان شوکت رہی
اوسی عہد مین فرخ آباد پر — ہوئی جنگ اک خاص بنیاد پر
ہوئی فتح نواب جمجاہ کی — ملی خاک مین شان بدخواہ کی
جو کچھ اسکی روداد ہی یاں قلم — تواریخ مین ہی مفصل رقم
مگر یہان ذکر بیکار ہے — عبث فکر بیسود گفتار ہے
غرض جبکہ یہ فتح حاصل ہوئے — مقابل کی تدبیر کاہل ہوئی
بڑہی عزت و شوکت و حتشام — ہوا اور بہی نامدارون مین نام
اولوالعزم کہلائی آفاق مین — دہرارہ گیا نام جم طاق مین
مکرم معظم گرامی ہوئے — ہراک سمت مشہور و نامی ہوئی
یہان تک کہ نواب گردون حشم — جگر بند منصور عالی ہمم
قوی دست و پشت و پناہ شہان — شجاع اودہ بل شجاع جہان
بہت خوش ہوئی سنکی اسحال کو — دعا دی محبت بہی اقبال کو
کیا میر منجھلے کو جلدی طلب — کہا اونسی اس فتح کا حال سب
اونہین دیکی دستار بہیجا شتاب — سو شہر نواب عالی جناب
طلب اونسی سربستہ دستار کی — خصوصیت اسطرح اظہار کی
بہم پاس والا تباری کیا — اخوت کا سررشتہ جاری کیا

زبس ہر طرف تہا ہجوم سپاہ ... ہوا بہی نہ باقی تہی چلنے کی راہ
کئی دن مین زیرِ سپہر بلند ... ہوا لشکرِ ہند فیروز مند
ولایت کی فوجون نی پائی شکست ... ظفر کی عوض ہاتہ آئی شکست
ہوئی چند حملی اسی طور سے ... نہ فتنہ ہوا کم کسی طور سے
مگر جس لڑائی مین دستورِ شاہ ... ہوئی فوج دشمن سی غرق زرہ خواہ
پہونچکر میان صفِ کارزار ... دلیرانہ کی جان اپنی نثار
ہوئی ایسی ابدالیون کی شکست ... کہ جبکا نہ پہر ہو سکا بندوبست
کسی مین نہ باقی رہی تابِ جنگ ... ہٹی چہوڑ کر جملہ اسبابِ جنگ
مظفر ہوا لشکرِ شاہِ ہند ... پہر امنفعل گہر کو بدخواہِ ہند
اوسی حالتِ بد مین سرہند پر ... گرا آکی وہ شاہِ شوریدہ سر
کیا قبضی مین مال و اسباب کو ... لیا دونون فرزندِ نواب کو
معِ ساز و سامان و فوجِ تباہ ... اوسی رات کو لی ولایت کی راہ
یہان بعدِ نوابِ والا تبار ... یہ تجویز آپسمین پائی قرار
کہ چندی کو نواب سعداللہ خان ... ممالک مین اپنی رہین حکمران
ولایت سی جب شکلِ شمس و قمر ... یہان آئین گی دونون نورِ نظر
پہر اوسوقت شورا کیا جایگا ... مناسب جو ہوگا کیا جایگا
غرض ابن نوابِ رحمت قرین ... ہوی رای سی سبکی مسند نشین

الم سے ہوا رنگ چہرے کا فق — اولٹنے لگی یوسفی کی ورق
ولیکن نہ حکمت کسیکی چلی — مقدر کی لکھی نہ دم بھر ٹلی
ہزار و صد و شصت و دو مین غرض — اجل کا بہانہ ہوا وہ مرض
سوم روز تھا ماہ شوال کا — کہ رخصت ہوا اوج اقبال کا
جدا جسم سے ہوکے جانِ حزین — روانہ ہوئی سوی خلد برین
سمجھکر یہان کی ریاست فضول — کیا تختِ ایوانِ جنت قبول
کیا بیکسی نے گریبان چاک — اوڑائی سرونپر مصیبت نے خاک
نگاہِ خلائق مین دونون جہان — بنا حلقۂ ماتمِ بیکسان
کہی نالے دلہای ناشاد نے — لیے چرخ کی بوسے فریاد نے
قلق مین ہوئی سبکی حالت زبون — سیہ پوش لشکر علم سرنگون
تہ اسمان ماتمِ عام تہا — جدہر دیکھیے ایک کہرام تہا
عزیزون نے کی بعد رنج و محن — بہم ملکی تجویز گور و کفن
زبس آنولہ خرم و شاد تہا — کمال اوس زمانے مین آباد تہا
یہانتک کہ تہین سترہ سو وہان — فقط مسجدین جنمین ہوتی اذان
وہین دفن وہ رشکِ خاقان ہوے — وہین چشم عالم سے پنہان ہوے
پس رحلتِ سرورِ نامدار — ملازم تہے ایک لاکھہ پیدل سوار
خزانے مین تہا نقد زر سکہ کرور — جسے دیکھکر چشمِ حاسد ہو کور

نہین ہی جو تسلین دل نام کو | ترستا ہون دم بہر بہی آرا
شب و روز سرگشتہ وحشت مین ہون | بگولا مین صحرای غربت مین ہو
جنون مین محبت کے سامان ہین | بغلگیر دامن گریبان ہین
ہمین گریۂ اشک گلفام ہی | کہین شکوۂ بخت نا
ہبی اُف کبہی نوحۂ جان گزا | دریغا کبہی گاہ واحسرتا
پڑی وہ خرابی خرابات مین | کہ سب لٹ گئی بات کی بات مین
نہ ترئی سی شیشہ نہ پیمانہ ہے | دل زاہد خشک میخانہ ہی
کسی کو صبوحی کی پروا نہین | پڑا ہی کہین جام مینا کہین
کہین آہ و زاری ہی شیون کہین | کہین ہے گریبان و دامن کہین
رقم ہی کہ نواب والا نژاد | پہری جبکہ سرہند سی بامراد
غم و محنت کار سرکار سی | ہجوم تردد سے افکار سے
کچہ ایسی طبیعت ہوئی نادرست | کہ رہنی لگی آپ دنرات
زیادہ جو زحمت سفر مین ہوئی | حرارت سی پیدا جگر مین ہوئی
یہانتک تپ ناگہانی بڑہی | کہ قوت گہٹی ناتوانی بڑہی
کنیہر مین جب رونق افزا ہوئی | قدمبوس آکر اطبا ہوئی
تمام آپ نی خستہ حالی کہی | طبیعت کی بی اعتدالی کہی
ہوا اسکو شدت جگر مین ورم | کہی یک قلم سل کی نسخی رقم

نہایت قوی دینِ اسلام مین
فرائض سنن کا بہلا ذکر کیا
تہجد کو اوٹھتی پہر رات سے
نہ کی ترک انوارِ عرفان کی دید
غرض ہر طرح وہ گرامی گہر

شریعت کی پابند ہر کام مین
نماز نوافل نہوتی قضا
پڑہا کرتے کچھہ بیشتر رات سے
ہوئی قادری سلسلے مین مرید
ستودہ منش تہی خجستہ سیر

ذکر وفات جناب مستطاب قدر نواب علی محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ

اوٹہا شیشہ و جام ساقی شتاب
جو پیتا ہون پی یار اک دور ہی
وہ اگلی سی صحبت وہ مستی کہان
ہر اک کو خوشی کی عوض غم ہی آج
خلش خار غم کو رگِ جان سی ہے
دلِ غمزدہ شاد ہی درد سے
[illegible]خوشی ہری آہ و زاری مین ہی
[illegible]ب جام اگر ہون تو خاموش ہون
[illegible]یشانیان دیکہکر آنکہہ سے
[illegible]ون پہر مری شکوہ بخت ہی

کہ ہی آگ میری نظر مین شراب
بہڑکتی ہی دل کی لگی اور بہی
وہ رندی کہان می پرستی کہان
طربخانہ مین شور ماتم سے آج
لہو جوش زن موی مژگان سے ہی
جلی جاتی ہین لب دم سرد سی
مزہ مرگ کا دلفگاری مین ہے
جو پیتا ہون قلقل فراموش ہون
ٹپک پڑتی ہین اشک ہر آنکہہ سے
جگر کو غم صدمہ سخت ہی

لکھی معرکی جنگ کی کوئی کیا
تہتر تہی تعداد مین ہین سوا

زبس بخت و دولت سی تہی کامیاب
ظفر ہمعنان تہی مدد ہمرکاب

جدہر باگ اوٹہائی شجاعت کی ساتہ
عدو خاک اوڑاتی ہزیمت کی ساتہ

عدالت مین ہمثیل آفاق تہی
اولی الامر منکم کی مصداق تہے

شجاعت جلالت جو خلقت مین تہے
غضب کی جسارت طبیعت مین تہے

کوئی معرکہ ہوا و نہین غم نہین
کبہی خاطر پاک برہم نہین

سمند سبک خیز و زرین لگام
خوانین سی آگی رہتا مدام

سخاوت مین رکہتی نہ اپنا نظیر
توانگر تہی اونکی بدولت فقیر

عطا کا یہ عالم کہ جو اہل فن
ہوا آکی ہم جلوۂ انجمن

دیا اوسکو اتنا کہ پہر عمر بہر
نہ دیکہا کبہی طالب سیم و زر

حمیدہ صفت آپ کثرت سی تہے
پسندیدہ خو بدو فطرت سی تہی

یہ فرماتی تہی بیشتر گاہ گاہ
ستودہ منش جنت آرامگاہ

گیارہ سو اٹہارہ مین وہ جناب
ہوئی جلوہ گر صورت آفتاب

گرہ جب پڑی چودہوین سال کی
ترقی ہوئی جاہ و اقبال کی

ریاست مین تیس سال شام و سحر
امارت سی کی زندگانی بسر

مزی شرعت و سروری کی رہی
خیالات نام آوری کے رہی

وحید یگانہ ریاضت مین تہے
جنید زمانہ عبادت مین تہی

سمجھتا تھا بیکار اورنگ و تاج ۔ نہ کرتا اطاعت نہ دیتا خراج

وہان فوج لیکر جو نواب آی ۔ چھپا قلعہ مین رای برگشتہ رای

پڑی گھیر کر فوجِ فیروزمند ۔ ہوا ڈر سی محصورِ حصن بلند

یورش کر کی جا پونہچی اوس قلعہ پر ۔ بہادر فصیلون پر آئی نظر

درِ قلعہ پر یہ ہوئے تیغ زان ۔ کہ خندق مین دریای خون تھا روان

کمندون سی طی کر کی راہِ حصار ۔ گئی قلعہ مین دلیلِ نامدار

شتابی درِ بند کو کھول کر ۔ ہوئی فوج نواب کی راہبر

در آئی دلیرانِ خنجر گزار ۔ ہوا فتح وہ قلعۂ استوار

یہان بھی بہت کچھ غنیمت ملی ۔ ملا مال و اسباب دولت ملی

اسی طرح اکثر لڑائی ہوئی ۔ ہزارون سی تیغ آزمائی ہوئی

ہوئی فتح فوجِ عدو مال سے ۔ دبی مدعی زورِ اقبال سے

کسی جا سوا حرفِ زنہار کی ۔ کوئی مُنہ چڑہا پھر نہ تلوار کی

رہی سرکشون کو نہ تابِ نبرد ۔ ہوئی آتش فتنہ ہر سمت سرد

شرارت سی باز آئی جملہ شریر ۔ ہوا ملکِ سرہند فرمان پذیر

بڑہا یا کسی نی نہ حد سی قدم ۔ اطاعت مین رہنی لگی دمبدم

پس فتح نواب عالی جناب ۔ پھری ملکِ سرہند سی کامیاب

پہونچکر کٹیھر مین با کر وفر ۔ کیا قبضہ پھر اپنی ہر ملک پر

کہو جاکی نواب ذی جاہ سی
مگر دونون بیٹون کو چہوڑین یہان
نہ تکلیف ہوگی کسی طور سے
پہنکر غرض خلعتِ زرنگار
ملی فوج سی شوکت و فر کے ساتہ
سکہونِ کا علاقہ تہا اک رائی پور
الہیا وہان ایک سردار تہا
شجاعانِ نواب نی گہیر کر
دلیرون کی آگی قدم بڑہ گئی
تہورین یکبارگی گہس پڑی
پکڑ کر الہیا کو تدبیر سے
فتح وہ قلعۂ کوہسار
س قدر مال بدخواہ کا
سی پہری ہمعنانِ ظفر
ت یہان رای کلا کی تہی
ا غارت سی اسکی تباہ
یسانِ اعظم سی تہا

کرین پاک سرہند بدخواہ سی
سرِ اہل شر جاکی توڑین وہان
رہین گی شب و روز اسی طور سے
ہوئی توسنِ برق وش پر سوار
چلی سوی سرہند لشکر کی ساتہ
بغاوت سی نزدیک اطاعت سی دور
تمام اہل فتنہ کا غمخوار تہا
کیا پہلی حملہ اوسی قلعہ
بنی سایہ دیوارون پر چڑہ گئی
لڑی جیسی مضطر کی قسمت لڑی
کیا کشتہ تیغ و تبر تیر سے
کیا سرکشون نی وہانسی فرار
رہا غم کسی کو نہ تنخواہ کا
کیا کوٹ کلا کو زیر و زبر
شب و روز شامت رعایا کی تہی
لگا ہونین تہا روزِ روشن سیاہ
مخالف شہنشاہِ عالم سی تہا

کہ جب ملکِ سرہند مین جا رہو — ہوئی فتنہ پرداز پرخاش جو
رئیسون نے کی شاہ سی سرکشی — نہ کام آئی دولت نہ لشکر کشی
بنایا تمرد سی بالای کوہ — ہر اک راجہ نی قلعہ پُرشکوہ
جو ناظم گیا فوج لیکر ادہر — پہرا اولٹی پاؤن بشکلِ نظمہ
عمائد تمام اس سی حیران تہے — اراکینِ دولت پریشان تہی
وزیر الممالک نی انجامِ کار — کیا عرض پیشِ شہِ جم وقار
کہ بہتر یہی سرہند کا انتظام — کرین جا کی نواب عالیمقام
پہونچکر مع فوج صولت کی سات — کرین حکمرانی سیاست کے سات (علی محمد خان صاحب بہادر)
سزا دین شریرونکو تلوار سے — مٹا دین معاند کو گہر بار سے
وہان فتنہ اصلاح پاتا رہی — کٹیہر کا جہگڑا ابہی جاتا رہی
پس قتلِ رایانِ نخوت مآب — وہان سی پہرینگی اگر فتحیاب
تو اعزاز و خلعت دیا جای گا — مناسب جو ہوگا کیا جای گا
اگر سرکشون نی انہین دی شکست — تو ہوجائینگی حوصلی دل کی پست
پریشان ہوجائی گی انکی فوج — نہوگی یہ شوکت نہ یہ اوج موج
جو کچہ اسمین ہو لاابالی نہین — کوئی بات حکمت سی خالی نہین
یہ تقریر سنکر شہ خوش خصال — نہایت ہوئی شاد خرم کمال
کہا یہ بہت خوب تدبیر ہے — مناسب نہین اسمین تاخیر ہی

پی صلح تدبیر کرنے لگے — لڑائی مین تاخیر کرنے لگے
پس گفتگوی شیران کار — یہی بات آخر کو پائی قرار
کہ نواب ہمراہ سرکار ہون — ریاست سی اب دست بردار ہون
پشیمان ہون اپنی تقصیر سے — کرین عذر شاہ جہانگیر سے
رہین چلکی دہلی مین شام و سحر — اطاعت سی پہیرین سر مو نہ سر
وزیر الممالک نی نواب کو — لکہا شرطہای جگر تاب کو
وہ شرطون کو پڑہ کر ہوئی کچہ ملول — مگر شاد و ناشاد کرلی قبول
پس ترک بنگڑہ وہ عالیجناب — ہوئی لشکر شاہ کی ہمرکاب
گیی ساتہ دہلی کو دولخت دل — پدر بہی رہی روز و شب متصل
جو تہی اور فرزند دلبند چار — ہوئی آنولی مین اقامت گذار
وہین شان و شوکت سی رہنی لگی — شب و روز راحت سی رہنی لگی
یہ جب ہو چکی برہمی آشکار — عدو بن چکی گروش روزگار
یکایک خداوند کون و مکان — ہوا حال نواب پر مہربان
کرم کی نگاہین ادہر ہو گئین — مصیبت کی گہڑیان بسر ہو گئین
بنا دوست چرخ ستمگار پہر — ہوا طالع خفتہ بیدار پہر
ترقی پر اقبال آنے لگا — بلندی مقدر دکہانی لگا
...ا ہون تفصیل اجمال کی — غضنفر ہی یہ اوج اقبال کی

[illegible]

ہوا آخر اک دن یہی اتفاق | کہ **نواب صفدر** نی ڈالا نفاق
لگائی بجہائی کی ایسی کہ شاہ | پریشان ہوئی صورتِ دود آہ
طبیعت کا بدلا یہ غصی مین رنگ | چلی سوی نواب خود بہرِ جنگ
سنی جبکہ نواب نی یہ خبر | ہوا دل تردد سی زیر و زبر
کوئی قلعہ تہا آنولی کی قریب | نہو دخل جسمین ملک کو نصیب
بلندی متانت مین مانندِ کوہ | حصارِ فلک سی سوا پر شکوہ
زبس شہر سی فرسخون دور تہا | زمانی مین **بنگڑہ** وہ مشہور تہا
وہان جا کی نوابِ عالی ہمم | ہوئی جلوہ افروز طبل و علم
مگر رہ گئی ساتہ لیل و نہار | سوار و پیادہ فقط دس ہزار
بہم ایسی نا اتفاقی ہوئی | کہ آوارہ وہ فوج باقی ہوئی
ہزارون تو نکلی نہ خرگاہ سی | ہوا ہو گئی سیکڑون راہ سی
ملی قلعہ مین انکو جا ی پناہ | پڑی گہیر کر ہر طرف فوج شاہ
اسیطرح مدت گئی جب گذر | ہوئی تنگ نوابِ والا گہر
یہ چاہا کہ تیغ آزمائی کرین | نکلکر صفون کی صفائی کرین
چلے تیغِ فولاد میدان مین | شجاعت کی دین داد میدان مین
ادہر عزم یہ تہا کہ ناگہ اودہر | اراکینِ شاہی کو پہونچی خبر
ہوئی مضطرب سب اِس آہنگ سی | ڈری آتش افروزی جنگ سی

ادہر سی جو حاصل فراغت ہوئی سراپا اودہر صرف ہمت ہوئی
تامل ہوا دل سی برخاستہ کیا ایکدن لشکر آراستہ
دیا حکم فوج ہمایون بڑہے سو رایِ کوہِ کماؤن بڑہے
گذر کر رہِ سخت و دشوار سی چڑہی کوہ پر قصد پیکار سی
خبر پاکی یہ راجۂ بد گہر گریزان ہوا دوسری کوہ پر
جو کچہ مال و اسباب تہا رہ گیا یہین جابجا سب پڑا رہ گیا
کیا غازیون نی بسِ ترکتاز سو مال دستِ غنیمت دراز
لٹا کر زر و مال و اسباب کو لکہا عذر راجہ نی نواب کو
پشیمانیِ جرم تحریر کی تمنا لکہی عفوِ تقصیر کی
تحائف روانہ کیی بی شمار عنایت کرم کا ہوا خواستگار
پڑہا خط تو حضرت کو رحم آگیا غم و غصہ سب دل سی جاتا رہا
امان اوسکو دی کر اوسی راہ سی پہری شوکت و عزت و جاہ سی
پہونچکر ٹہیہر مین فیروزمند شب و روز رہنی لگی بی گزند
مگر یہ غضب تہا کہ سرکار مین سوائی وزیر اہل دربار مین
کوئی یار و دمساز انکا نہ تہا طلبگارِ اعزاز انکا نہ تہا
لیو اعیانِ دولت تہی ہر بات مین رہا کرتی تہی روز و شب گہات مین
یہی ڈہونڈہا کرتی تہی موقع محل کہ ڈالین ریاست مین انکی خلل

غنیمت سی غازی یو آشکر ہوئی
جو محتاج تھی صاحبِ زر ہوئی

اوڑی شہرِ دہلی مین جب یہ خبر
ہوئی منفعل سنکے اربابِ شر

خصوصاً جو مفسد تھی دربار مین
جنہین دخل تھا کارِ سرکار مین

رہا دیر تک عمدۃ الملک دنگ
اوڑا رخ سی نواب صفدر کی رنگ

سنا کر اس احوالِ جانکاہ کو
منغص کیا خاطرِ شاہ کو

دیا حکم شہ نی پی انتقام
بجا لائی دستورِ والا مقام

اوسی روز ہمراہِ فوجِ گران
کیا اپنی نورِ نظر کو روان
یعنے معین الملک

بظاہر پی جنگ رخصت کیا
مگر وقتِ موقع یہ سمجھا دیا

کہ آپس مین تیغ آزمائی نہو
جہان تک ہو ممکن لڑائی نہو

وہ آئی یہان جاہ و عزت کے ساتھ
ہوئی خیمہ زن شان و شوکت کے ساتھ

کئی روز باہم رہی گفتگو
برآئی دلی ایک دن آرزو

کیا دونون نی صلحنامہ رقم
ہوئی دور وہ مفسدی یکقلم

جو تھی خیمہ زن فوجِ شاہی یہان
ہوئی سوی دار الخلافہ روان

فراغت سی نواب والا مقام
ریاست کا کرنی لگی انتظام

غمِ فکرِ بیجا نہ باقی رہا
کوئی قصہ جھگڑا نہ باقی رہا

مگر ہان غمِ قتلِ داؤد خان
شب و روز رہتا جگر مین یہان

یہی آرزو دل مین رکھتی مدام
کہ راجہ سی اب لیجئے انتقام

حسد رشک سی سخت مضطر ہوا
شریک اسمین نواب صفدر ہوا

یہ دونوان دلون مین باہم کرکے سانٹ
ہوئی راجہ ہرنند سی ربط ساز

یہان کی نظامت بڑی شانسی
اوسی سب نے دلوائی سلطان سے

وہ دہلی سی ہمراہِ فوجِ گران
یہان آکی جسدم ہوا حکمران

شریرون کی اغوا سی ہربات مین
تبختر کی لینے لگا بدگہمنڈ

عدو بنکے نواب سی روز و شب
خلش دل مین رکہنی لگا بی سبب

کچہ اندیش پایا جو بدخواہ کو
نہ تاب آئی نواب جم جاہ کو

کیا لشکر آراستہ بہرِ جنگ
پئی قتل باندی کمر چیست و تنگ

لیی ساتہ اپنی یمین و یسار
سوار و پیادہ پیادہ سوار

ہوئی پشتِ رہوار پر جلوہ گر
چلی جانبِ ناظمِ بدگہر

پہونچکر سرِ فوج پر ناگہان
گری صورتِ برقِ آتش فشان

دلیرون نی تلوار پر رکہہ لیا
کسیکو نہ مطلق سنبہلنے دیا

پڑا تفرقہ جسم مین ہر کہین
گرا تن کہین خاک پر سر کہین

بنے زخم انجام پرخاش پر
اجل روئی ہر ایک کی لاش پر

سہی لاکہہ سختی مگر اوس گہڑی
سوا بہاگنی کی نہ کچہ بن پڑی

وہ ہرنند بہی وقت پیکار کے
ہوا کشتہ ساتہہ اپنی سردار کی

جو لوٹا زر و مال اسباب کو
ترقی ہوئی اور نواب کو

پی ازدیادِ شکوہ و حشم — کیا مرحمت طبل و قبہ علم
ہوئی پہر یہ نوبت کہ نوبت ملی — پی ضربِ سکہ اجازت ملی
محبت سی پہر بعد اسم جناب — بڑہایا بہادر برای خطاب
سرِ نام اقدس لطافت کی ساتہ — لکہا لفظ فدوی اضافت کی ساتہ
ملا منصب خاص بی صرف گنج — مقدم ہزاری سی تہا جسمین پنج
عرض یہ مناصب یہ خلعت خطاب — یہ ملبوس شاہِ سلیمان جناب
یہ نقارہ نوبت یہ قبہ علم — یہ ماہی مراتب یہ جاہ و حشم
پہر ایسکی دہلی سی جسدم سفیر — گیا پیش نواب قیصر نظیر
عطیات شاہِ فلک احتشام — کیا پیش کشتی مین رکہکر تمام
وہ سامان جاہ و حشم دیکہکر — ہوئی شاد نواب والا گہر
بچہا کر مصلّی بصد انکسار — کیا سجدۂ شکرِ پروردگار
اوسیدن سی اقبال بڑہتا گیا — نیا ملک ہرسال بڑہتا گیا
انہیں کا کٹیہر مین لیل و نہار — ترقی دکہاتا رہا اعتبار
یہانتک کہ جملہ رعیت سپاہ — سمجہنے لگی مستقل بادشاہ
یہ اعزازِ شاہی جو افزون ہوے — ہزاروں کی دل رشک سی خون ہوے
سوا ایک دستورِ اعظم کی سب — ہوئی ہمدمِ رنجش بی سبب
خصوصًا بد اندیشہ و ناصواب — کہ تہا عمدۃ الملک جسکا خطاب

علی محمد خان بہادر فدوی محمد شاہ بادشاہ

بہم یونہین کچہ دم لڑائی رہی ‏ دلیرون مین تیغ آزمائی رہی
تہورارادون کو چہیڑا کیا ‏ بڑہا حوصلہ یہ کہ حملا کیا
ہر اک سمت پیاس اہلِ پیکار کی ‏ بجہانی لگی آب تلوار کی
نمایش عداوت کی ہونی لگی ‏ لڑائی قیامت کی ہونی لگی
جدائی ہوئی جسم مین جان مین ‏ گری سر ہزارون کی میدان مین
زبس بختِ نوابِ والا گہر ‏ شب و روز تہا زیرِ چرخ اوج
پڑا تفرقہ قوم سادات مین ‏ گریزان ہوئی بات کی بات مین
لڑی خوب بڑہ بڑہ کی تلوار سی ‏ مگر ہٹ گئی تہک کی پیکار سی
دم چند مین جملہ اہلِ فساد ‏ ہوا ہوگئی صورتِ گرد باد
یہان پر جو تیغ آزمائی ہوئی ‏ بلا شرکتِ فوج شاہی ہوئی
فقط فوجِ نواب نی دی شکست ‏ اسی نی کیا سربلندون کو پست
پسِ فتحِ نوابِ عالیمقام ‏ پہری آنولی کی طرف شاد کام
یہان آکی ہمراہ فوج کثیر ‏ کیا دوندی خان کو مقرر سفیر
مع ہدیہ و نذرِ شاہِ جہان ‏ کیا سوی دربارِ دہلی روان
وہان بادشہ نی پسِ اقتدار ‏ عنایت کیا خلعتِ زرنگار
جو دیکہا رفیقانِ نواب نی ‏ تو بائیس پائی گئی پارچی
وفورِ عطوفت سی ملبوسِ خاص ‏ عطا کرکے افزون کیا اختصاص

کہ خواجہ سرا تہا نہایت شریر
غرور نظامت مین مثلِ حباب
غرض سمتِ نواب جم جاہ سے
علاقے کے ناظم بصد کر و فر
یہان آکے مثلِ پدر صبح و شام
پس چند سادات نے بخطر
خرابی کا اندیشہ جاتا رہا
معیت مین ایک عمدہ سردار کے
بن آئی ادہر حسنِ تقدیر سے
ہوا جلوہ بخش آکے فرمانِ شاہ
مدد فوجِ شاہی کی جاکر کرین
کمال اس سے نواب خوشدل ہوئے
جو بارہہ کی سرحد مین رکہا قدم
مقابل پے جنگ آکر ہوئے
چلے دونون جانب سے تیر و تفنگ
ہزارون جوانانِ سینہ سپر
اجل مرنے والون سے تنگ آگئی

خودی مین نہ رکہتا تہا اپنا نظیر
اور پہر کر ہوا حد سے افزون خراب
نکالے کدورت دلِ شاہ سے
ہوئے عظمت اللہ خان کے پسر
نظامت کا کرنے لگے انتظام
بغاوت سے باندہی کمر شاہ پر
ہوا مسکنِ شور و شر بارہا
روانہ ہوئی فوج سرکار کی
کہ دستورِ اعظم کی تدبیر سے
کہ نواب جم جاہ دولت پناہ
یعنے نواب علی محمد خان بہادر ۱۲
مناسب جو سمجھین برابر کرین
اور سیدم شرف بخشِ منزل ہوئے
بڑہے آگے ساداتِ والا حشم
صف آرا برابر برابر ہوئے
ہوا عرصۂ حشر میدانِ جنگ
تڑپنے لگے ہر طرف خاک پر
پڑی بہیڑ ایسی کہ گہبرا گئی

ین تو یون پر ہر طرف بتیان — ہوئی اژدہی منہ سی آتش فشان
دہوان چہا گیا چار سو مثل میغ — چمکنی لگی صورت برق تیغ
چلے بسکہ کثرت سی تیر و تفنگ — ہوا پر ہوا تنگ میدان جنگ
یہی کشمکش چند ساعت رہا — قیامت کی برپا قیامت رہی
ہوئی صبح نکلا بصد آب و تاب — لیی تیغ برق شعاع آفتاب
دلیران نواب والا گہر — ہوئی حملہ آور بصد کر و فر
چلی گہٹکی جو تیغ اک آن مین — ہوئی کشتون کی پشتی میدان مین
نہنگان بحر وغا کا لہو — کہین تا کمر تہا کہین تا گلو
تہور سی نواب جم جاہ کے — قدم اوٹہ گئی لشکر شاہ کی
وہین پہینک کر تیغ و طبل و علم — کیا بزدلون نی مقابل سے رم
جو سردار نامی تہی ماری گئی — دم تیغ کی گہاٹ اوتاری گئی
وہ خواجہ سدا بہی زبان فرار — ہوا کشتۂ خنجر آبدار
ہوئی فتح نواب جم جاہ کی — ملی خاک مین جان بدخواہ کی
ارادہ نیا رنگ دکہلا گیا — علاقہ وہ قبضی مین کل آگیا
ہوا فتح کا شہرہ ہر شہر مین — مچی دہوم اقبال کی دہر مین
خدیو جہان کو جو پہنچی خبر — جبین سی ہوئی ناخوشی جا
اگرچہ کی موقع دم التفات — بنائی یہ دستور اعظم نی با

پہونچکر یہان وہ شریر ازل ۔ رئیسون سی کرنی لگا دل مین بل
شکایت لکہی اسقدر روز و شب ۔ کہ سلطان عالم کو آیا غضب
ہوا عظمت اللہ خان پر عتاب ۔ کیا اس گدہی کو نظامت مآب
یہ خدمت جو اوسکو ملی بی محل ۔ ہوا اور بہی سر مین پیدا خلل
تکبر سی فرعون ثانی بنا ۔ خر مسند خسروانی بنا
غرور نظامت مین وہ روسیاہ ۔ سمجہنی لگا آپ کو بادشاہ
گذر کر رہ و رسم آداب سی ۔ ہوا بر سر کینہ نواب سے
عداوت شب و روز رکہنی لگا ۔ جگر آتش افروز رکہنی لگا
وہ آیا کیا منہ ہر اک بات مین ۔ یہ ٹالا کیے اکثر اوقات مین
نہ باز آیا جب وہ پریشان خیال ۔ ہوئی تنگ نواب قدسی خصال
بگڑ کر ہوئی مستعد جنگ پر ۔ چڑہی صبحدم پشت شبرنگ پر
لیے ساتہ مردان لشکر شکن ۔ چلی جانب ناظم نیمزن
پڑی یہ خبر اوسکی جب کان مین ۔ ہوا مستعد وہ بہی میدان مین
صف آرا کیا لشکر بیشمار ۔ کسی جا پیادہ کسی جا سوار
ادہر تہا یہ سامان طبل و علم ۔ کہ آپونہچی نواب گردون حشم
بہم دونون لشکر صف آرا ہوئی ۔ قیامت کی ڈہنگ آشکارا ہوئی
بڑہی آگی مردان جنگ آزما ۔ پکاری اجل دیکہکر مرحبا

ہوا ہر طرف شورِ ماتم بلند
بنی آہ بامِ فلک کی کمند

عجب عالمِ اہلِ عالم ہوا
ہر اک صورتِ زلف برہم ہوا

خصوصًا مؤید مِن اللہ کا
جگر بند سردارِ ذی جاہ کا

ترقی تہی ہر چند اقبال مین
مگر آپ تہی چودہویں سال مین

اوسیدن تمام افسرانِ سپاہ
اراکین دولت خوانینِ جاہ

فراہم ہوی غنچۂ گل کی طرح
ہوی گفتگو ساز بلبل کیطرح

پسِ مشورت بی تکلف وہین
کیا ابن سردار کو جانشین

وہ ہنگامۂ غم ہوا برطرف
مسرت کا نقشہ جما ہرطرف

ہوئین نذرین اعیانِ درگاہ کے
چلین توپین اوس آسمان جاہ کی

ریاست کو آباد کرنے لگے
رعایا کو دلشاد کرنے لگے

خبر سنکی یہ عظمت اللہ خان
نہایت ہوی خرم و شادمان

بہت لطف سی پیش آتی رہی
قدیمی محبت جتاتی رہی

اِسیوجہہ سے چند شاہی محال
رہی انکی قبضی مین بی قیل و قال

اوسی عہد مین آنولی کی قریب
علاقہ تہا کوئی نہایت عجیب

منونہ تو مشہور اکثر مین تہا
معظم نگر نام دفتر مین تہا

یہ تہی عمدۃ الملک شاہی ندیم
وہ موضع تہا جاگیر اونکی قدیم

پئی بند و بست ایک خواجہ سرا
معظم نگر مین مقرر ہوا

ملا پہلی راجہ مدارات سے ۔ کیا قید آخر کسی گہات سے
گرفتار بند عقوبت ہوئی ۔ اسیر کمند مصیبت ہوئی
نہ بن آئی برگشتہ تقدیر سے ۔ کوئی کام نکلا نہ تدبیر سے
ستمگر نے آخر اوسے کوہ پہ ۔ کیا قتل سردار کو بیخطر
لہو سے ہوا لالہ گون پیرہن ۔ بنا غیرت ارغوان نسترن
کیا بیکسی نے گریبان چاک ۔ اوڑائی بگولون نے اوٹہ اوٹہ کی خاک
سر آسمان خم الم سے ہوا ۔ پشیمان ظالم ستم سے ہوا
جدا ہر جہ نعش غم مین اوٹہائی نظر ۔ خدائی مصیبت مین آئی نظر
سیہ پوش شب داغ مہتاب تہا ۔ ستارونکی آنکہون مین خوناب تہا
خط کہکشان دے رہا تہا خبر ۔ کہ صدمے سے شق ہے فلک کا جگر

مسند نشین شدن نواب مستطاب معلی القاب خورشید علم گردون حشم جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ

جو دیتا ہے دے آج ساقی مجہے ۔ نہین کل کی امید باقی مجہے
زمانہ برنگ دل بیقرار ۔ بدلتا ہے دم بہر مین پہلو ہزار
محبت پر اسکی بہروسا نکر ۔ وفا دوستی کی تمنا نکر
سنے گوش دل سے جو میرا بیان ۔ سناؤن نئے رنگ کی داستان
کہ جب قتل داود خان کی خبر ۔ ہوئی چار سو دہر مین مشتہر

ون راجہ نی انجام کار
مراعاتِ اعزاز دل خواہ کی
بڑہایا یہ **داؤد خان** کا وقا[ر]
تہی اوس عہدِ دولت مین ناظم ہیا[ں]
اونہین حکم آیا یہ سرکار سی
ہوئی دونون جانب سی لشکر کشی
بڑہائی دلیرون نی آگی قدم
اجل ہر پڑی بہیر میدان ین
ہوئی مدعی فوج شاہی سی یہ
ہوا اوسکو ظن صورتِ جسم و جان
مخالف سی رکہتی ہین در پردہ ساز
سمجہتی ہین بیجا عبث تن دہی
سمجہکر یہ چپ ہو رہا بد گہر
گیا داغ دل سے نہ اسباب کا
پس مدتِ چند وہ نابکار
لکہی ولولے شوقِ جانکاہ کی
ملی آہ ہی سردار **داؤد خان**

دہ سوار
بلا مع
موافق مراتب کی تنخواہ کی
دیا اپنی کل فوج کا اختیار
امی منش **عظمت الیدخا[ن]**
سرکا ٹو راجہ کا تلوار سی
لائی انجام کو سرکشی
چلی منچلے لیکے تیغ دو دم
ہزارون نی دی جان اکا[...]
یون کی راجہ نی پائی شکست
موافق ہین ناظم سی **داؤد خان**
[...] ور روز باہم ہی قومی نیا[...]
لڑائی ہین کرتے ہین پہلو تہی
نہ کم کی کوئی رسمِ ظاہر نگ[...]
رہا منتظر وقت کا گہا[...]
ہوا خود ملاقات کا خ[...]
بلایا بہانی سی تنخو[...]
سرِ قلعہ کوہ گردون[...]

بلند اس قدر انکا رتبا ہوا کہ گھر گھر ولایت مین شہرا ہوا
ہزارون خوانین رستم نظیر ہوی ہند مین آکی فرمان پذیر
شب و روز خدمت مین رہنی لگی اطاعت رفاقت مین رہنی لگے
دیا داوندی خان کو وہ جاہ و وقار کہ عالم نی اونکا کیا اقتدار
انہین کی عنایت سی آکر یہان بڑہی حافظ الملک و سردار خان
ہوی فتح خان خانسامان ندیم بنی صدر خان جان نثار قدیم
نجیب آکی خدمت مین نامی ہوئے مکرم معظم گرامی ہوئی
اوسی عہد مین اک زمیندار تہا بجای خود اک عمدہ سردار تہا
دلاور قوی صاحب فہم و رای اوسی کہتی تہی سب مدار اسہای
شریک اور جو اوس ریاست مین تہے سوا فوج و سامان و قوت مین تہی
کمک لی کی سردار مذکور سی ہوا جنگجو خصم مغرور سی
نہ لای وہ اسکی لڑائی کی تاب ہزیمت کو سمجہی مناسب صواب
ظفریاب ہوکر یہ میدان سی پہرا شوکت و جاہ سی شان سی
تحائف کہی پیش و نقد کثیر رہا تابع حکم و منت پذیر
اسی طرح بڑہتا گیا اقتدار ترقی دکہاتا رہا روزگار
سمجہکر ریاست کی پشت و پناہ بڑہائی رئیسون نی خود رسم و راہ
خصوصیت اظہار کرنی لگی دم اخلاص و الفت کا بہرنی لگی

غرض ہین ہون اولادِ آلِ رسول — علی سے ہے دادا ہین وادی بتول
یہ سب سنکی سردار داؤد خان — نہایت ہوئی خرم وشادمان
کہا تمکو فرزند اپنا کیا — جگربندِ دلبند اپنا کیا
موخر مقدم کیا نام مین — محبت سی خان ضم کیا نام مین
اوسی دن سی یہ وردِ عالم ہوا — فراموش وہ اسمِ اعظم ہوا
تنعم مین دن رات پلنے لگے — ارادی نمو کے نکلنے لگے
معلم اتالیق نوکر ہوئے — پڑہانی پر انکی مقرر ہوئی
بلند اختری بسکہ قسمت مین تہے — غضب کی رسائی طبیعت مین
یہ عالم تہا ذہن خداداد کا — کہ دم بند تہا نطقِ اُستاد کا
ہین جو درسی زمانی مین ہین — شب و روز پڑہنی پڑہانی مین ہین
سال مین وہ فلک اقتدار — ہوئی پڑہ کی علامۂ روزگار
اسکے جو فن دلیرونکی ہین — بہادر جوانون کی شیرونکی ہین
وہ سب ختم تہی آپ کی ذات پر — جہکاتی تہی جنگ آزمانکی سر
فن شہسواری مین تہی بی نظیر — لگاتی ہمیشہ عالم سے تیر
علم چار سو نیزہ بازی مین تہے — وحید جہان ترکتازی مین تہے
ادہر سینی یُمنِ قدم کا بیان — کہ ثروت مین سردار کو ناگہان
ترتب شب و روز ہونی لگے — نمائش دل افروز ہونی لگے

ہوئی سیکڑون کشتہ تلوار سے — گری خاک پر پشت رہوار سی
ہوا حد سی افزون جو باہم قتال — کیا ایک کو خصم نی پایمال
گہٹی ہمت اوس قوم مجبور کے — بڑہی فوج سردار منصور کی
ادہر غل ہوا فتح کا چار سو — اودہر لیکی بہاگی شکست آبرو
ہوئی جسطرف جسکو ممکن امان — گریزان ہوا مثل عمر روان
بڑہی آگی سردار والا گہر — ہوئی داخل اوس دیہ مین بیخطر
کہ اک جگہہ مین جو اونچا ہوا — عجب رنگ قدرت ہویدا ہوا
یہ دیکہا کہ اک طفل یوسف جمال — جوان طالع و پیر خو خرد سال
برنگ قد شعلہ شمع طور — منظر مین سراپا سراپای نور
جبین سے بشکل مہ ناتمام — بزرگی کے آثار پیدا تمام
تکلم مین تفصیل اجمال کی — ہر اک بات مین بات اقبال کی
نہ لشکر کی دہشت نہ کچہ خوف جان — قیافہ سی ظاہر اولوالعزمیان
یہ عالم جو آیا نظر ناگہان — ہوئی دنگ سردار داؤد خان
محبت کے پیدا ہوئی ولولے — کیا پیار اوسکو لگا کر گلے
کہا کہئی کیا نام ہی آپ کا — پتا دیجئی اپنی مان باپ کا
کہا کہتے ہین ای شفیق دلی — مجہی لوگ سید محمد علی
پدر کا دلاور علی نام ہی — یتیمی سی اس عمر مین کام ہے

ملوکانہ تدبیر سے صبح و شام — کا اپنی انتظام
اراکین دولت رعیت سپاہ — دیا سبکو اعزاز و آرام جاہ
اوسی عہد مین روہ سے ناگہان — ہوئی وارد ہند داود خان
مع ساز و سامان و راہ — مین آکر ہوئی جلوہ گر
پسند آئی دل کو جو وہ سرزمین — رہی چند مدت اقامت گزین
زبس اختر بخت بیدار تھا — ترقی کا ہر شی سے اظہار تھا
اولوالعزمیان دل مین پیدا ہوئین — بلندی کی شکلین ہویدا ہوئین
بڑی حوصلی شوکت و جاہ کی — ارادون نی بوسی لیی ماہ کے
رئیسون مین حاصل کیا اعتبار — بہت کچھ دیا بخت نی اقتدار
ریاست کی سامان پیدا کئی — ہزارون سلحشور یکجا کئے
مخارج مداخل سے افزون ہوا — دل اس فکر و اندوہ سے خون ہوا
جو بانکولی اک قصبہ مشہور ہے — شریفون نجیبون سے معموری
خصوص اوسمین سادات کثرت سے ہے — یہی لوگ اوسوقت عزت سے تھے
یہ تنگ آکی سردار نے بی خطر — حملہ ایکدن اوسی دیہ پر
ہوا غل تو ہشیار غافل ہوئے — دلیرانہ بڑھ کر مقابل ہوئے
ہوا گرم ہنگامہ کارزار — بنی خون سے رزمگہ لالہ زار
بہی دیر تک برق تیغ — فلک منہ چھپاتا رہا زیر

ہی اب سوگ عشرت کا ہر دم مجھی
جوانی کا اپنی ہی ماتم سب ہی مجھے

گران جان کی ناتوانی سی ہون
سبک رخصت زندگانی سی ہون

دم چند کا ہی فقط انتظار
لب گور ہون کیا مرا اعتبار

خرد مین نہ قوت نہ ادراک مین
ملاتی ہی بیدانشی خاک مین

اس آفت مین باریک بینی کہان
خیال سخن آفرینی کہان

خموشی کہ نام سخن بار ہے
لب خشک بایوس گفتار ہے

فقط آرزو ہی کہ جب تک جیون
شراب حیات دو روزہ پیون

نہ مارا پہرون چارسو دہر مین
ہمیشہ رہون مین اسی شہر مین

نہ چہوڑون قدم ظل سبحانکی مین
فلک رتبہ **کلب علیخان** کی مین

بجا لاکی شرط غلامی مدام
دعاگوی دولت رہون صبح و شام

یہان سی ہی آغاز مطلب رقم
موافق ہین باہم زبان و قلم

ذکر خبر تشریف آوردن سردار داؤد خان و فروغ یافتن در ہندوستان

پلا مجکو ساقی کوئی جام می
کہ ہون آج ہم بزم کاؤس و کی

ذرا موج می سے جو تر ہو زبان
لکہون حال سردار **داؤد خان**

کہ جسدم بہادر شہ کامیاب
کہ تہا شاہ عالم بہی اونکا خطاب

محمد معظم بن اورنگ زیب
ہوئی تاج و تخت خلافت کی زیب

بہرحال کی ختم یہ مثنوی / بجالایا ارشاد کیخسروی
دل و جان ہوئی فکر سی مطمئن / گئی کاہش و رنج پیہم کے دن
ہوئی دل سے رخصت پراگندگی / پریشان دماغی نے کی بندگی
زبان آشنای خموشی ہوئی / جدا فکر کی گرمجوشی ہوئی
قلم کو کتابت سی فرصت ملی / رقم کو تمامی کی رخصت ملی
تمنا ہی جب دیکھین ارباب فن / یہ گلدستہ نوبہار سخن
جہان پائین طرز بیان کچھہ خلاف / مجھی رکھین طعن زبان سی معاف
کہ شاعر نہین مین سخنور نہین / زبان دان نہین نکتہ پرور نہین
نہ دعوای شیوا زبانی مجھے / نہ لاف کمال معانی مجھے
نہ مین قابل اعتبار سخن / نہ خواہان جاہ و وقار سخن
یہ پیشہ کچھہ آبائی اپنا نہ تھا / بزرگون کو اس سی علاقہ نہ تھا
اب و عم مری سنکی ہوتی تھی تنگ / سمجھتے تھی ہرزہ خیالی کو ننگ
مگر مین طبیعت سی مجبور تھا / یہی میری قسمت کو منظور تھا
اسی فن مین گذری جوانی مری / ضعیفی ہوئی یار جانی مری
وہ عالم نہین اب وہ سودا نہین / وہ شوق دل نظم پیرا نہیں
نہ گرمی طبیعت مین باقی رہی / نہ وہ صحبت جام و ساقی ر
ضعیفی سی برجا نہین ہین حواس / نگاہون مین پہرتی ہی تصویر یا

کم وبیش کا پاس ہر دم رہی — ہر اک بات صحت سی توام رہی
سنا جب یہ ارشادِ معجز اثر — کیا عرض ای خسروِ داد گر
خبر کیا مجھی واقعی حال سے — کرون کسکی تفصیل اجمال سے
ہوا حکم تمکو ملیگی کتاب — بہت معتبر منتخب لاجواب
چنانچہ پس مدتِ چند روز — عنایت ہوا نسخۂ دلفروز
اوسی مین دیکھا تو آیا نظر — سراپا صحیح و ہمہ معتبر
اوسی نثر کو مینے موزون کیا — جگر کو دمِ فکر پر خون کیا
تصرف سرِ مو کسی جا نہین — کم و بیش کا دخل اصلا نہین
مگر ہان ضرورت سی دو چار نام — کیی نظم بی قاعدی لاکلام
گری حرف تقطیع سی بیگمان — نہ بن آئی کچھ مجھسی وقتِ بیان
مقام کنایہ اشارہ نہ تہا — سوا اسکی کچھ مجکو چارہ نہ تہا
سی جا کیا نظم تنہا خطاب — کہین دل سی ترکیب دی لاجواب
رض مجکو انجام تک ہر کہین — یہی دقتین پیش آتی رہین
ب و روز کہایا وہ خونِ جگر — کہ رگ رگ مین ہی امتلا کا اثر
ی فکر مین صبح تک شام سے — نہ سویا کبہی شبکو آرام سے
سرمہ چشم دودِ چراغ — یہی فکر تہی خانہ سوزِ دماغ
یانی دن رات کرتا رہا — مہینون نہ جیتا نہ مرتا رہا

بہرین اس ریاست کی دشمن تباہ	رہین لطف وآرام سی خیر خواہ

دربیان سبب تالیف کتاب مستطاب

سنبھل بیٹھ ای ساقیِ مست ناز
ابہی سی نہو اسقدر بی نیاز
یہان روبرو اور عالم ہی آج
سرور می ساغرِ جم ہی آج
وہان ہون جہان رعب فرو دیکہکر
بشر کیا فرشتون کی جلتی ہین پر
نکلتی ہی پیشِ خدیو جہان
زیادہ ہوس سے تمنای جان
مجہی ناز ہی اپنی تقدیر پر
فلک آفرین خوان ہی تدبیر پر
مزہ دیتی ہی یاد اس حال کی
سناؤن مین تفصیل اجمال کی
کہ اکدن قدمبوس کی آرزو
مجہی لی گئی شاہ کی روبرو
بجا لا کی آداب دربار مین
ہوا جاگزین قرب حضار مین
دمِ صحبتِ ذکرِ شعر و سخن
کیا مینی کچھ قصدِ اظہارِ فن
عطوفت سی پاکر ارادہ قوی
اوٹہا اور کی نذر اک مثنوی
اوسی آپ نی جا بجا دیکہکر
کیا مجسی ارشاد یون مختصر
کہ تو اس ریاست کی احوال کو
اکابر کی اعزاز و اقبال کو
تقارب مین کر نظم آغاز سی
سخن ساز ہو فکرِ دمساز سی
خلافِ حقیقت سی وقتِ رقم
رہی پاک منطق زبانِ قلم

زبس یکفنی مشق ہر فن مین ہی
یگانہ علوم و ہنر فن مین ہے

طبیعت مین ہی قدردانی کمال
چلے آتی ہین سیکڑون ذی کمال

کہی جمع عالم جو اس شہر مین
نہین شرق سی غرب تک دہر مین

وہ بیمثل شاعر ہین نوکر یہان
دبیر فلک جنسی سیکہی زبان

فصیحون کی نزدیک اونکا کلام
سند معجزہ کی طرح لاکلام

غرض آج زیر سپہر بلند
نہین کوئی ایسا شہ ارجمند

محامد ہون سب مجہہ سی کیونکر بیان
نہ اتنی طاقت نہ ایسی زبان

اوٹہاؤن مین ہاتہہ اب دعا کی لئے
کہین قدسی آمین خدا کی لیی

الٰہی ہی جب تک سپہر بلند
نقوش کواکب سی چینی پرند

اوگاتی ہی جب تک زمین چمن
گل و لالہ و سنبل و یاسمن

گلستان مین جب تک نسیم بہار
دکہاتی ہی غنچون مین چہپکر او بہار

فروزندہ جبتک ہین شمس و قمر
نظر آتی ہین روز و شب جلوہ گر

زمانی مین جب تک سحرگاہ و شام
فلک کو ہی گردش زمین کو قیام

ہمیشہ رہی مسند عز و جاہ
قدمبوس سلطان گیتی پناہ

برنگ سمن شاہ نازک دماغ
رہی گلشن دہر مین باغ باغ

عدو کی لیی شادمانی ہو غم
خوشی مین ہو بالیدگی سی ورم

رہی اختر بخت عالم فروز
جلی رشک سی دشمن تیرہ روز

بی جان پہ زندگی ہو حرام
اطاعت کو سمجھے عبادت مدام

گذرتا ہی آگی سے وقتِ عتاب
لرزتا ہوا چرخ پر آفتاب

میسر کسیکو یہ سطوت کہان
یہ فیروز مندی یہ شوکت کہان

غلط تہا جو عالم مین مشہور تہا
نہ ہمرتبہ قیصر نہ فغفور تہا

لوازم ریاست کی ہین جس قدر
برابر ہی ہر جز و کل پر نظر

شب و روز ہر دم یہی فکر ہے
تغافل تساہل کا کیا ذکر ہے

عدالت پر اوسکی ہی عالم کو ناز
جفای فلک سی ہین سب بی نیاز

ثناخوان دعاگو ہین شام و سحر
فلک پر فرشتی زمین پر بشر

نرالی ہی داد و ستد متصل
دعا لیتی ہین دی کی آرام دل

وفورِ ترحم کی تاثیر سے
مزاج آشنا عفو تقصیر سے

گوارا نہیں اس قدر بہی محن
کہ بلبل غمِ گل مین ہو نعرہ زن

تعشق مین پروانی مجبور سے
جلین آتشِ شمع پر نور سے

بشکلِ رسولانِ عالم پناہ
نہ پروای تاج و نہ شوقِ کلاہ

خودی خودپسندی کی عادت نہین
کہین نام کو بوی نخوت نہین

اولی الامر ہی اہلِ اسلام کا
مروج ہی قرآنی احکام کا

بتاتا ہی راہِ شریعت ہمین
عبادت ہی اوسکی اطاعت ہمین

جو ممنونِ سلطانِ عالم نہین
حقیقت مین وہ ابنِ آدم نہین

نظیر آپ کا زیرِ چرخِ برین | کسی کو کسی سمت ملتا نہین
شب و روز ہین جستجو مین خراب | ادہر ماہِ تابان اودہر آفتاب
عدالت کی جب سی سُنی داستان | سرِ فتنہ ہی مستِ خوابِ گران
سمجھتے ہین مردانِ عالی ہمم | جہانِ شجاعت سپہرِ کرم
زمانی مین اللہ رکہی مدام | سخاوت کا اونکی بدولت ہی نام
پی انتظامِ جہانِ خراب | مشیت نی اوسکو کیا انتخاب
دیا ساز و سامانِ دولت تمام | کیا خوگرِ جود و ہمت تمام
شب و روز دستِ کرم ہی دراز | رعیت ہی آسودہ و بی نیاز
کسی کو غمِ خستہ حالی نہین | کہین جور بی اعتدالی نہین
ہوا زرفشان جبسی دستِ کرم | عرب بہی ہی ممنون مثلِ عجم
دل آباد علمی خیالات سی | ہمہ دانی اونکی کمالات سے
شہِ کشورِ اعتبارِ سخن | وقارِ سخن افتخارِ سخن
ادب مین معانی ہین معقول مین | اصول مسائل مین منقول مین
برابر ہی نسبت دل پاک کو | کہین شک نہین موجِ ادراک کو
شکوہ و تمکن کا وہ رنگ ہے | کہ کوہِ گران سنگ پاسنگ ہی
تہور جو دیکہے دمِ کارزار | دل و جان سی تُرکِ فلک ہو نثار
کری وہ عدو پر جو لشکر کشی | وبالِ سرِ کبہ ہو سرکشی

پہونچکر وہان مضطر و خستہ حال — کرون چشمِ پر آرزو کو نہال
لگا کر حریمِ حرم کو گلی — نکالون دلِ تنگ کی حوصلی
وہین دفن مرکر ہین غمناک ہون — غبارِ درِ روضۂ پاک ہون
اوٹہون حشر کو پہلوِ خاک سی — لپٹ کر سرِ دامنِ پاک سی
رہون زندہ جبتک وہان صبح و شام — طفیلِ محمدؐ علیہ السّلام
زیارت کرون قبرِ اصحاب کی — بجھاؤن لگی جانِ بیتاب کی
منور دلِ شوق منزل کرون — تمنای دیدار کامل کرون

مدح حضور پرنور گوہر تاج ابہت و شہریاری یاقوت اکلیل مملکت و تاجداری حاجی حرمین شریفین زائرِ روضۂ شہنشاہِ خافقین جناب معلی القاب حامیِ دینِ محمدؐ نواب کلب علیخان بہادر دام اقبالہم و ملکہم

خبردار ہو ساقیِ بیخبر — کہ صبحِ تمنا ہوئی جلوہ گر
پلا آج می جامِ خورشید مین — کہ چمکی سخن بزمِ جمشید مین
زبان و لبِ خشک کو تر کرون — دہن چشمۂ آبِ کوثر کرون
اوٹہاؤن دمِ فکرِ مضمون قلم — کرون مدحِ کلبِ علیخان رقم
جسی کہتی ہی خلق شام و پگاہ — پناہِ جہان و جہانِ پناہ
برومند نخلِ زر و مال سے — تنومند نیروی اقبال سے
عروجِ بلند اختری دیکھکر — جھکاتا ہی سر آسمان خاک پر

دو رنگی سے تہی طبع والا غیور — نہ پایا کبہی سایہ نی قرب نور

تہی اوس دم سی دانای راز صمد — کہ صبح ازل تہی نہ شام ابد

تفاول سی مہر فلک ہر سحر — زیارت سی حضرت کی تہا بہرہ ور

مقیمان کوی رسول کریم — نہین طالب سیر باغ نعیم

شہ انبیا خاتم مرسلان — شفیع امم قدوہ الکملان

جگر خستہ تسلیم خانہ خراب — جسی کہتی ہین سب غلام جناب

دل آشفتہ آشوب دنیا سی ہے — پشیمان اپنی تمنا سی ہے

مری حال پر خواب مین گاہ گاہ — جو ہوتی تہی چشم کرم کی نگاہ

تسلی دل و دیدہ ترکو تہی — خوشی عید کی جان مضطر کو تہی

بہت دن ہوی اب تو وہ بہی نہین — دل و جان کو وجہ تسلی نہین

ہوئی کیا خطا مجسی تقصیر کیا — دکہاتی ہی نیرنگ تقدیر کیا

شب و روز ہون نا امید کرم — اوٹہاتا ہون حسرت کی صدہا ستم

غم کم نگاہی کی سنکر بیان — مری آرزو مجسی ہی بدگمان

حضوری کی دولت سی قاصر ہوئین — مسلمان ہی ہون نہ کافر ہوئین

تمنا ہی ای رحمت ذوالمنن — طفیل جناب حسین و حسن

مجہی بہی کبہی یاد فرمائیے — زیارت سی دلشاد فرمائیے

ہم اندیشہ شوق بیباک ہون — روانہ سوی روضۂ پاک ہون

نکلتے جدھر بادیہ اللہ مین   بچھا دیتی آنکھین ملک راہ مین
ہوا ختم آغاز سی جلوہ گر   وہی مبتدا تھی وہی تھی خبر
بتاکر رہ راست قرآن سی   مشرف کیا سبکو ایمان سی
چراغ ہدایت کیا جلوہ گر   ضلالت سی لائی ہین راہ پر
جدھر بڑھتی وہ لیکے تیغ دودم   ظفر دوڑکر چوم لیتی قدم
اونہین کا رضا جو خدای جہان   دعا کا طلبگار اثر ہر زمان
زمین و فلک عرش و کرسی تمام   کیا دم مین طی بی قیام و مقام
کسی اور مین یہ فضیلت کہان   میسر یہ شان نبوت کہان
کہین آپ کا کوئی ہمسر نہین   زمین پر نہین آسمان پر نہین
مسیحا ہی تھی کلمہ گو صبح و شام   ہر اک بات اعجاز تھی لا کلام
کمالات اعجاز کی مہر و ماہ   فلک پر ہین ذرات ابتک گواہ
لیاقت مین بلغار تک چین سے   غلام اونکی بہت سے سلاطین
شہنشاہ تبلیغ احکام کے   مقنن قوانین اسلام کے
زمین پر شرف بخش بیت الحرام   فلک پر صف انبیا کی امام
[illegible] خاک گذرگاہ کا   ضیا بخش خورشید کا ماہ کا
اگر [illegible] عارض پر صفا   تصدق ہو صبح ازل کی ضیا
نبوت [illegible] سی پایا شرف   وہ ہین افضل انبیای سلف

امیر عرب شہریار عجم ‎ ‎ جہان کرامت سپہر کرم
کیا جلوہ گر نور اسلام کو ‎ ‎ دیا حکم پامال اصنام کو
محمد کہ ضامن شفاعت کے ہین ‎ ‎ وسیلہ گنہگار امت کی ہین
او نہین سی ہوئی محفل فرشیان ‎ ‎ زیارت گہ دیدہ عرشیان
فروغ کمالات مستور سی ‎ ‎ خلائق کی دل بہر دیے نور سے
ہوا جب سی ملک عرب جلوہ گاہ ‎ ‎ وہان کا ہر اک ذرہ ہی مہر و ماہ
زمین مدینہ ہی عنبر سرشت ‎ ‎ وہان کی خس و خار رشک بہشت
شب قدر وابستہ گیسو کی تہی ‎ ‎ کلید جنان جنبش ابرو کی تہی
عروج آسمان شریعت کے تہی ‎ ‎ فروغ آفتاب طریقت کی تہی
خلاصہ حقیقت کی عرفان کی ‎ ‎ شرف دین کی فخر ایمان کے
دکہایا شجاعت نی جسدم کمال ‎ ‎ ہوئی سرکشان جہان پائمال
شریک وجدا عین کثرت مین تہے ‎ ‎ وہ ظل الٰہی حقیقت مین تہی
عدو خسرو گوہرین تاج کے ‎ ‎ کسی بیکسان دوست محتاج کے
زبان آشنا حرف اسرار سے ‎ ‎ عیان شان اعجاز گفتار سی
کشش دل کی حرف و حکایات مین ‎ ‎ اثر اسم اعظم کا ہر بات مین
فلک سائبان اونکی ایوان کا ‎ ‎ زحل پیر کمان ایک دربان کا
دم شوق بالا روی برق دم ‎ ‎ زمین و فلک گردش یک قدم

...رکھہ دفترِ جرم میزان مین | خجل کر نہ محشر کے میدان مین
گذر جاؤن مین پل سی مانند برق | نہون سیلِ طوفانِ آتش مین غرق
چہٹون قیدِ زندانِ محشر سی مین | ملون ساقیِ جامِ کوثر سی مین
کرون عرض ای داورِ دین پناہ | شفیعِ ستمدیدگانِ گناہ
جگر تفتہ خورشیدِ محشر سی ہون | غلامانِ اولادِ حیدر سی ہون
لب تشنہ ہین موجِ اخگر مجھی | عنایت ہو اک جامِ کوثر مجھی
وہان سی طفیلِ حسین حسن | سو باغِ رضوان پر ہون خندہ زن
وہ عالم ہو میرا وہ سامان ہو | فرشتہ بہی دیکھی تو حیران ہو
رہون خلد مین خاص بندونکی پاس | جلانی سی میری ہو دوزخ کو یاس
یہ امید یارب جو کثرت سی ہے | فقط تیری احسان و رحمت سی ہی
وگرنہ مری یہ حقیقت کہان | کہ ہون طالبِ رتبۂ صالحان
خطاکار ہون پر گناہون مین ہون | ذلیلون مین ہون و سیاہون...
... کہ جز شرم حاصل نہین | تجھی منہ دکھانیکی قابل نہین
... محشر لغو و فضول | کری گا نہ دوزخ بہی مجکو قبول
کرمان ... احسان قسمت کے ہین | بہانی کرم کے عنایت کی...
...امت ... پیمبر کے ہین | حمایت مین ساقی کوثر...

... شفیعین احمد مجتبی محمد مصطفی ... اللہ علیہ وعلی آلہ ...

بنایا ہی قسمت نی خود بین مگر — نہین آجتک مجکو اپنی خبر
تری معرفت کا کرون کیا خیال — کہ اعمی سی سیر گلستان محال
دو رنگی کا میری ہی لالہ گواہ — کہ ظاہر مین ہون سرخرو دل سیاہ
لگا آگ ایسی کہ دل پاک ہو — سوا تیری جو دل مین ہو خاک ہو
دم مرگ کر دستگیری مری — رہائی دکھائی اسیری مری
اوٹھاؤن نہ مین سخت جانی کی ناز — اجل کی کشاکش سی رکھہ بی نیاز
تن خستہ سی جان مانندِ بو — نکل جائی بنکر تری آرزو
نہ لیجاؤن دنیا سی غم خاک مین — ملون مثلِ نقشِ قدم خاک مین
کنارِ لحد عطر اگین بنا — کفن رشکِ دامان گلچین بنا
گل خلد کی بو گلِ داغ دی — غبارِ زمین نکہتِ باغ دی
تجلی گہِ نورِ جاوید ہو — ہر اک ذرہ ہمتابِ خورشید ہو
جگائی جب آشوبِ محشر مجہی — نہ سونی دی میرا مقدر مجہی
صدا آئی ہر خیز کی کان مین — طلب ہون قیامت کی میدان مین
برنگِ گل و غنچہ مشکبو — زمینِ لحد سی اوٹہون سرخرو
گناہون کی شامت سی مضطر نہون — غبارِ بیابانِ محشر نہون
سمجہکر شہیدِ محبت مجہی — لگالی گلی تیری رحمت مجہی
نہ توڑ آسمانِ غضب جان پر — مجہی چہوڑ دی میری ایمان پر

رہ شوق مین سوز بی سازدی
برنگ شرر بال پروازدی

ہوا ہی جو سر تیری سجدہ مین خم
نگراوسکو پامال راہ صنم

بلندی سر جبہہ سائی کودی
رسائی مری نارسائی کودی

عطا کروہ دل یا الٰہی مجھے
جو دی مژدۂ بیگناہی مجھے

ستمدیدۂ حرص دنیا نہو
بلاکیش عرض تمنا نہو

شکیب آزمای مصیبت رہے
پر آشوب شور قیامت رہی

تری شوق مین کہاکی سوز و تاب
پہری روز و شب صورت موج آب

ہمیشہ برنگ گل نار رون
رہی اپنی ماتم مین خونین کفن

سنائی نہ اپنی خبر گوش کو
دعائین دی لبہای خاموش کو

زخود رفتۂ تنگدستی رہے
شراب می فاقہ مستی رہی

نہ بہولی سے رخ سوی گلشن کری
تری داغ سے سینہ گلخن کرے

خودی بیخودی کا نہ کچہ ہوش ہو
غم دین و دنیا فراموش ہو

ہمیشہ برنگ گل آفتاب
رہی تیری دیدار سی کامیاب

تری راہ مین مثل نقش قدم
رہی پائمال جفا دمبدم

نہ پابند بیم و رجا کا رہے
طلبگار تیری رضا کا رہی

اگر شاد پروای دنیا سی ہو
پشیمان اپنی تمنا سی ہو

مین بیکس ہون یارب تو بیکس نواز
اوٹہاؤن کہانتک مصیبت کی ناز

بلا ہو گئی میری ہستی مجھی — نہین چہوٹتی بت پرستی مجھی
بتون کا دل و جان سی دلسوز ہون — انہین کافرون کا شب و روز ہون
اسیر ہوای رہائی ہون مین — طلبگار مشکلکشائی ہون مین
اگر لطف دی رخصت نیم دم — ادہر بہی ہو کوئی نگاہ کرم
طلسم فریب بتان ٹوٹ جای — دل رشتہ بر پا مرا چہوٹ جائی
تری لطف سی تیرا شیدا ہون مین — تجہی سی طلبگار تیرا ہون مین
ملون جلوہ حسن پر نور سے — کرون دیر کو بندگی دور سے
اگر تو نہ دی شادمانی مجھی — مبارک ہو آشفتہ جانی مجھی
تری یاد مین خود فراموش ہون — کرون دل کو گویا مین خاموش ہون
نہو حاجت می پرستے مجھی — مزہ دی مرا جوشش مستی مجھی
سبکروح ہو کر پہرون چارسو — نہ دم بہر بہی دم لون کہین مثل بو
پریشان ہون صحبت گل سی مین — گریزان ہون فریاد بلبل سی مین
تری شوق مین مثل صرصر پہرون — اوڑاتا ہوا خاک سر پر پہرون
مری چاہ مین موج سان سربسر — رہی مجھکو ہر دم وطن مین سفر
غم شعلہ الفت سی دل شاد رکہہ — ہمیشہ مجھی محشر آباد رکہہ
فروغ محبت کی قابل بنا — مری دل کو خورشید منزل بنا
ضلالت تری صدق مین دور ہو — یہ ظلمت کدہ عالم نور ہو

تجہی شغلِ آغاز و انجام سے — بنانا مٹانا ترا کام سے
کبہی تجکو بی اختیاری نہین — ترا کاروبار اضطراری نہین
کنارِ زمین گل سے بہرتا ہی تو — چمن رشکِ فردوس کرتا ہی تو
تری عشقِ پرسوز مین کہا کی جوش — گلِ داغِ لالہ ہی جنت فروش
تری شوق مین سبزۂ بوستان — پڑا مست لیتا ہی انگڑائیان
تری جنگی دیوانہ سینہ چاک — بگولی اوڑاتی ہین صحرا مین خاک
پڑا ہی بیابانِ جانکاہ مین — شب و روز جادہ تری راہ مین
نمایش تری شان کی دیکہکر — کہڑی وجد مین جہومتی ہین شجر
سوا تیری جتنی ہین فانی ہین سب — غبارِ رہ بی نشانی ہین سب
بس ای کلکِ تسلیمِ شوریدہ مغز — کہانتک سرِ حرفِ گفتارِ نغز
تو خس ہی رہِ حمدِ حق برق دم — سرِ شعلہ پر رکہہ نہ بڑہکر قدم
غنیمت سمجہ عرضِ حاجات کو — اوٹہا ہاتہہ اپنی مناجات کو

مناجات بحضرت قاضی الحاجات

الٰہی بیانِ زبان دی مجہی — زبانِ فصاحت بیان دی مجہی
تری حمد دن رات کرتا رہون — یونہین صرف اوقات کرتا رہون
بہت دن سی شمعِ صنم خانہ ہون — ترا ہو کی دلسوز بیگانہ ہون

تری شوق مین ہو کے بے اضطراب | اوٹھاتی ہین پانی سی گردن حباب

ہمہ وقت سیر مین ہین شام و سحر | روان قافلی موج کی بی خطر

تجلی تری حسن کی شان مین | بگولی ہین رقصان بیابان مین

جو تو چاہتا ہی تسکین بیتاب کی | کری پرورش شعلہ سیماب کی

ترا لطف ہی دست [illegible] | ترا ذکر شیخ و برہمن مین ہی

نہ تجھ سا خیالی نہ ثانی [illegible] | کہین تو خدا ہی کہین ہی صنم

[illegible] | ترا نور شعلہ ہی نور برق

نہ تجھ سے جدا ہی نہ تجھ [illegible] | تو آشنا ہی نہ بیگانہ ہے

تری ساتھ عالم کی ہستی ہی ہی | جہان تک بلندی ہی پستی ہی ہے

فنا کو نہ نسبت ہی جاوید سی | حرارت کو تو ہی مہر خورشید سی

بیان رنگ حسن تجلی اور ہی | زبان اور انداز ہی اور ہے

تری تجلی ہر چشم [illegible] چشم | قیامت ہی ترا برابر قدم

شراب محبت کی تاثیر سے | نہین چاہ [illegible]

معاف ای خدا [illegible] کہان | رہی ذات مین تیری [illegible] کہان

[illegible] سی تو | [illegible] سی تو

[illegible] سی | کہ تو پاک ہی [illegible] ادراک سی

نہین مجھ مین گنجائش کیف و کم | تری قرب سی دور [illegible] کم

حمد حق سبحانہ تعالیٰ

بہار کرم سی تری کہا کی جوش | زمین گلستان ہی جنت فروش
عجب جلوۂ حسن کی شان ہی | جدہر دیکہیی عقل حیران ہی
کہین جلوۂ دل کی تجلی ہی تو | کہین غمزدون کی تسلی ہی تو
بغل مین کبہی دل کبہی جان ہی | کبہی جان و دل کا تو ایمان ہے
کبہی ہای ہوی خرابات ہی | کبہی شور اہل مناجات ہی
کبہی گل کی پردی مین گل کی امنگ | کبہی بو کبہی شوق پرواز رنگ
کبہی آمد موسم نوبہار | کبہی رخصت نالہای ہزار
کبہی خرمی خندۂ گل کی ہے | کبہی آبرو اشک بلبل کی ہی
یہ دل تجہسی ہم وسعت صد جہان | جہان اسمین قدرت سی تیری نہان
فروبی کی لی کام اگر کم سے تو | بجہادی جہنم کو شبنم سی تو
مٹائی جو شاہون کی تو شان کو | کری مور عاجز سلیمان کو
مبرا سحر سی تری شام سے | الگ قید آغاز و انجام سی
تری خوان نعمت سی روزینہ خوار | غریب و امیر و صغار و کبار
وہ فردوس جو سب کا معمول ہے | تری باغ صنعت سی اک پہول ہے
جہنم ہی پیش حقیقت نگر | تری آتش قہر سی اک شرر
بنائی ای دیدۂ چرخ پیر | مہ و مہر سی عینک دلپذیر
طلب مین تری ہی طلب چارسو | روان سر کی بل روز و شب آبجو

گدا یا کوئی صاحب تاج ہی | تری در کا ہر ایک محتاج ہی
کسیکی کسی وقت ہستی نہین | تری آگی کچہ اوج و پستی نہین
زمانہ ہی بیچارہ تو چارہ ساز | تری سب ہین محتاج تو بی نیاز
خلائق کو کن سے ہویدا کیا | مشیت نی تیری جو چاہا کیا
جہانداری و تیغ شاہونکو دی | شکست و ظفر کج کلاہون کو دی
عطا کی غریبون کو بیچارگی | دل افسردگی دی جگر خوارگی
کیی خلق دوران زدانِ قدیم | نبی بہرِ دین بہرِ دنیا حکیم
دلِ خلقِ عالم رخِ تیرہ خاک | کیا انبیا نی ضلالت سی پاک
بتائی ہر اک کو رہِ مستقیم | دکہائی بہارِ فضائی نعیم
حکیمون نی پیدا کیی دہر مین | معیشت کی اسباب ہر شہر مین
صناعت مین بے عقلِ کامل انہین | کیا سوی ایجاد مائل انہین
تو سلطانِ آفاق ہی بی وزیر | نہ ہمدم ہی کوئی نہ کوئی مشیر
تری بادشاہی ہی وسعت کے ساتہ | بڑی حشمت و شان و شوکت کے ساتہ
ازل سی ابد تک ہی سرحد تری | تصور سی باہر ہی ہر حد تری
پہر تجہہ سی کیا کوئی گم کردہ راہ | نہین دونون عالم مین جمکن پناہ
تری زیرِ فرمان زمین و فلک | تری تابعِ حکم انس و ملک
کیا آبِ دریا روان سنگ سی | لیا کارِ فیاض دل تنگ سی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی ہی تو بادشاہِ جہان — تجھی سی ہی پشت و پناہِ جہان
ہر اک پر ترا لطف و خیرات ہی — خداوندِ عالم تری ذات ہی
تو قطرے کو ہم موجِ دریا کری — تو ذری سی خورشید پیدا کری
تری یاد سی دل مین تنویرِ شرق — تری غم سی سینہ ہم آغوشِ برق
کیی جلوہ گر تو نی بہ پیشِ نگاہ — سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
تری کلکِ قدرت سی کون و مکان — نظر مین ہی اک نقطۂ امتحان
قدم سی تری کم زمانی قدم — ازل نیم لحظہ ابد نیم دم
سزاوار ہی بادشاہی تجھی — مسلم ہی عالم پناہی تجھی
نہین فلس ماہی سی تا اوجِ ماہ — نہین تیری تیغِ غضب کی پناہ

بعون خالق سخن آفرین و بانی آسمان و زمین جل جلالہ

مثنوی بے عدیل حسب الحکم حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی حضور نواب کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم و ملکہم مسمی بہ

تاریخ بدیع

تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم [illegible] مصطفیٰ آباد عرف رامپور از اہتمام محمد حسین خان

در مطبع حسنی محمد حسن خان واقع رامپور زیور طبع یافت